تبلیغی جماعت کیا ہے؟

تبلیغی جماعت کے بعض نظریات وخیالات کا علمی جائزہ

تالیف

عبدالمعز حقمل

جمع وترتیب: ضرار خراسانی

میڈان رائیونڈ

تالیف: عبدالمعز حقمل

جمع وترتیب: ضرار خراسانی (المہاجر)

انٹرنیٹ ایڈیشن:

حقوق طبع تمام مسلمانوں کیلئے محفوظ ہیں!!

* اس کتاب کا حق ہے اس کا مطالعہ کیجئے
* دوستوں کو مطالعہ کے لئے دیجئے
* انٹرنیٹ پر دوستوں کو ای میل کیجئے
* اس کے کاپی پرنٹ لیکر تقسیم کیجئے
* ان طریقوں پر عمل پیرا ہو کے کتاب کو بڑے پیمانے پر پھیلایا جاسکتا ہے

اگر آپ حق کو سمجھ گئے ہیں تو اپنی ذمہ داری کو ادا کیجئے

اللہ ہم سب کا حامی ناصر ہو

" واللہ غالب علی امرہ و لکن اکثر الناس لا یعلمون "

اور اللہ اپنے امر میں غالب ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں مانتے

فہرست

ابتدائیہ 6
مقدمہ 7
رائیونڈی پارٹی عرف تبلیغی جماعت کے فوائد اور نقصانات 8
قسط :1 (کیا اللہ تعالیٰ انسان سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے؟) 11
قسط : 2 (ہمیں کافروں سے نہیں کفر سے نفرت ہونی چاہیئے) 15
قسط :3 (براہ راست اللہ تعالیٰ کے حکم پر ایک اعتراض) 19
قسط :4 (کیا بغیر کلمے کے مرنے والوں کے بارے میں ہم سے پوچھا جائے گا؟) 24
قسط :5 (ہجرت اور نصرت کے مفہوم میں تحریف) 28
قسط :6 (جان ، مال اور وقت لگانا) 32
قسط :7 (دین کا پھیلانا یا غالب کرنا) 35
قسط :8 (اللہ کا راستہ کیا ہے؟) 39
قسط :9 (یہ مکی دور ہے مکی دور جہاد نہیں تھا) 43
قسط :10 (کیا جہاد سے پہلے ایمان بنانا ضروری ہے؟ 46
قسط :11 (کیا جہاد سے پہلے ایمان پر تیرہ سال محنت ضروری ہے؟ 49
قسط :12 (تبلیغ کا حکم) 52
قسط :13 (اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور ۔۔۔۔۔) 55
قسط :14 (ما قبل قسط سے متعلق) 59
قسط :15 (یہ طریقہ تبلیغ کشتی نوح ہے) 61
قسط :16 (ہم نے تمام مساجد کو نبوی اعمال سے آباد کرنا ہے) 65
قسط :17 (مساجد کی آبادی یا مساجد پر قبضہ؟) 68
قسط :18 (مسجد نبوی کے اعمال کیا ہیں؟) 71
قسط :19 (منبر پر کیسے لوگ آتے ہیں؟) 74
قسط :20 (نمازوں کا ضیاع) 77

قسط :21 (تبلیغی جماعت کا پھاٹک نہیں(حصہ اول) 79
قسط :22 (تبلیغی جماعت کا پھاٹک نہیں(حصہ دوم) 81
قسط :23 (نہیں عن المنکر کو چھوڑنا(حصہ اول) 84
قسط :24 (نہیں عن المنکر کو چھوڑنا(حصہ دوم) 88
قسط :25 (تبلیغی جماعت اور رمضان) 90
قسط :26 (نبیوں کا طریقہ ، نبیوں والا کام کیا ہے؟) 93
قسط :27 (تبلیغی جماعت کا علمی اعتراضات سے فرار) 98
قسط :28 (گزشتہ قسط کی تکمیل) 102
قسط :29 (کلمے والی محنت) 105
قسط :30 (غیرت کے موقع کو ضائع کرنے کی کوشش کرنا(حصہ اول) 107
قسط :31 (غیرت کے موقع کو ضائع کرنے کی کوشش کرنا (حصہ دوم) 110
قسط :32 (غیرت کے موقع کو ضائع کرنے کی کوشش کرنا (حصہ سوم) 113
قسط :33 (درس قرآن سے فرار کیوں؟) 117
قسط :34 (کیا حضورؐ نے ابوجہل کوسو دفعہ دعوت دی تھی؟) 119
قسط :35 (کیا دعوت اس امت کے ساتھ خاص ہے؟) 123
قسط :36 (کچھ تبلیغی گشت سے متعلق) 125
قسط :37 (کچھ تبلیغی گشت سے متعلق(حصہ دوم) 129
قسط :38 (کچھ تبلیغی گشت سے متعلق(حصہ سوم) 132
قسط :39 (کافروں کو دعوت دینے سے روکنا) 136
قسط :40 (کیا جاہل بیان کر سکتا ہے؟) 140
قسط :41 (تبلیغی جماعت اور موضوع احادیث (حصہ اول) 145
قسط :42 (تبلیغی جماعت اور موضوع احادیث (حصہ دوم) 151

بسم اللہ الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خاتم النبیین محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد!

موجودہ تبلیغی جماعت نے اگر ایک طرف لاکھوں افراد کی زندگیوں میں تبدیلی پیدا کی تو دوسری طرف اسمیں چند در چند غلطیاں بھی در آئیں ان میں سے بعض غلطیاں نا قابل برداشت ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ یہ غلطیاں اکثر فکری ہیں۔

تبلیغی جماعت کی موجودہ صورت سے اکثر علماء غیر مطمئن اور شاکی ہیں خاص طور پر جہاد کی مخالفت اس جماعت کا گویا وصف لازم ہے جسے خاص وعام سب جانتے ہیں۔ جماعت کی گمراہیوں پر اہل علم یومِ تاسیس سے آج تک تحریرا و تقریرا تنبیہ کرتے آئے ہیں لیکن اکثر کتابوں کو مارکیٹ سے غائب کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اب تک عام علماء کے ہاتھوں میں وہ ہتھیار نہیں آیا۔ جس کی وجہ سے وہ اس جماعت کی گمراہیوں کو طشت از بام کر سکیں اور اسی وجہ سے عام لوگ اسکی گمراہیوں سے کماحقہ آگاہ نہیں ہیں۔ کچھ علماء کرام یہ مانتے ہیں کہ تبلیغی جماعت میں گمراہیاں آگئی ہیں لیکن ان کا خیال یہ ہے کہ خیر غالب ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے شر غالب ہے کیونکہ تہہ در تہہ گمراہیوں نے اس جماعت کو جکڑ لیا ہے۔

اس جماعت کے خلاف بہت کچھ لکھا گیا مگر بعض کتابیں وزنی علمی زبان میں تھیں اور بعض نایاب۔۔۔ ان مضامین کی خصوصیت یہ ہے کہ جماعت کی ایک ایک گمراہی کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے اور اس کی زبان نسبتاً آسان ہے۔ اگر ان مضامین کو غور سے پڑھا گیا تو امید ہے کہ ایک بیداری آئے گی اور گمراہیوں مغالطوں سے پردہ ہٹے گا۔ ان شاء اللہ!

ضرار خراسانی (المہاجر)

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلاۃ والسلام علی من بعث بالسیف رحمۃ للعالمین امابعد!

یہ مضامین کچھ دوستوں کی خواہش پر لکھے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے قبولیت و نافعیت کا سوال ہے۔ مضامین میں اختصار کی کوشش کی گئی اس لئے اگر اہل علم انہی مضامین کی تفصیل کریں گے تو ان میں ایک ضخیم کتاب کا مواد موجود ہے۔ زبان کو عام فہم رکھنے کی کوشش کی گئی، عوام کی ذہنی سطح کو مد نظر رکھا گیا۔ جن بھائیوں کو فائدہ ہو ان سے درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام پر زندگی اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے!

اپنے ایمان کا خیال رکھئے

اخوکم عبدالمعز حقمل

تبلیغی جماعت کے فوائد و نقصانات

ان کو برداشت کرنے کی وجہ اور غلطی

مروجہ تبلیغ کے فوائد سب کے سامنے اور ناقابل انکار ... لیکن نقصانات انتہائی سنگین ... اثمہا اکبر من نفعہا

آیئے فوائد اور نقصانات کو ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

زید ایک گناہ گار آدمی ہے سر پر ٹوپی نہ پگڑی ... داڑھی سے فارغ ... جوے شراب اور دیگر گناہوں میں مبتلا ... نماز چند دنوں میں کبھی کبھار کوئی پڑھ لی .... پھر زید 4 مہینے لگا کر آتا ہے .... سر پر پگڑی چہرے پر خوبصورت داڑھی .... پانچوں وقت نماز باجماعت ، ذکر و تلاوت ، تہجد اوابین اشراق وغیرہ نوافل کا پابند ... تبلیغی ترتیب میں جڑا ہوا .... دوسروں کو تبلیغی ترتیب کی طرف راغب کرنے کی کوشش میں مگن ... بات میں شائستگی

بڑی اچھی تبدیلی ہے ... ہر کوئی دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اور یہیں سے تبلیغی پارٹی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور دیکھنا بھی چاہیئے ... محنت کی قدر ہونی چاہئے .. یہ بہت بڑا کام ہے اس کی تحسین نہ کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

لیکن ... لیکن ...

لیکن اے کاش معاملہ یہیں تک ہوتا ... لیکن افسوس کہ معاملہ صرف اتنا نہیں ہوتا بلکہ اس ظاہری اور مثبت تبدیلی کے ساتھ ساتھ ایک باطنی اور منفی تبدیلی بھی آتی ہے جس کی طرف لوگوں کا دھیان نہیں جاتا اور اسی وجہ سے تبلیغی پارٹی ان کیلئے نا صرف قابل برداشت ہوتی ہے بلکہ قابل تحسین ہوتی ہے اور ان کی غلطیوں پر تنبیہ کرنے والا قابل نفرین ٹھہرتا ہے۔

اب وہ باطنی اور منفی تبدیلی کیا ہے جس کی طرف لوگوں کا دھیان نہیں جاتا ؟.. تو سنیں جناب ... پہلے جب زید کسی عالم یا دین دار آدمی کو دیکھتا تو وہ اپنے اوپر افسوس کرتا کہ میں نے تو خود کو تباہ کردیا کامیاب لوگ تو یہی ہیں ... اس کے دل میں حسرت کی ایک ٹھیس اٹھتی.... اس عالم یا دین دار آدمی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا .... لیکن اب کسی عالم یا دین دار آدمی کو دیکھتا ہے تو اس کے دل میں یہ آتا ہے کہ افسوس اس بیچارے نے اللہ کے راستے میں وقت نہیں لگایا ہے افسوس یہ بیچارہ تو تباہ ہو رہا ہے ضائع ہو رہا ہے اور جب تک یہ اللہ تعالی کے راستے میں وقت نہیں لگائے گا تو اس پر دین کھلے گا کیسے ؟؟؟ ... اس بیچارے پر ابھی حقیقت نہیں کھلی۔

پہلے وہ اپنی فطری مسلمانی کی وجہ سے علماء میں فرق مراتب کو جانتا تھا جس کا علم و تقوی زیادہ ہوتا تھا انہیں وہ زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا اور زیادہ اہمیت دیتا تھا لیکن اب اس کے پیمانے بدل گئے ... جس کا سال لگا وہ زیادہ اہمیت والا ہے چاہے وہ عبارت بھی ٹھیک طرح سے نہ پڑھ سکے .... ظاہر ہے کہ یہ طرز عمل قرآن و سنت کے صراحتا خلاف ہے۔

پہلے وہ سمجھتا تھا کہ جہاد اللہ تعالی کا حکم ہے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے خلاف جہاد کیا ہے اور موجودہ دور میں کافروں نے جو ظلم و ستم کے بازار گرم کئے ہیں ان کے خلاف جو ہمارے مجاہدین بھائی لڑ رہے ہیں وہ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں ... اور مجاہدین سے ان کو ایک دلی فطری محبت تھی جو ہر مسلمان کو ہوتی ہے ... لیکن اب وہ سمجھتا ہے کہ جہاد ہمارے عظیم مقصد میں ایک رکاوٹ ہے ہم نے پیار محبت اور حکمت سے کافروں کو جنت میں جانے والا بنانا ہے اب اگر ہم ان سے لڑیں گے تو ان کو اپنے قریب کیسے کریں گے ان کو جنت والے کیسے بنائیں گے ... اگر ہم ان سے لڑیں گے تو وہ ہم سے نفرت کریں گے اور دور بھاگیں گے یوں وہ جہنم میں جانے والے بن جائیں گے .... افففففف ... ہم پیار سے دنیا کو جنت کی طرف کھینچ رہے ہیں اور یہ بم پھاڑ پھاڑ کر ہماری محنت پر پانی پھیر رہے ہیں .. اس طرح وہ جہاد کا منکر بن بیٹھتا ہے ..... لیکن مسلمان معاشرے میں اس کا برملا اظہار نہیں کرسکتا تو کج بحثیوں پر اتر آتا ہے .. جہاد سے پہلے ایمان بنانا ... مکی دور ... 313 کی تعداد .... انبیاء قتل کیلئے آتے تھے یا ہدایت کیلئے ... اللہ کو اپنا بنا لو اللہ تعالی خود لڑے گا ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس لئے لڑے تھے کہ کافر دعوت کے راستے میں رکاوٹ بنے تھے اب تو ہمیں ہر جگہ دعوت کی کھلی چھوٹ ہے (جہاد اقدامی کا انکار) ... اگر ہم لڑیں گے تو دعوت کا کام رک جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

پہلے وہ تھا تو مسجد اور درس قرآن سے دور لیکن درس قرآن کو ایک عظیم کام سمجھتا تھا اور کبھی کبھار اس میں بیٹھتا بھی تھا... لیکن... لیکن لیکن اب کہتا ہے کہ یہ ہمارے بزرگوں کی ترتیب نہیں ہے ہمارے بزرگوں کی بڑی بصیرت ہے اور کبھی کبھی لیّاً بلسانہ کہتا ہے کہ درس قرآن اچھا کام ہے لیکن جو ہدایت اس کام (تبلیغی ترتیب) سے پھیلتی ہے وہ کسی اور ترتیب سے نہیں پھیلتی ... یہاں تو طلب والے آتے ہیں اصل کام تو بےطلبوں کے پاس جانا ہے۔

پہلے جب وہ کبھی مدرسے میں جاتا تھا تو سنبھل کر رہتا تھا کہ دیکھ میں بڑی پاک جگہ آیا ہوں یہاں بڑی نیک ہستیاں رہتی ہیں کہیں بےادبی نہ ہوجائے ... لیکن اب آتا ہے تو دل میں یہ خیالات بٹھا کے آتا ہے کہ ان لوگوں کو اللہ کے راستے میں کیسے نکالا جائے ... آتے ہی کچھ رسمی تواضعی کلمات کے بعد شروع ہوجاتا ہے ... ماشاء اللہ آپ لوگ بڑا اچھا کام کر رہے ہیں (حالانکہ دل میں ہوتا ہے کہ وقت ضائع کررہے ہیں) اس وقت باہر امت کو بہت ضرورت ہے اصل کام تو یہ ہے کہ بےطلبوں کے پاس جایا جائے ... اور آٹھ دس کارگزاریاں (بےسند اور بےدست و پا) مولانا احسان صاحب نے فرمایا ... مولانا سعد صاحب

نے فرمایا... بزرگوں نے فرمایا اور بڑوں نے فرمایا ...اور پھر : ماشاء اللہ فلاں مدرسے میں بڑا دین کا کام ہو رہا ہے گزشتہ جمعرات کو اتنی جماعتیں اللہ کے راستے میں نکلیں اور فلاں مدرسے سے اتنے طلبہ اللہ کے راستے میں نکلے۔

پہلے وہ سمجھتا تھا کہ مفتی حضرات اچھا کام کر رہے ہیں لیکن ... لیکن ... لیکن اب وہ کچھ کچھ متردد سا ہوگیا ہے ... یہ کیوں کہتے ہیں کہ فلاں کے پیچھے نماز نہ پڑھو بریلویوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو ... ہم جب تشکیل میں تھے ہم تو پڑھتے تھے ... اگر ہم ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے تو یہ ہمارے قریب کیسے آئیں گے ... اس طرح وہ فرق زائغہ کی تردید کے ہر کام کو اسی نظر سے دیکھتا ہے ... وہ دل دل میں سوچتا ہے یار یہ مولوی لوگ کیا کررہے ہیں یہ فتوے یہ کتابیں یہ جلسے ... یہ کیا کررہے ہیں یہ تو لوگوں کو دور کررہے ہیں ... یہ اللہ کے راستے میں تو نکل نہیں رہے ... دین کی حقیقت ان پر کیسے کھلے گی ..... لیکن ان خیالات کا وہ عام معاشرے میں برملا اظہار نہیں کرسکتا تو کچھ یوں کہتا ہے : اصل کام تو بےطلبوں کے پاس جانا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بےطلبوں کے پاس جایا کرتے تھے ..... کنواں نہیں بارش بنو .... دین کی حقیقت تب کھلے گی جب باہر قریہ قریہ مارے مارے پھروگے یوں بیٹھے بیٹھے دین کی حقیقت نہیں کھلتی .... جو عالم سال لگاتا ہے اس کے علم میں نکھار آجاتا ہے اور پھر وہ جیسے امت کو سنبھال سکتا ہے دوسرا نہیں سنبھال سکتا وغیرہ وغیرہ۔

پہلے کبھی دوستوں کی مجلس میں دین کی بات آتی تو وہ ڈرتا تھا کہ کہیں غلطی نہ ہوجائے لیکن اب بھری مسجد میں دھڑا دھڑ مجمع کے سامنے بیان کرتا ہے جس میں علماء بھی بیٹھے ہوتے ہیں آیات و احادیث پڑھتا ہے اور عقلی مثالوں سے دین سمجھاتا ہے ان کیلئے ہر وہ بات مستند ہوتی ہے جو انہوں نے بڑوں سے سنی ہوتی ہے ... اب وہ بعض دفعہ فتوے بھی دیتا ہے ... اب وہ امام مسجد کی آزادی کا غاصب بھی بن گیا ہے وہ بیچارہ ریاض الصالحین ، معارف الحدیث اور ترغیب منذری سے حدیثیں سنانا چاہتا ہے مگر زید کی نظر میں یہ بزرگوں کی ترتیب کے خلاف اور تبلیغ کی مخالفت ہے فضائل اعمال ہی بر وقت ضروری ہے جو برکت فضائل اعمال میں ہے وہ کسی اور کتاب میں نہیں ... اس کے ساتھ ساتھ زید اپنے امام مسجد کو مشورے دیتے ہیں کہ زیادہ مسائل بیان نہ کرو امت کمزور ہے ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ مسائل میں توڑ ہے فضائل میں جوڑ ہے۔

یہ ہے زید کی کہانی ... اس طرح کے زید اب لاکھوں میں ہو گئے ہیں اور ان کی تعداد بڑھ رہی ہے ... ظاہر درست ہوگیا باطن بگڑ گیا ... اعمال درست ہو گئے عقیدے بگڑ گئے (جہاد ، نہی عن المنکر ، فتووں اور گمراہ فرقوں کی تردید کو اپنے راستے کی رکاوٹ سمجھنا ... جہاد کا بعض دفعہ زیرلب انکار اور اکثر دفعہ کج بحثی) ہم سمجھتے ہیں شر غالب ہے ... عوام کا برسر منبر ہزاروں کے سامنے دین بیان کرنا موضوع احادیث ، آیات و احادیث کے خودساختہ مطالب ، من گھڑت مسائل ، خودساختہ گمراہ کن عقلی مثالیں ... اور یہ سلسلہ روز افزوں ترقی پر ہے ... تدارک ضروری ہے .. علماء سنجیدگی سے غور فرمائیں ... عقیدے کے بگاڑ کے ساتھ اعمال کی اصلاح کا کوئی فائدہ نہیں ... دفع مضرت اہم اور مقدم ہے جلب منفعت پر۔

میڈان رائیونڈ

قسط: 1

اللہ تعالی انسان سے 70 ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں

یہ جملہ مطلقا بولا جاتا ہے جو کہ بظاہر بہت خوشنما لیکن در حقیقت قرآن و سنت کی سینکڑوں آیات و احادیث سے ٹھکراتا ہے ... یہ در حقیقت اللہ کے دشمنوں (کافروں منافقوں) کیلئے دلوں میں نرم گوشہ پیدا کر کے جہاد کو ختم کرنے کی کوشش ہے... تاکہ نہ رہے کافروں سے نفرت نہ دشمنی ...نہ دشمنی نہ جہاد ...نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

قرآن سے تھوڑا بہت تعلق رکھنے والے جانتے ہیں کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بار بار کافروں کو اپنا دشمن قرار دیا ہے تو ستر ماؤں سے زیادہ محبت کیسے ؟؟ واضح رہے تمام منافق در حقیقت کفار ہوتے ہیں اس لئے وہ بھی اللہ کے دشمن ... منافق صرف ظاہرا مسلمان ہوتے ہیں حقیقت میں کافر ہوتے ہیں اس لئے سخت ترین عذاب منافقین کو ہو گا۔

ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار

وجہ : کفر + دوغلا پن

اب آتے ہیں ان آیات کی طرف جن میں شیطان ، کافروں اور منافقین کی دشمنی کا ذکر ہے

- مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلّہ وَمَلآئِكَتِہ وَرُسُلِہ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللّہ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ (سورة البقرة الاية رقم 98)
- ولا تتبعوا خطوات الشيطان انہ لكم عدو مبين (بقرة 168)
- فإن كان من قوم عدو لكم وهو مؤمن (نساء 92)
- ان الكافرين كانوا لكم عدوا مبينا (نساء 101)
- وكذلك جعلنا لكل نبي عدوا شياطين الانس والجن (أنعام 112)
- وكذلك جعلنا لكل نبي عدوا من المجرمين (فرقان 31)
- قد انجيناكم من عدوكم (طہ 80)
- هذا من شيعتہ وهذا من عدوه (قصص 15)
- فالتقطہ آل فرعون ليكون لهم عدوا و حزنا (قصص 8)

- فليلقه اليم بالساحل يأخذه عدو لي وعدو له (طه 39)
- قال عسى ربكم ان يهلك عدوكم (الاعراف 129)
- واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدو كم (انفال 60)
- فلما تبين له انه عدو لله تبرأ منه (توبة 124)
- فانهم عدو لي الا رب العالمين (شعراء 77)
- يايها الذين آمنوا لا تتخذوا عدوي وعدوكم اولياء (ممتحنة 1)
- فأيدنا الذين آمنوا على عدوهم (صف 14)
- يحسبون كل صيحة عليهم هم العدو (منافقون 4)
- يايها الذين آمنوا ان من ازواجكم واولادكم عدوا لكم (تغابن 14)
- فان رجعك الله الى طائفة منهم فاستأذنوك للخروج فقل لن تخرجوا معي أبدا ولن تقاتلوا معي عدوا (توبة 83)

اب بتاؤ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کہاں ؟؟؟ صرف یہی نہیں کہ اللہ تعالی نے کافروں منافقوں کو اپنا اور ہمارا دشمن بتایا ہے بلکہ شر الدواب ... كالأنعام بل هم أضل ... نجس ... رجس .. صم بكم عمى جیسے نفرت انگیز پیرائے میں ذکر کیا ہے۔

- إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لاَ يَعْقِلُونَ (سورة الأنفال الاية رقم 22)
- إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللّهِ الَّذِينَ كَفَرُواْ فَهُمْ لاَ يُؤْمِنُونَ (سورة الأنفال الاية رقم 55)
- وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيراً مِّنَ الْجِنِّ وَالإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لاَّ يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لاَّ يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لاَّ يَسْمَعُونَ بِهَا أُوْلَئِكَ كَالأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُوْلَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (سورة الأعراف الاية رقم 179)
- أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا (سورة الفرقان الاية رقم 44)
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلاَ يَقْرَبُواْ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ إِن شَاء إِنَّ اللّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (سورة التوبة الاية رقم 28)
- سَيَحْلِفُونَ بِاللّهِ لَكُمْ إِذَا انقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُواْ عَنْهُمْ فَأَعْرِضُواْ عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاء بِمَا كَانُواْ يَكْسِبُونَ (سورة التوبة الاية رقم 95)
- وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُواْ وَهُمْ كَافِرُونَ (سورة التوبة الاية رقم 125)
- إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُوْلَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (سورة البينة الاية رقم 6)
- وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُواْ كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لاَ يَسْمَعُ إِلاَّ دُعَاء وَنِدَاء صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لاَ يَعْقِلُونَ (سورة البقرة الاية رقم 171)
- وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ (سورة النمل الاية رقم 81)
- أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَن كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (سورة الزخرف الاية رقم 40)

یہ تو تھا کافروں اور منافقین کا معاملہ ... اب آتے ہیں مسلمانوں کی طرف ... تو خوب سمجھ لیں کہ اللہ تعالی نے کچھ لوگوں کے بارے میں صاف فرمایا ہے کہ ان سے محبت نہیں جیسے ظالم ، خائن ، متکبر ، مفسد ... اب چاہے یہ لوگ مسلمان ہوں یا کافر ، اللہ تعالی کو ان سے محبت نہیں۔

لیجئے دلائل

ان اللہ لا یحب المعتدین	(بقرة 190)	واللہ لا یحب الظالمین	(آل عمران 57)
واللہ لا یحب کل کفار اثیم	(بقرة 276)	ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا	(نساء 36)
ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما	(نساء 107)	واللہ لا یحب المفسدین	(مائدة 64)
انہ لا یحب المسرفین	(انعام 141)	ان اللہ لا یحب الخائنین	(انفال 58)
انہ لا یحب المستکبرین	(نحل 23)	ان اللہ لا یحب کل خوان کفور	(حج 38)
ان اللہ لا یحب الفرحین	(قصص 76)	ان اللہ لا یحب کل مختال فخور	(لقمان 18)

ظاہر ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کی محبت سے نکل گئے۔

کچھ مزید لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں:

سود خوروں سے اعلان جنگ ہے : فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ

علم چھپانے والوں سے کوئی محبت نہیں لعنت ہے

ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیّناہ للناس في الکتاب اولئك یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون (بقرة 159)

پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے والوں پر لعنت ہے ... محبت کوئی نہیں

ان الذین یرمون المحصنٰت الغافلات المؤمنات لعنوا في الدنیا والآخرة (نور 23)

اب لیجئے احادیث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّه عَنْها عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّه عَلَيْه وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللَّه الْأَلَدُّ الْخَصِمُ (البخاري في المظالم ، باب قول اللہ وہو ألد الخصام)

الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّه عَنْه قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّه عَلَيْه وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّه عَلَيْه وَسَلَّمَ الْأَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّه اللَّه وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَه اللَّه (البخاري في مناقب الأنصار)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ قَالَ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَيَقُولُ إِنِّي أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ قَالَ فَيُبْغِضُونَهُ ثُمَّ تُوضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ (رواه مسلم في البر والصلة .. باب ما إذا أحب الله عبدا حببه إلى عباده)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَ هَذَا قَالَ إِنَّهُ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللَّهُ (الترمذي في مناقب عثمان)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنْ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقَرَةُ (الترمذي في الأدب ... باب ما جاء في الفصاحة)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامٌ عَادِلٌ وَأَبْغَضَ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ وَأَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا إِمَامٌ جَائِرٌ (الترمذي .. كتاب الأحكام عن رسول الله صلى الله عليه وسلم .. باب ما جاء في الإمام العادل)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيقَ دَمَهُ (البخاري .. كتاب الديات .. باب من طلب دم امرئ بغير حق)

اتنی بات سمجھ لیں کہ سینکڑوں احادیث میں طرح طرح کے لوگوں پر لعنت آئی ہے جیسے شراب خور ، شراب بیچنے والا خریدنے والا ، لے جانے والا، گواہ بننے والا ... خود کو مردوں کی طرح بنانے والی عورتیں ، خود کو عورتوں کی طرح بنانے والے مرد ... وغیرہ وغیرہ

ہاں توبہ کرنے والوں سے چاہے شرک سے توبہ ہو یا کسی بھی گناہ سے... اللہ تعالی بہت محبت کرتے ہیں کوئی حد و حساب نہیں... یا وہ لوگ جو گناہ کر کر کے ڈر بھی رہے تھے استغفار بھی کر رہے تھے ... کھلم کھلا گناہ سے باز رہتے تھے ... ایسے لوگوں کیلئے رحمت کی امید ہے۔

لیکن جس طرح یہ لوگ بات کرتے ہیں تو یہ قرآن و حدیث کو ڈھا دینے والی بات ہے ... اللہ تعالی پر جری کر دینے والی بات ہے کافروں اور فاسقوں کیلئے دلوں سے نفرت کی جگہ محبت ڈالنے والی بات ہے۔

لمحہ فکریہ

بتاؤ! ایک آدمی ہزاروں لوگوں سے ہزاروں دفعہ.. منبروں پر.. مباحثوں میں.. مذاکروں میں سن چکا ہے کہ اللہ تعالی کو ایک انسان سے 70 ماؤں سے زیادہ محبت ہے اور خود بھی سینکڑوں دفعہ یہی کہہ چکا ہے یہاں تک کہ یہ بات اس کے رگ و پے میں سرایت کر چکی ہے... کیا ایسا شخص کسی انسان کو مارنے کی کوشش کرے گا؟؟؟؟ مارنا کیا اس کی طرف بندوق بھی سیدھی کرے گا؟؟؟؟

اسے کہتے ہیں جہاد کے خلاف غیر محسوس طریقے سے ذہن سازی... اسے کہتے ہیں نورانی چال ... یہی وجہ ہے کہ ان کو درس قرآن سے چڑ ہے کہ اس میں ایسی آیتیں آتی ہیں جس سے ان کے کلیجے پھٹتے ہیں ... اسے کہتے ہیں الولاء والبراء کو ذبح کرنا۔

قسط : 2

احبابِ کرام فرماتے ہیں کہ

ہمیں کافروں سے نہیں،کفر سے نفرت ہونی چاہئے فاسقوں سے نہیں،فسق سے نفرت ہونی چاہئے ... اس کو اختصار کے ساتھ یوں بھی کہتے ہیں کہ گناہ سے نفرت کرو گناہ گار سے نفرت نہ کرو

یہ جملے بھی بظاہر بڑے خوشنما لیکن درحقیقت زہر سے بھرے ہوئے ہیں ... یہ قرآن و سنت کے تو خلاف ہیں ہی ، عقل کے بھی خلاف ہیں۔

دراصل ہوتا یہ ہے کہ جب ایک چیز کو زیادہ لوگ کہہ رہے ہوتے ہیں تو سوچے اور تحقیق کئے بغیر اس کی صداقت دل میں بیٹھ جاتی ہے گو فی نفسہ وہ صداقت سے کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔

افسوس ہو رہا ہے کہ اتنی غیر معقول اور قرآن و سنت کے خلاف بات کی تردید میں وقت صرف کرنا پڑ رہا ہے ...اس سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارے بہت سے اصحاب جبہ و دستار بھی اسی فلسفے کے اسیر ہیں۔

ارے بھائی! جب تک کافر و فاسق سے نفرت نہیں کروگے کفر و فسق سے نفرت عملا ممکن ہی نہیں ... وہ صرف تمہارے دماغ شریف میں تشریف فرما ایک بے اثر فلسفہ ہوگا اورکچھ نہیں ... کفر ایک صفت ہی تو ہے جو موصوف کے بغیر نہیں پائی جا سکتی ... ایک معنی ہے جس کا تحقق ذات کے بغیر نہیں ہوسکتا ...کفر کو موجود کرنے والا یہی کافر ہی تو ہوتا ہے۔

اللہ تعالی جہنم میں کفار و فساق کو ڈالے گا کفر وفسق کو نہیں ...حدود و قصاص چوروں ڈاکوؤں زانیوں اور قاتلوں پر جاری کرنے کا حکم ہے ان کے اعمال پر نہیں ... تمام دنیا میں بدلہ مارنے والے سے لیا جاتا ہے مار سے نہیں۔

کل جو آیتیں قسط 1 میں ذکر کی تھیں ان پر غور کریں ... لا یحب الکافرین ... لا یحب الخائنین ... لا یحب المفسدین ...لا یحب المعتدین ... لا یحب المسرفین ... لا یحب المستکبرین ...اور دیگر تمام آیات جو کل عرض کی گئیں دوبارہ پڑھیں۔ان کے علاوہ بھی سینکڑوں آیات و احادیث ہیں جن میں کفار و فساق پر لعنتیں ، غضب ، دشمنیاں ، نفرت کے پیرائے میں ذکر

عذاب وغیرہ وغیرہ کا ذکر ہے ... اللہ تعالی تو کافروں کو اپنا دشمن قرار دے اور ہم ان سے نفرت نہ کریں پھر کس منہ سے اللہ اور اس کے رسول سے محبت کے دعوے ؟؟؟

بحث کو سمیٹتے ہوئے چند آیات و احادیث کا مختصراً بطور اشارات ذکر کرتے ہیں

قَاتِلُواْ الَّذِينَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الآخِرِ وَلاَ يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّهُ وَرَسُولُهُ وَلاَ يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُواْ الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ

(سورة التوبة الاية رقم 29)

بے ایمانوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم ہے جب تک وہ ذلیل ہوکر جزیہ نہ دیں ... دیکھ بھائی ! لڑنا نفرت اور دشمنی کے بعد ہوتا ہے اس لئے ہم کافروں سے نفرت بھی کریں گے دشمنی بھی کریں گے اور لڑیں گے بھی ... اور جب وہ جزیہ دینے پر آمادہ ہوجائیں تو بھی ان کو ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا وھم صاغرون .... فقہاء نے لکھا ہے کہ جزیہ لیتے وقت ایسی صورت اختیار کریں گے جس میں ان کی ذلت ہو مثلا مسلمان بیٹھا ذمی کھڑا ہو ... جیسا کہ آج دفاتر میں یہ صورت مسلمانوں کے ساتھ اختیار کی جاتی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا تھا:

ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ

(سورة النمل الاية رقم 37)

ذلیل اور سرنگوں کرکے نکالیں گے۔

محمد رسول اللہ والذین معہ أشداء علی الکفار ... سورہ فتح کی آخری آیت ... کفار پر سخت ... یہ صحابہ کی شان ہے جس کی اللہ تعالی نے تعریف کی ہے ... اور یہ چیز تو جناب نفرت اور دشمنی کے بعد ہوتی ہے۔

ذیل کی آیت غور سے پڑھیں اوردیکھیں کہ کفار سے نفرت ہے کہ نہیں

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَاء مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاء أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (سورة الممتحنة الآية رقم 4)

آیت میں بتایا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے ...آگے بتایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کھل کر براءت کی اور کھل کر ہمیشہ کے لئے دشمنی اور نفرت کا اظہار کیا ... البتہ اگر وہ شرک چھوڑ کر اکیلے اللہ پر ایمان لے آئیں گے تو نفرت اور دشمنی ختم ہو جائے گی۔

کفار اور فساق سے نفرت کے صحابہ و تابعین اور ائمہ اسلاف کے واقعات تو بے شمار ہیں

ذیل کی حدیث ملاحظہ فرمائیں بعض گناہ گاروں کے تو سلام کے جواب دینے تک کے روا دار نہیں تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ جَاءَه رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقَالَ لَه إِنَّه بَلَغَنِي أَنَّه قَدْ أَحْدَثَ فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْه مِنِّي السَّلَامَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّه صَلَّى اللَّه عَلَيْه وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ فِي هذِه الْأُمَّةِ أَوْ فِي أُمَّتِي الشَّكُّ مِنْه خَسْفٌ أَوْ مَسْخٌ أَوْ قَذْفٌ فِي أَهْلِ الْقَدَرِ (الترمذي في القدر .. باب ما جاء في الرضاء بالقضاء)

بعض حضرات تو مبتدعین کی مساجد میں نماز تک پڑھنے سے گریز کرتے تھے۔

لیجئے دلیل

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَثَوَّبَ رَجُلٌ فِي الظُّهرِ أَوْ الْعَصْرِ قَالَ اخْرُجْ بِنَا فَإِنَّ هذِه بِدْعَةٌ

(ابوداود في الأذان ... باب في التثويب)

امام احمد کے بارے میں مشہور ہے کہ آپؒ جب کسی یہودی یا نصرانی کو دیکھتے تو آنکھیں بند کر لیتے تھے ...کسی نے پوچھا کہ حضرت! یہ کیوں؟ تو فرمایا کہ میں ایسے لوگوں کو نہیں دیکھ سکتا جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا اور افتراء کیا (طبقات الحنابلة ... ترجمة الإمام أحمد رحمه الله)

گناہ سے نفرت ہوگناہ گار سے نفرت نہ ہو تو اللہ کا عذاب آتا ہے۔

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن أول ما دخل النقص على بني إسرائيل أنه كان الرجل يلقى الرجل فيقول يا هذا اتق الله ودع ما تصنع فانه لا يحل لك ثم يلقاه من الغد وهو على حاله فلا يمنعه ذلك أن يكون أكيله و شريبه وقعيده ، فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم ببعض ، ثم قال لعن الذين كفروا من بني إسرائيل ..... فاسقون ..... (رواه ابوداود والترمذي وقال حديث حسن .... لفظه لابي داود)

اس حدیث کا خلاصہ یہی ہے کہ بنی اسرائیل گناہ سے نفرت کرتے تھے گناہ گار سے نہیں ... گناہ سے منع کرتے تھے لیکن گناہگارسے اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا ترک نہیں کرتے تھے ...یعنی تعلقات متاثر نہیں ہونے دیتے تھے اس وجہ سے مستحق عذاب ٹھہرے ... معلوم ہوا کہ فسق اور فاسق دونوں سے نفرت ضروری ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالی نے ایک گاؤں کو ہلاک کرنے کا حکم فرمایا فرشتے نے عرض کیا فلاں نیک بندہ ؟

فرمایا: بہ فابدأ فانہ لم یتمعر وجھہ فی ساعة قط ... (رواہ الطبراني في الاوسط والبیہقي في الشعب)

نیک بندے سے ہلاکت کی ابتدا کرنے کا فرمایا ... وجہ؟ اللہ کیلئے چہرہ نہیں بگڑا ... ارے بھائی یہ گناہ گار سے نفرت کے اظہار کیلئے ہوتا ہے چہرے کا بگاڑنا۔

لا تبدأوا الیھود والنصاری بالسلام وإذا لقیتموھم في الطریق فاضطروھم إلی أضیقہ (رواہ مسلم) ... کافر کو ابتدا بالسلام نہیں کرنا ... راستے میں آمنا سامنا ہوجائے تو تنگ راستہ چلنے پر مجبور کرنا ہے ... یہ ان لوگوں کے ساتھ معاملہ ہے جو آپ کی ماتحتی قبول کرچکے ہوں یعنی ذمی اورآج حربی بدمعاشوں سے بھی نفرت کے قائل نہیں۔

کچھ احادیث جن میں اللہ تعالی کے بغض اور نفرت کا ذکر ہے ... جن سے اللہ کی نفرت ان سے ہماری نفرت

- تخلقوا باخلاق اللہ
- "ثلاثة یحبھم اللہ وثلاثة یبغضھم اللہ...والثلاثة الذین یبغضھم اللہ الشیخ الزاني والفقیر المختال والغني الظلوم" (النسائي والترمذي)
- "الانصار لا یحبھم الا مؤمن ولا یبغضھم الا منافق فمن أحبھم أحبہ اللہ ومن أبغضھم أبغضہ اللہ" (البخاري ومسلم)
- ان اللہ لیبغض الفاحش البذي (الترمذي)
- ان اللہ یبغض البلیغ من الرجال الذي یتخلل بلسانہ کما تتخلل البقرة (الترمذي ابوداود أحمد)
- تشبہ بالکفار والفساق ممنوع .... ان کی مخالفت کا حکم

صحیح بات یہ ہے کہ ہم کفر اورفسق کی وجہ سے کافروں اور فاسقوں سے نفرت کرتے ہیں یہ اللہ کا حکم ہے ... جب تک وہ کفر و فسق پر ہیں ہمیں ان سے نفرت ہے ہاں ہم کسی بھی حال میں حد سے تجاوز اور ناانصافی نہیں کریں گے۔

لمحہ فکریہ

جب کافروں سے نفرت نہیں ہوگی تو ان کے خلاف جہاد کیسے ہوگا ؟؟؟؟ اس قسم کی باتیں وہ ہزاروں دفعہ کہہ اور سن چکے ہوتے ہیں اس لئے غیر محسوس طریقے سے جہاد سے دور ہوتے جاتے ہیں ... کافروں کو بددعا تک دینے سے کتراتے ہیں حالانکہ حضرات نوح علیہ السلام، موسی علیہ السلام اور ہمارے نبی علیہ السلام سے ثابت ہے صحابہ و تابعین کیا کرتے تھے۔

آپ امتحان لے لیں:

یہ جو کافروں اورفاسقوں سے نفرت نہ کرنے کا کہتے ہیں ...آپ ان کے سامنے حاجی عبدالوہاب صاحب ، مولانا سعد صاحب ، مولانا الیاس صاحب مولانا زکریا صاحب پر جائز تنقید کرکے دیکھ لیں کہ وہ آپ سے نفرت کرتے ہیں کہ نہیں ... ہم نے تو بعض مواقع پر مولانا زکریا صاحبؒ سے ...اس کی تنقیص کئے بغیر ان کو گالی دئے بغیر کوئی ثقیل لفظ استعمال کئے بغیر ... محض علمی اختلاف کیا تو برداشت نہیں کیا گیا ... عجیب بات ہے کہ یہ لوگ کافروں سے نفرت نہ کرنے کا درس دے رہے ہیں۔

ان لوگوں کا عقیدہ ولاء و براء ... بس کیا کہوں

قسط : 3

براہ راست جہاد پر ایک اعتراض

احبابِ کرام فرماتے ہیں کہ

ہزاروں کو مار کر جہنم میں جانے والے بنانا بہتر ہے یا ایک کو مسلمان کرکے جنت میں جانے والا بنانا ؟؟؟

بظاہر یہ سوال بڑا اچھا مثبت اور خوشنما معلوم ہوتا ہے ... لیکن درحقیقت ایمان لیوا اور اللہ تعالی کے غضب کو دعوت دینے والا سوال ہے ... یہ اللہ تعالی کے حکم جہاد کے خلاف عقل کے گھوڑے دوڑانا ہے ... یہ اللہ تعالی اور اس کے رسول پر اعتراض ہے کہ اللہ و رسول نے وہ حکم دیا ہے جس سے لوگ جہنم میں جاتے ہیں ... یہ رحمت میں ارحم الراحمین اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنے کی کوشش ہے ... جو کہ بےادبی کا اعلیٰ درجہ ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کی زبان سے ایسی باتیں کیسے نکل سکتی ہیں .. یہ سینکڑوں آیات .. ہزاروں احادیث .. چودہ سو سال امت کا جہاد .. محدثین اور فقہاء کرام کی سینکڑوں جہادی تالیفات ، اور پھر بھی یہ اعتراض کہ اس سے تو لوگ جہنم میں جاتے ہیں .. کچھ زیادہ ہی نہیں نکلے یہ حضرات حد سے ؟ اور کچھ زیادہ نہیں ہوئی ہماری برداشت ؟

ایک طرف تو وہ سختی کہ کسی فقہی جزیئے میں اختلاف پر اکابر کی گستاخی کا لیبل لگا کر جینا حرام کر دیتے ہیں اور ایک طرف یہ نرمی کہ اسلام کے ارکان پر کدالیں چلائی جا رہی ہیں لیکن کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی .. احبابِ کرام نے پتا نہیں کس فن سے اپنے جرم کو چھپایا ہوا ہے؟

نہ خنجر پر کوئی داغ نہ دامن پر کوئی چھینٹ

تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

بھائی! گزشتہ امتوں میں سے جن میں جہاد کا حکم نہ تھا تو اللہ تعالی نافرمانوں پر عام عذاب مسلط کر کے سب کو جہنم میں جانے والا بنا دیتے تھے .. پھر جہاد آیا تو سب جہنم میں جانے سے بچ گئے .. کچھ ایمان قبول کر لیتے ہیں .. جہاد رحمت ہے رحمت جو ارحم الراحمین نے رحمۃ للعالمین کو دیا ہے۔

ارے بھائی ! ہم نہ جنت میں لے جا سکتے ہیں اور نہ جہنم میں ... یہ معاملہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں بھی نہیں تھا ... ورنہ روم سے صہیب فارس سے سلمان اور مکے سے ابوجہل ... ایں چہ بو العجبی ست .. یہ معاملہ تو جنت اور جہنم کے خالق کے اختیار میں ہے بس۔

ہم اللہ تعالی کے نوکر نہیں ... غلام نہیں .. بلکہ ان دونوں سے کم تر درجے میں اللہ تعالی کے بندے ہیں ... نوکر کو جو دس ہزار روپے لیتا ہے یہ حق نہیں کہ وہ حکم میں چوں و چرا کرے ... بلکہ اسے بلا چوں و چرا حکم ماننا پڑتا ہے صرف دس ہزار روپے کی وجہ سے ... پھر غلام کا درجہ تو اس سے بھی نیچے ہوتا ہے ... اسے تو بیچا بھی جاسکتا ہے ... اس سے بھی نیچے درجے میں بندہ ہوتا ہے ... جب نوکر کو چوں و چرا کی اجازت نہیں تو غلام کو کیسے ہوسکتی ہے اور پھر بندے کو کیسے ہوسکتی ہے حالانکہ نوکر کو تنخواہ دینے والا اور غلام کا آقا ان کے خالق اور پروردگار نہیں ہوتے ... تو بندے کو اپنے خالق و پروردگار کے حکم میں چوں و چرا کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے ؟؟؟؟؟ دراصل جو لوگ جہاد یا اللہ تعالی کے دیگر احکام میں اس قسم کے چوں و چرا کرتے ہیں وہ خود کو بندے تو کیا نوکر بھی نہیں سمجھتے ... وہ خود کو اللہ تعالی کے احکام میں بااختیار سمجھتے ہیں چنانچہ وہ اپنے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے اپنے لئے وہ اعمال چنتے ہیں جو ان کے خیال میں جنت میں لے جانے والے ہوتے ہیں اور ان اعمال کو چھوڑتے ہیں جو جہنم میں لے جانے والے ہوتے ہیں والعیاذ باللہ ... ایسے لوگ گویا اللہ تعالی پر احسان کرتے ہیں۔

بھئی ہم تو اللہ تعالی کے بندے ہیں ... ہمیں اللہ تعالی کے احکام میں انتخاب کرنے کا اختیار نہیں ... بلکہ اللہ تعالی کے احکام خود بخود ہم پر لاگو ہوجاتے ہیں... ہمیں کوئی اختیار نہیں ... وہ نماز کا حکم دیتا ہے تو نماز... روزے کا حکم دیتا ہے تو روزہ ... پردے کا حکم دیتا ہے تو پردہ... جہاد کا حکم دیتا ہے تو جہاد ... اب کوئی جہنم میں جاتا ہے تو ہم کیا کرسکتے ہیں ؟؟؟ ... ہم حکم کو چھوڑ کر خود جہنم جانے کا خطرہ نہیں مول لے سکتے۔

بھئی !عام لوگ مجاہدین پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ ظلم کرتے ہیں یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں... جبکہ یہ لوگ براہ راست اللہ تعالی کے حکم پر اعتراض کرتے ہیں جو صریح کفر ہے ... افسوس کہ یہ مسجدوں میں ہو رہا ہے ... وہ وقت آگیا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے خبردار کیا تھا کہ آدمی صبح کو مؤمن شام کو کافر ہوگا ، شام کو مؤمن صبح کو کافر ہوگا۔

ملاحظہ فرمائیں حدیث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ أَحَدُهُمْ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنْ الدُّنْيَا قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ..الترمذي في الفتن .. (بَاب ما جاء ستكون فتن كقطع الليل المظلم)

براہ راست اللہ تعالی کے حکم جہاد پر اعتراض کے سلسلے میں ان کی ایک اور گمراہ کن ایمان لیوا مثال سن لیں ... : " کیا اندھیروں کو ڈنڈوں سے پیٹوگے ؟؟؟ ... نہیں نہیں اس کا علاج تو یہ ہے کہ بٹن دباؤ روشنی آجائے گی اندھیرے بھاگ جائیں گے " ... یعنی جہاد کی مثال ایسی ہے جیسے اندھیروں کو ڈنڈوں سے پیٹنے کی حماقت .... قاتلهم الله أنى يؤفكون

ارے بھئی اگر جہاد حماقت ہے والعیاذ باللہ تو اس حماقت کا حکم اللہ تعالی نے دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور عمل بھی کیا ہے ... نقل کفر کفر نباشد

ہم تو کہتے ہیں کہ پورا قرآن اخلاق ہے رحمت ہے روشنی ہے ... قرآن میں جہاد ہے جہاد بھی روشنی ہے جس سے کفر کے اندھیرے بھاگتے ہیں۔

اگر کوئی گھر پاخانے سے بھرا ہو اور کوئی اس پر عطر چھڑکے تو کیا یہ عقل مندی کی بات ہے ؟؟؟...آج بھی یہی مثال ہے کفر کا پاخانہ ہر جگہ تعفن پھیلا رہا ہے جب تک اس گندگی کو ٹھکانے نہیں لگاؤ گے تب تک عطر چھڑکنا فضول ہے ... زمین سے جب تک خاردار جھاڑیاں صاف نہیں کروگے تب تک بیج ڈالنا بیکار ہے۔

لمحہ فکریہ

عجیب بات تو یہ ہے کہ یہ تو کافروں کو دعوت ہی نہیں دیتے تو اس قسم کی مثالوں کو پیش کیوں کرتے ہیں ؟؟؟ صرف اپنا اور دوسروں کا ایمان خراب کرنے کیلئے یا پھر کیا مقصد ہے؟؟؟ ... تم ان لوگوں کو دعوت دینے میں لگے ہوتے اور مجاہدین مارتے اور پھر سوال ہوتا تو زیادہ محل تعجب نہ ہوتا ... لیکن جب تمہارا اصول ہی ان کو دعوت نہ دینے کا ٹھہرا یعنی تم نے ان کو جہنم میں جانے کے لئے چھوڑ دیا تو مجاہدین ان کو جہنم رسید کرتے ہیں تو کیا ہوا ؟

ایک شبہ اور اس کا جواب

سوال : حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا : " لأن يهدي الله بك رجلا واحدا خير لك من حمر النعم۔۔۔(مسلم في فضائل علي من فضائل الصحابة) مطلب یہ ہے کہ آپ کے ذریعے اگر کسی ایک آدمی کو بھی اللہ تعالی ہدایت دے دے تو یہ غنیمت کے سرخ اونٹوں سے آپ کیلئے بہتر ہے۔

جواب: یہاں چند باتیں سمجھنے کی ہیں

1 : ہماری دعوت اور جہاد ساتھ ساتھ ... یہ موقع غزوہ خیبر کا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو مسلح لشکر کے ساتھ جھنڈا دیکر جنگ کیلئے روانہ فرما رہے تھے بلکہ جنگ کے میدان میں تھے جنگ کو 20 سے زیادہ دنوں کا عرصہ ہوگیا تھا۔

2 : حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اسی جنگ میں مُرَحَّب اور دیگر کافروں کو جہنم میں جانے والا بنایا بعد کی جنگوں میں بھی کافروں کو جہنم میں جانے والے بناتے رہے۔

3 : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد مبارک میں تقابل نہیں کیا تھا کہ اتنوں کو جہنم پہنچانا بہتر ہوگا یا جنت پہنچانا ... یہ خالص رائیونڈی سوچ ہے جو جہاد کے خلاف بنوائی گئی ہے۔

کیا صحابہ نے لاکھوں کو جہنم میں جانے والا نہیں بنایا؟

کیا صحابہ دشمن کو قتل کرنے کی دعائیں نہیں مانگتے تھے اور دیگر اس پر آمین نہیں کہتے تھے ؟؟ (سعد اور ابن جحش رضی اللہ عنہما کی دعا) وہ قتل کرکے جہنم ہی تو پہنچانا چاہتے تھے ... لیکن تمہیں صحابہ سے کیا لینا دینا .... تمہاری اپنی ترتیب تمہارے اپنے بڑے ... قرآن و سنت کی جگہ تمہاری زبانوں پر یہ ہوتا ہے کہ ... بڑوں نے فرمایا ... بڑوں کا منشا ہے ... اور کتنے ہی دینی کاموں کے بارے میں کہہ دیتے ہو کہ ... یہ ہمارے بڑوں کی ترتیب نہیں ہے وغیرہ وغیرہ

قسط: 4

کیا بغیر کلمے کے مرنے والوں کے بارے میں ہم سے پوچھا جائے گا ؟

احبابِ کرام یہ بھی فرماتے ہیں کہ

اگر امریکا میں بھی کوئی بغیر کلمے کے مرے گا تو ہم سے اس بارے میں پوچھا جائے گا

اچھا ہے تم سے پوچھا جائے ... المرء یؤخذ بإقراره ... مرتے تو روزانہ لاکھوں بغیر کلمے کے ہیں اس لئے جہنم کیلئے خود کو تیار کر لو تم کس کس کا جواب دے پاؤگے۔

بھائی تمہاری یہ بات صراحتا قرآن کے خلاف ہے ... جس ذات اقدس کو اسلام اور احکام اسلام پہنچانے کی ذمہ داری دی گئی تھی اس سے خطاب فرماتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

إنا أرسلناك بالحق بشيرا ونذيرا ولا تسئل عن أصحاب الجحيم (سوره بقره 119)

ترجمہ : ہم نے آپ کو حق دے کر بھیجا خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور جہنم والوں کے بارے میں آپ سے نہیں پوچھا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے لوگ بغیر کلمے کے گئے ہیں ابوطالب و ابولہب ... صحابہ کے گھروں میں بھی لوگ بغیر کلمے کے مرے ہیں ... خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں لاکھوں لوگوں کو جہنم پہنچایا گیا ... اور یہ امت 14 صدیوں سے اللہ تعالی کے حکم اور رسول کے طریقے کے مطابق بغیر کلمے والوں کو جہنم بھیج رہی ہے۔

سورہ سبأ آیت 25 میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

قل لا تسئلون عما أجرمنا ولا نُسئَل عما تعملون

اس کے علاوہ بار بار قرآن میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ رسولوں کا کام پہنچانا ہے بس

ملاحظہ فرمائیں

1. وإن تولوا فإنما عليك البلاغ (آل عمران 20)
2. فإن توليتم فاعلموا أنما على رسولنا البلاغ المبين (مائدة 92)

3. ما على الرسول إلا البلاغ (مائدة 99)
4. فإنما عليك البلاغ وعلينا الحساب (الرعد 40)
5. فهل على الرسل إلا البلاغ (النحل 35)
6. فإن تولوا فإنما عليك البلاغ المبين (النحل 82)
7. وما على الرسول إلا البلاغ المبين (النور 54)
8. وما على الرسول إلا البلٰغ المبين (العنكبوت 18)
9. وما علينا إلا البلٰغ المبين (يس 17)
10. إن عليك إلا البلٰغ (الشورى 48)
11. فإن توليتم فإنما على رسولنا البلٰغ المبين (التغابن 12)

نیز اللہ تعالی نے بارباروضاحت سے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی دوسرے کے عمل سے کسی کی پکڑ نہ ہوگی ... ہر کسی کا عمل اس کی ذات تک محدود ہے۔

ملاحظہ فرمائیں

1. ولا تكسب كل نفس الا عليها ولا تزر وازرة وزر أخرى (الأنعام 164)
2. من اهتدى فإنما يهتدي لنفسه ومن ضل فإنما يضل عليها ولا تزر وازرة وزر أخرى (الاسراء 15)
3. ولا تزر وازرة وزر أخرى (فاطر 18)
4. ولا تزر وازرة وزر أخرى (الزمر 7)

اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کے اس فرمان پر بھی نظر رہے

يايها الذين آمنوا لا يضركم من ضل إذا اهتديتم

ہاں اس آیت کے ظاہر پر پر تکیہ کرکے بیٹھنا نہیں چاہیئے حق کا بول بولنا اور ظالموں کو حق پر مجبور کرنا بھی ضروری ہے اس کے بغیر کوئی ہدایت یافتہ نہیں ہوسکتا جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اسی کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔

❖ دوسروں کو گمراہ کروگے تو ان کے بارے میں پوچھا جائے گا ...ان کا بوجھ اٹھانا پڑے گا

جو شخص ضلال (گمراہی) کے ساتھ اضلال(گمراہ کرنے) کا بھی مرتکب ہواس کو اپنے گناہوں کے ساتھ ساتھ ان تمام لوگوں کے گناہوں کی بھی سزا ملے گی (بلوٹوتھ ہوکر) جنہیں اس نے گمراہ کیا ہو ... جس طرح بلوٹوتھ میں چیز آپ کے پاس بھی رہتی ہے اور وہی چیز پوری کی پوری دوسرے کے پاس بھی پہنچ جاتی ہے اس طرح ان لوگوں کو خود بھی اپنے گناہوں کی پوری پوری سزا ملے گی اور گمراہ کنندہ کو بھی ملے گی ان کو دوسروں کے اعمال کی سزا نہیں ملی بلکہ یہ اس کو اس کے اپنے فعل اضلال(گمراہ کرنے)کی سزا ملی...نسأل الله العافيه ...اللہ تعالی فرماتے ہیں...(وليحملن أثقالهم وأثقالا مع أثقالهم ... العنكبوت 13)

یہ بہت حساس مقام ہے اہل علم کو نہایت دردمندی زیرکی اور بیدار مغزی کے ساتھ بلا خوف ملامت تمام اہل تحریف (جمہوری ، سرکاری ، درباری ، تبلیغی) کی تحریفات کا مقابلہ کرنا چاہیئے اس میں سب کی خیر ہے خود علماء کی ... کہ فرض اتر جائے گا ... مضلین محرفین کی ... کہ ان کا بوجھ کم ہوجائے گا ... باقی امت کی ... کہ تحریف کے مضر اثرات سے بچ جائے گی ... مضلین (گمراہی کے شکار لوگوں) کی کہ وہ راہ راست پر آسکیں گے ... آج بھی وقت ہے تدارک کیا جائے بلکہ مضبوط لگام دی جائے ورنہ وہ دن دور نہیں جب دارالافتاؤں میں اس قسم کے سوال و جواب گردش کریں گے۔

سوال: تبلیغی جماعت کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب : موجودہ تبلیغی جماعت متعدد وجوہ کی بناء پر اہل سنت سے خارج ہےاس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے ...اور ...اور... اور

خلاصہ

بحث یہ ہے کہ: کسی کافر کے بارے میں ہم سے نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ بغیر کلمے کے کیوں مرا ... امام شافعی رحمہ اللہ اپنے زمانے میں فرما چکے کہ آج دعوت ہر جگہ پہنچ چکی ہے اب قتال سے پہلے دعوت واجب نہیں مستحب ہے اگر دعوت کی صورت میں دشمن کی طرف سے نقصان کا خطرہ ہو تو بغیر دعوت ہی قتال شروع کیا جائے۔

گمراہ کنندگان سے گمراہ شدگان کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ ان کو کیوں گمراہ کیا۔

تحریف اور خودساختہ مسائل اور خودساختہ احادیث متعدی گناہ ہیں ان سے جو لوگ گمراہ ہوتے ہیں ان کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ ان کو کیوں گمراہ کیا۔

جی ہاں ! پوچھا جائے گا

کہ ہمارے مظلوم بندوں کی مدد کیوں نہیں کی .. بے یار و مددگار کیوں چھوڑا ؟

وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيراً (سورة النساء الآية رقم 75)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبَا طَلْحَةَ بْنَ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ امْرِئٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ تُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلَّا خَذَلَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ وَمَا مِنْ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلَّا نَصَرَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ (أبوداود في الأدب .. باب من رد عن مسلم غيبة)

اب یہ آپ کی عجیب و غریب کرم فرمائیاں ہیں کہ جہاں پوچھا جاتا ہے اس کو تو زبان پر بھی لانے سے کتراتے ہو ... اور جہاں نہیں پوچھا جاتا وہاں بوجھ خود ہی اپنے سر لینے کے لئے بے تاب ہوئے جا رہے ہو۔

اب بحث کے آخر میں دو نکتوں پر تھوڑا سا غور کرتے ہیں:

1. یہ کافروں کو دعوت نہیں دیتے بلکہ ان کے بقول وہ وہاں مسلمانوں سے ملاقات کیلئے جاتے ہیں ... جب وہ خود کافروں کو دعوت نہیں دیتے تو اس قسم کی باتیں کیوں کرتے ہیں ؟؟؟ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جس کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا تم اس کو دعوت نہیں دیتے ؟؟؟
2. جس شخص کے بارے میں تمہارا یہ خیال ہو کہ اگر وہ بغیر کلمے کے مرے گا تو تجھ سے پوچھا جائے گا تو کیا تم اس شخص کو اپنے ہاتھوں قتل کرلوگے؟؟؟ نہیں نا ... اور اگر اس کے ساتھ ساتھ یہ خیال بھی ہو کہ اس سے اللہ تعالی 70 ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں تو ؟؟؟اور اگر اس کے ساتھ ساتھ تم یہ بھی کہتے ہو کہ مجھے اس کے کفر سے تو بیشک نفرت کرنی ہے لیکن خود اس سے نہیں کرنی تو ؟؟؟ بتاؤ کیا تم اس شخص کو قتل کرسکوگے ؟؟؟ خود تو قتل کیا کروگے جو دوسرا کرے گا وہ بھی تمہیں برا لگے گا ... امید ہے آپ بات سمجھ چکے ہوں گے۔

ان تمام باتوں کو خوب سوچیں ... کافروں کو دعوت نہ دینا ان کا اصول ٹھہرا اور پھر بھی صبح شام یہی راگ کہ ہم سے پوچھا جائے گا ... کافروں کو دعوت نہ دینا ان کا اصول ... پھر ان جملوں کا ضرر ہی رہ گیا جو جہاد کے لئے تیار کیا گیا ہے.

قسط : 5

ہجرت اور نصرت کے مفہوم میں تحریف

احبابِ کرام اکثر و بیشتر اس طرح کے جملے ارشاد فرماتے ہیں

دین ہجرت اور نصرت سے پھیلا ہے...ہم نے ہجرت کی ہے آپ ہماری نصرت فرمائیں...اللہ کے راستے میں نکلنے والی جماعتوں کی نصرت کریں...کہاں سے آرہے ہو؟ فلاں جگہ جماعت آئی ہے اس کی نصرت کرکے آرہا ہوں

بہت خوب جناب ... مہاجرین بھی تم اور انصار بھی تم ... مجاہد بھی تم غازی بھی تم ... اللہ کے راستے میں بھی تم... کون سی فضیلت ہے جو تم سے رہ گئی ہے؟

ہجرت اور نصرت کا شریعت میں ایک خاص مفہوم ہے اس مفہوم سے اسے ہٹا کر کسی دوسری جگہ استعمال کرنا تحریف ہے جو یہودی صفت اور بہت بڑا گناہ ہے ... شریعت میں ہجرت کا مفہوم ہے دارالحرب سے دارالاسلام منتقل ہونا ... یا اپنے علاقے کو فتنوں کی کثرت کی وجہ سے چھوڑ کر کسی ایسے علاقے چلے جانا جہاں نسبتاً فتنے کم ہوں۔

ذہن میں رہے کہ ہجرت کی وجہ اپنے دین کی حفاظت ہوتی ہے ... یعنی کوئی شخص دار الحرب سے دارالاسلام منتقل ہوتا ہے یا کثیر الفتن علاقے کو چھوڑ کر نسبتاً قلیل الفتن علاقے میں جاتا ہے تو اس میں اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنے دین کو محفوظ کیا جائے۔

دوسری بات جس کی طرف توجہ ضروری ہے یہ ہے کہ ہجرت میں وطن کو چھوڑا جاتا ہے ... سفر کرکے واپس آنے کو ہجرت نہیں کہتے ... جو شخص وطن کو چھوڑے نہیں صرف سفر کرے اور مقصد اپنے دین کو لے کر بھاگنا نہیں ہوتا بلکہ کسی مدرسے میں پڑھنا یا پڑھانا ہوتا ہے یا وہاں لوگوں کو کسی ترتیب کیلئے وصول کرنا ہوتا ہے تو اسے ہجرت ہرگز نہیں کہا جاسکتا... ٹھیک ہے کہ پڑھنا پڑھانا دینی کام ہے اور اس سفر کا اجر بھی ملے گا ان شاء اللہ لیکن یہ ہجرت ہرگز نہیں اور اسے ہجرت کہنا دین کے مقرر کردہ خاص مفہوم کو تبدیل کرنا ہے جسے تحریف کہتے ہیں۔

اسی طرح نصرت کا ایک خاص دینی مفہوم ہے جسے بدلنا ظلم اور تحریف ہے ... نصرت کہتے ہیں مہاجرین کو پناہ دینا اور ان کی مدد کرنا ... چند مالٹے اور سیب لیکر کسی کی ملاقات کیلئے جانا نصرت ہرگز نہیں ... یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا مذاق اڑانا ہے۔

اگر ہم ہر دینی مفہوم میں یوں فیاضی سے کام لیتے رہے تو ہم میں سے ہر شخص مجاہد بھی ہے مہاجر بھی اور انصاری بھی ... مبلغ بھی ہے اور داعی بھی ... کیونکہ ہر شخص تھوڑی بہت محنت کرتا ہے تو مجاہد ہوا ... مسجد جانے کیلئے اپنے گھر کو چھوڑتا ہے مہاجر ہوا ... کسی نہ کسی کی کوئی نہ کوئی مدد کرتا ہے انصاری ہوا ... کوئی نہ کوئی بات پہنچاتا ہے اور کسی نہ کسی چیز کی دعوت دیتا ہے مبلغ اور داعی ہوا ... بلکہ اگر کچھ مزید وسعت سے کام لیں تو روئے زمین پر موجود ہر شخص مومن ہے کیونکہ ایمان کہتے ہیں یقین کو ... تصدیق کو اور ہر شخص کسی نہ کسی چیز کا یقین کرتا ہے اور تصدیق کرتا ہے... مثلاً اس بات کا ہر کسی کو یقین ہے کہ دس پانچ سے زیادہ ہے اور اس کی بلا تامل تصدیق بھی کرتا ہے... لیکن آپ مجبور ہیں کہ کہہ دیں کہ بھئ ایمان ہر تصدیق کا نام نہیں اور مومن ہر تصدیق کرنے والے کو نہیں کہتے ... بلکہ ایمان اللہ تعالیٰ کو جملہ صفات کے ساتھ ماننے رسالت کا اقرار کرنے تمام انبیاء و کتب روز آخرت جزا و سزا ملائکہ اور تقدیر وغیرہ کی ویسی تصدیق کو کہتے ہیں جیسا کہ اسلام کہتا ہے ... اور اگر ہم ہر مفہوم میں وسعت سے کام لیتے رہے تو پھر دین کا کشمیر سے بھی بدتر حال ہو گا۔

بھائی میرے! دین کے جو مخصوص اصطلاحات ہیں ان کو لغوی معنی میں استعمال کرنا ظلم ہے بےدینی ہے ... ایمان ... بعث ... تقدیر ... صلاہ ،زکوۃ ،صوم ... ہجرت ... نصرت ... جہاد ... حج وغیرہ وغیرہ شرعی اصطلاحات ہیں ان کو ان شرعی معنوں میں استعمال کرنا ضروری ہے ورنہ آگے یہودیت اور دجالیت کی سرحد شروع ہوتی ہے ... ہاں بعض دفعہ قرائن سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہاں لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے جیسے : وصل علیهم ان صلاتك سكن لهم ... یہاں جو عربی تعبیر اختیار کی گئی ہے اس سے اور سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں صلاہ سے نماز نہیں بلکہ دعا مراد ہے۔

سوال: ایک حدیث میں ہے کہ المهاجر من هجر ما نهى الله عنه ... بخاری و مسلم و ابوداؤد ... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاجر کے مفہوم میں وسعت ہے۔

جواب: جو وسعت یہاں معلوم ہورہی ہے اسے تم خود بھی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ... فرض کریں ایک شخص گھر بیٹھا ہے اور آپ کی ترتیب میں شرکت نہیں کررہا ... آپ اس سے کہتے ہیں کہ دین ہجرت اور نصرت سے پھیلا ہے آپ چار مہینے کیلئے نکل جائیں دیکھو میں بھی گھر سے ہجرت کرکے آیا ہوں ... اور وہ یہ حدیث آپ کو سنا دے ... تو آپ تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ

اتنا مفہوم تو آپ کے ذہن میں بھی بیٹھ گیا ہے کہ ہجرت میں گھر کا چھوڑنا ایک لازمی چیز ہے ... اب سنیں حدیث کا مطلب کیا ہے۔

حدیث میں مہاجرین کو مخاطب کیا گیا ہے کہ تم جو دین کو بچانے کیلئے گھر بار چھوڑ آئے ہو یہاں آکر اس مقصد سے غافل نہ ہونا کہیں نفس و شیطان تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے ... اصل مہاجر تو وہ ہے جو حقیقی معنوں میں دین کو محفوظ کرلے ... یہ نہیں کہ دین کی حفاظت کی خاطر گھر بار چھوڑ آیا اور پھر اپنے ہی ہاتھوں اسی متاع گراں کو لٹاتا رہا ... حقیقی مہاجر وہی ہے جو ہجرت کے ساتھ ساتھ گناہوں کو بھی چھوڑ دے ... خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کے شروع میں جو المہاجر کا لفظ ہے اس پر توجہ رکھیں کہ اس میں ہجرت کا مادہ موجود ہے لہٰذا ہجرت والے سے بات ہورہی ہے گھر بیٹھے افراد اس کو گھر بیٹھنے کی دلیل نہیں بنا سکتے کہ اصل مہاجر تو وہ ہے جو گناہوں کو چھوڑ دے اس کے لیے گھر چھوڑنا کوئی ضروری نہیں ... اگر کوئی ایسا کرے گا تو یقیناً ظلم کرے گا۔

مزید دو مثالوں سے سمجھ لیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده والمومن من امنه الناس علی دمائهم و اموالهم ... مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان و مال کے معاملے میں بےخوف ہوں ... اب اگر کوئی کافر آکر تم سے تمہاری بیٹی یا بہن کا رشتہ طلب کرے اور تم اس سے کہو کہ تم تو کافر ہو ... اور آگے سے وہ یہی حدیث پڑھ دے کہ میں مسلمان ہوں کیونکہ میری زبان اور ہاتھ سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور لوگ مجھ سے اپنی جان و مال کے معاملے میں بالکل نہیں ڈرتے ... تو کیا آپ اس کے اس استدلال کو مان لیں گے ؟؟؟نہیں نا ... ظاہر ہے آپ کا جواب یہی ہوگا کہ یہاں تو بات ہی ان لوگوں سے ہورہی ہے جو اسلام و ایمان کی دولت سے مالامال ہیں ان سے کہا جارہا ہے کہ اپنے اسلام و ایمان کو مکمّل کرلو ... جس کے پاس سرے سے اسلام ہی نہیں وہ اس حدیث کو کیسے پیش کر سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے : المجاهد من جاهد نفسه فی طاعة الله... احمد ابن حبان طبرانی ترمذی وغیرہ ... یہاں اگر کوئی کہے کہ میں مجاہد ہوں حالانکہ وہ محاذ کی طرف کبھی نہیں گیا تو اسے کہا جائے گا کہ بھائی یہ بات تم سے ہو ہی نہیں رہی اس کے پہلے لفظ پر غور کرو المجاہد ... اس کا مخاطب مجاہد ہے کہ بھئ تم تو آگئے جان کی قربانی دے کر لیکن نفس سے غافل نہیں ہوتا کامل مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کو اللہ تعالی کی اطاعت میں استعمال کرے۔

اگر کوئی استاد طلبہ سے کہے کہ طالب علم تو وہ ہے جو تہجد پڑھے تو ظاہر ہے کہ کسی جاہل کو محض تہجد کی وجہ سے طالب علم قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ اس کا مخاطب ہی طالب علم ہے کہ کامل طالب علم وہ ہے جو تہجد پڑھے۔

امید ہے بات سمجھ میں آ چکی ہو گی

بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہجرت اور نصرت شریعت کی خاص اصطلاحات ہیں 4 مہینوں کیلئے نکلنے کو ہجرت اور مالٹے لیکر کسی کی ملاقات کرنے کو نصرت نہیں کہتے ..... یہ خالص رائیونڈی تحریف ہے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔

قسط: 6

احباب کی زبانی آپ اکثر و بیشتر سنیں گے کہ

جان مال اور وقت کا لگانا

جب تک اللہ کے راستے میں جان مال وقت نہیں لگائیں گے تب تک دین دنیا میں نہیں پھیلے گا

صحابہ نے اللہ کے راستے میں جان مال اور وقت لگایا تو دین دنیا میں پھیلا ...صحابہ نے اللہ کے راستے میں جان مال کی قربانی دی تب دین دنیا میں پھیلا ... اللہ کے راستے میں جان مال اور وقت کی قربانی دو

اللہ کے راستہ کیا ہے؟ اس پر تو ہم اگلی کسی قسط میں بات کریں گے ان شاء اللہ ... اس سے پہلے دو چیزوں پر بات کرتے ہیں ان شاء اللہ ... 1 جان کی قربانی کسے کہتے ہیں ... 2 دین کے پھیلانے، عام کرنے اور غالب کرنے میں کیا فرق ہے اور مطلوب کیا ہے ... وباللہ التوفیق

سب سے پہلے آپ یہ سمجھ لیں کہ یہ خاص تعبیر جان مال لگانا یا خرچ کرنا وغیرہ یہ انہوں نے جاھدوا باموالکم و انفسکم ... یجاھدون باموالھم و انفسھم سے لی ہے البتہ اس پر وقت کا اضافہ کیا ہے۔

ہر عقل مند باآسانی سمجھ سکتا ہے کہ کسی چیز کی قربانی دینا یا خرچ کرنا یا لگانا کسے کہتے ہیں ... آپ کی جیب میں دس روپے ہیں اگر یہ دس سال بھی آپ کی جیب میں پڑے رہیں تو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں نے وہ دس روپے خرچ کر دیئے یا لگا دیئے ہاں جونہی آپ اس سے کوئی چیز خریدیں گے اور اس کو اپنی جیب اور ملکیت سے نکال لیں گے تب آپ کہہ سکیں گے کہ میں نے وہ دس روپے خرچ کر دئے یا لگا دئے ... اب سمجھیں جان کی قربانی ... جان کی قربانی اسے کہتے ہیں کہ بندہ خود کو قتل کیلئے پیش کرے اب اللہ تعالیٰ کی مرضی کہ اسے اسی موقع پر شہادت نصیب کرے یا اسے مزید زندگی عطا فرمائے ... اور آپ جانتے ہیں کہ یہ صرف جہاد میں ہوتا ہے یا وہاں جہاں کلمہ حق کہنے کی پاداش میں جان جانا یقینی یا ظن غالب کے درجے میں ہو ... اور جہاں کوئی شخص 80 کلو جائے اور 85 کلو واپس آئے وہاں کیلئے جان کی قربانی یا جان لگانے کے الفاظ استعمال کرنا لغت و ادب اور عقول و نفوس کا مذاق اڑانا ہے۔

قابل غور

یہاں صرف یہ نہیں کہ جہادی آیات و احادیث کو اپنے اوپر فٹ کرتے ہیں بلکہ پورے نظام جہاد پر قبضہ ہے عمل جہاد کے علاوہ ... الفاظ و تعبیرات تک جہاد کے استعمال کئے جارہے ہیں تاکہ پوری طرح سے جہاد سے ذہنوں کو موڑ لیا جائے جب جہاد کے فضائل بھی اس کام کیلئے ہوں اور الفاظ و تعبیرات بھی تو کون ہوگا جو جہاد کے فضائل پڑھ یا سن کر جہاد میں جائے گا ؟؟؟... اگر تم کہو کہ کفار اور کفار کے دوستوں کا ظلم و ستم ... تو اس خطرے سے نمٹنے کیلئے بھی انہوں نے پیشگی انتظام کیا ہوا ہے ... کہ ان افغانستان ، عراق، فلسطین، وزیرستان والوں کو اپنے اعمال کی سزا مل رہی ہے ... اور وہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ انہوں نے کافروں سے نفرت نہیں کرنی اور کافروں کے بارے میں ان سے پوچھا بھی جائے گا ... بات آئی کچھ سمجھ شریف میں ؟؟ یہ وہ نکتے ہیں جن پر سنجیدگی ، ہوشیاری اور زیرکی کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔

جہاد کے معنی میں تحریف ، جہاد کے فضائل کو اپنے خود ساختہ کام پر فٹ کرنا ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے جہادی واقعات کو جماعتوں کا نکلنا کہنا ، جہادی تعبیرات کو اختیار کرنا جیسے جان و مال کی قربانی ..ہجرت اور نصرت .. امیر.. وغیرہ وغیرہ ، کافروں سے نفرت نہ کرنے کا درس دینا ، کافروں کے ظلم و ستم کے شکار مظلوم مسلمانوں کے بارے میں کہنا کہ انہیں اپنے اعمال کی سزا مل رہی ہے ... کیا یہ سب کچھ محض اتفاقی طور پر ہو گیا ؟؟؟

خیر! میرے ناقص مطالعے میں اس جماعت کے وجود سے پہلے کسی نے بھی کسی غیر جہادی دینی عمل کیلئے جان و مال کی قربانی کی تعبیر استعمال نہیں کی ... یہ ان لوگوں کا کارنامہ ہے کوئی اور اسے انجام نہ دے سکا۔

پھر یہ جو کہا جاتا ہے کہ : صحابہ نے جان مال اور وقت لگایا تو دین دنیا میں پھیلا ... تو کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی محنت اسی طرح تھی ؟؟؟ کیا یہ تاثر دے کر کہ صحابہ ہماری طرح جماعتوں میں نکلے تھے یہ جھوٹ اور دھوکے کے زمرے میں نہیں آتا؟

سوال : قرآن کریم اور سنت میں جان مال کی قربانی کے ساتھ وقت کی قربانی کا ذکر کیوں نہیں؟

جواب : وقت کی قربانی کا اضافہ ایک فضول اور لغو اضافہ ہے ... آپ جس کام میں بھی ہوں گے وقت خود بخود گزرتا جائے گا یہاں تک کہ سونے میں بھی اور بیت الخلا میں بھی ... اگر آپ کسی کو صرف اتنا کہہ دیں کہ جہاد میں جان اور مال لگاؤ تو وقت اس کا خود بخود لگے گا ... ایسے ہی اگر آپ کسی سے کہتے ہیں کہ حج پر چلے جائیں تو آپ کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وقت

لگائیں بلکہ وقت اس کا خود بخود لگے گا اس لئے قرآن و سنت نے اسے نظرانداز کر دیا۔ رہ گئی دوسری بات کہ دین کے عام کرنے اور غالب کرنے میں کیا فرق ہے اور مطلوب کیا ہے تو اسے اگلی قسط کیلئے اٹھا رکھتے ہیں۔

قسط : 7

احبابِ کرام کے زبان زد جملوں میں سے یہ جملے بھی کافی مشہور ہیں اور دن میں کئی دفعہ بولے جاتے ہیں

دین کا پھیلانا یا غالب کرنا ؟

ہماری محنت اس لئے ہے کہ پوری انسانیت جنت میں جانے والی بن جائے ... ہماری اور آپ کی فکر یہ ہونی چاہیئے کہ یہ دین دنیا میں عام ہو جائے ... وغیرہ وغیرہ

اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے ہم آج اس پر بحث کریں گے کہ دین کے عام کرنے اور غالب کرنے میں کیا فرق ہے اور مطلوب کیا ہے ... تو سنیں میرے بھائی! ایک ہے دین کا عام کرنا اور ایک ہے دین کا غالب کرنا ... مطلوب دین کا غالب کرنا ہے.

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

1) هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون (التوبة 33)
2) هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله وكفى بالله شهيدا (الفتح 28)
3) هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون (الصف 9)
4) وجعل كلمة الذين كفروا السفلي وكلمة الله هي العليا (التوبة 40)
5) وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم (النور 55)

آپ حضرات ان آیات کے تحت تفاسیر ملاحظہ فرمائیں خاص طور پر تفسیر ابن کثیر جنہوں نے احادیث نبویہ سے ان آیات کی دلنشیں تشریح فرمائی ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کردے ... چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کردیا ... اگرچہ آپ کی حکومت میں ہزاروں کافر بھی رہتے تھے مگر غلبہ اسلام ہی کا تھا فیصلے قرآن و سنت ہی کے تھے ... پوری انسانیت جنت میں جانے والی نہیں تھی

اسلام عام نہیں تھا غالب تھا ... ایسے ہی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں اور دیگر ادوار میں بھی اسلام عام نہیں تھا کہ ہزاروں لاکھوں کافر اسلامی حکومتوں میں رہتے تھے لیکن غالب تھا ... دور کیوں جاتے ہو ہندوستان کو دیکھ لو یہاں مسلمانوں نے تقریباً ہزار سال حکومت کی ہے مسلمان تھوڑے تھے اور کفار زیادہ ... تو دین عام نہیں تھا پوری انسانیت جنت میں جانے والی نہیں تھی لیکن دین غالب تھا اور ہندوستان دارالاسلام تھا اور ہمیں آج بھی اس دور پر فخر ہے ... آج دیکھیں ... رائیونڈ مرکز کی مثال لے لیں کہ وہاں ان کے بقول دین عام ہے کیونکہ ان کے بقول وہاں ہمیشہ دین کی بات ہوتی ہے نیز ہر وقت ذکر تلاوت نوافل دعائیں مگر وہاں دین غالب نہیں ... اگر وہاں دو آدمیوں میں کوئی لڑائی ہوجائے اور بات کورٹ تک پہنچ جائے تو ان کا فیصلہ قرآن نہیں انگریز کا قانون کرے گا جج یہ کبھی نہیں پوچھے گا کہ تم رات کو کتنا روئے ہو اور تم نے کل رات کیسے تہجد پڑھی ہے اور کتنے پارے تلاوت کی ہے ... نہیں نہیں ... وہ تو انگریزی قانون کے مطابق فیصلہ سنائے گا چاہے دونوں نے رات بھر رو کر تہجد پڑھی ہو ... اسی طرح اگر دو شیخ الحدیثوں اور شیخ الاسلاموں کا بھی فیصلہ ہوگا تو انگریزی قانون کے مطابق ہوگا ... اب آیا کچھ سمجھ میں ... میرے بھائیو دوستو اور بزرگو! یہ قرآن آج مظلوم ہے مقہور ہے مغلوب ہے ... یہ حاکم بننے کے لئے آیا ہے محکوم بننے کے لئے نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پوری انسانیت کا جنت میں جانے والی بننا بہت اچھی بات ہے مگر یہ کسی کے بس میں نہیں اور جو چیز بس میں نہیں ہوتی اللہ تعالی اس کا مکلف بھی نہیں فرماتے ... بس میں کیوں نہیں ؟؟؟ اس لئے کہ ہدایت اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے ... انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء .... اس لئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی جنت میں جانے والے نہیں بنے ... اور اس سے نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی کمی آئی اور نہ آپ پر کوئی عتاب ہوا۔

پوری انسانیت کا جنت میں جانا اچھی بات ہے مگر یہ ہو نہیں سکتا ... متعدد دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جہاد تا قرب قیامت جاری رہے گا اور اس سے پہلے ایسا زمانہ نہیں آسکتا کہ جس میں دین عام ہو جائے اور پوری انسانیت جنت میں جانے والی بن جائے اور جہاد موقوف ہو جائے ... اگر پوری انسانیت جنت میں جانے والی بن جائے تو جہاد کس سے ہوگا ... جہاد موقوف ہو جائے گا اور یہ نہیں ہو سکتا۔

قرآن و سنت کے متعدد دلائل سے ثابت ہے کہ کفر رہے گا اور کفر سے جنگ بھی ... چونکہ بات لمبی ہو گئی اس لئے وہ دلائل ہم پھر کبھی کسی مناسب موقع پر پیش کریں گے ان شاء اللہ یہاں ایک دو کی طرف مختصر اشارہ

ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک .... لاملئن جهنم من الجنة والناس أجمعین (هود 119 .... السجدة 13)

لا تزال طائفة من أمتي على الحق ظاهرين لعدوهم قاهرين (الحديث)

سوال : کیا دین کا غالب کرنا ہمارے بس میں ہے؟؟؟

جواب : جی ہاں .... جبھی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا مکلف کیا ہے۔

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة و يكون الدين كله لله .... (انفال)

متعدد بار اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ایمان و تقویٰ کے ساتھ جہاد کروگے تو میں تمہاری مدد کروں گا ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، خلفائے راشدین اور دیگر امراء و سلاطین کو اللہ تعالی نے یہ مدد دکھا دی... ابدان و اجسام پر قبضہ کیا جا سکتا ہے قلوب و اذہان پر نہیں ... اور یہ جو ہمارے دین میں جزیہ رکھا گیا ہے اس کا سوائے اس کے کیا مطلب لیا جاسکتا ہے کہ دین عام نہیں کرسکتے ہو سب کو مسلمان نہیں بنا سکتے ... دل تمہارے قبضے میں نہیں... پوری انسانیت جنت میں جانے والی نہیں ہوگی کچھ جزیے اور جہنم والے بھی ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں دین عام ہو جائے گا کیونکہ وہ فرمائیں گے زندہ رہنا ہے تو مسلمان بن کر رہ ورنہ ہماری تلوار تمہیں جہنم پہنچا دے گی ... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خصوصی پیکیج دیا گیا ہے کہ جزیہ ختم ... یا مسلمان رہو یا جہنم جاؤ ... حضرت کے زمانے میں دین عام بھی ہوگا اور غالب بھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ دین کا عام کرنا نہ بس میں ہے نہ مطلوب ہے اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے پہلے ممکن ہے ... اور دین کا غالب کرنا ہمارے بس میں ہے مطلوب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور دیگر امراء و سلاطین کرچکے ہیں۔

سوال : اس دعا کا کیا حکم ہے کہ یا اللہ پوری انسانیت کو ہدایت دے دے ... ہدایت کو ہواؤں کی طرح عام کر؟

جواب : مجھے اس کے جواز میں تردد ہے کیونکہ دعا کے احکام میں یہ ہے کہ کوئی ایسی دعا نہ مانگی جائے جو اللہ تعالیٰ کے کسی فیصلے کے خلاف ہو ... اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوا کہ تا زمان عیسی علیہ السلام ہدایت عام نہیں ہوسکتی بایں معنی کہ پوری انسانیت جنت میں جانے والی بن جائے۔

پہلے میں نے یہ بات اپنے ناقص علم کے مطابق کہی تھی .. بعد میں مجھے تفسیر ابن عاشور سورة البقرة الاية رقم 128 سے بھی اس کی تائید مل گئی جو درج ذیل ہے .. فالحمد للہ علی ذلک

<< و " من " في قوله من ذريتنا للتبعيض ، وإنما سألا ذلك لبعض الذرية جمعا بين الحرص على حصول الفضيلة للذرية وبين الأدب في الدعاء لأن نبوءة إبراهيم تقتضي علمه بأنه ستكون ذريته أمما كثيرة وأن حكمة الله في هذا العالم جرت على أنه لا

يخلو من اشتماله على الأخيار والأشرار فدعا الله بالممكن عادة وهذا من أدب الدعاء وقد تقدم نظيره في قوله تعالى قال ومن ذريتي >>

اور تفسیر جلالین میں اسی مقام پر ہے

ومن للتبعيض وأتى به لتقدم قوله لا ينال عهدي الظالمين

اور یہی بات علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے بھی لکھی ہے

مذکورہ عبارات کا خلاصہ یہی ہے کہ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد " لا ينال عهدي الظالمين " سے معلوم ہو گیا تھا کہ ان کی اولاد میں ظالم یعنی مشرک بھی ہوں گے اس لئے انہوں نے کچھ اولاد کے مسلمان ہونے کی دعا کی۔

یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ متعدد نصوص قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ کفر اور کفار رہیں گے اور ان سے جنگ بھی ... لہٰذا اللہ تعالی کے اس فیصلے کے خلاف دعا کم از کم خلاف آداب تو ضرور ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے آمین

قسط : 8

اللہ کا راستہ کیا ہے؟

اللہ کے راستے میں چار مہینے لگاؤ .... اللہ کے راستے میں نکلنے والی جماعتیں ... وغیرہ وغیرہ

آج مختصر سی بات اس پر کرتے ہیں کہ اللہ کا راستہ کیا ہے ... قرآن کریم میں 85 دفعہ اللہ کے راستے کا ذکر آیا ہے ...اللہ کے راستے سے پھیرنا ... اللہ کے راستے میں ہجرت ... اللہ کے راستے میں خرچ کرنا ... اللہ کے راستے میں جہاد و قتال تکلیف وغیرہ ... گستاخی معاف !!! اس کے علاوہ کسی اور چیز کا ذکر نہیں ... یعنی صلاہ فی سبیل اللہ ، زکوٰۃ فی سبیل اللہ ، حج فی سبیل اللہ ، دعوت فی سبیل اللہ وغیرہ وغیرہ ... اور نا ہی اس قسم کی اصطلاحات و ترکیبات آج تک مسلمانوں میں کبھی معروف رہی ہیں یا سنی گئی ہیں...ان 85 مقامات میں 48 جگہ اللہ کے راستے میں جہاد و قتال کا ذکر ہے باقی 37 جگہوں میں اکثر جگہ اللہ کے راستے سے اسلام مراد ہے لیکن وہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ وہاں بات کافروں سے ہورہی ہے یا کافروں کی ہورہی ہے ... یعنی کافروں سے کہا جارہا ہے کہ تم اللہ تعالی کے راستے سے پھیرتے ہو ... یا کافروں کے بارے میں بات ہو رہی ہے کہ وہ اللہ کے راستے سے پھیرتے ہیں ... لیکن یہاں بھی اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اکثر و بیشتر یہ مضمون جہاد کے مضمون کے ساتھ آیا ہے مثلاً دیکھئے نویں پارے کی آخری چند آیات ... اسی طرح جہاں انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر آیا ہے تو یہ ذہن میں رہے کہ وہاں اکثر و بیشتر مضمون جہاد کا چل رہا ہوتا ہے ... مضمون جہاد کا ... سیاق و سباق جہاد کا ... شان نزول جہاد کا۔

اسی طرح اگر احادیث پر نظر ڈالی جائے تو ہمارے محدود مطالعے کے مطابق نوے پچانوے فیصد اطلاقات اللہ کے راستے کے جہاد پر ہوئے ہیں دیگر چیزوں کو ڈھونڈ کر اور کھینچ تان کر نکالنا پڑتا ہے ... اللہ تعالی تعصب سے کسی کو آزادی دے تو بات بالکل واضح ہے۔

خیر! یہ تو ہوگئ بات اللہ تعالی کے راستے میں جہاد و قتال ... خرچ کرنے اور ہجرت کرنے کی ... سوال یہ ہے کہ اگر کہیں صرف اللہ کے راستے کا ذکر کیا جائے اور اس کے ساتھ کسی اور چیز کا ذکر نہ ہو تو اس سے کیا مراد لیں گے ؟؟؟ مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ کے راستے میں خرچ کرتے کا ذکر کیا جائے تو واضح بات ہے کہ وہاں خرچ کے علاوہ کوئی اور چیز مراد ہی نہیں لے سکتے اور اگر کہیں اللہ تعالی کے راستے میں ہجرت کا ذکر آئے تو وہاں ہجرت ہی مراد ہوگی سوال یہ ہے کہ اگر کہیں

اللہ کے راستے کے ساتھ انفاق ہجرت جہاد وغیرہ کا ذکر نہ آئے تو وہاں کیا مراد لیں گے؟ ؟ یعنی اطلاق کے وقت اللہ کے راستے سے کیا مراد ہے ؟؟؟ مثلاً یہ جو حدیث ہے کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام دنیا وما فیھا سے بہتر ہے ... یہاں اللہ کے راستے سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب: ائمہ اربعہ کے نزدیک اللہ کے راستے سے جہاد مراد ہے یعنی جب اللہ کا راستہ مطلق بولا جائے تو وہاں جہاد مراد ہوگا۔ کیا مطلب؟؟ کیا یہ ائمہ اربعہ کا اتفاقی مسلک ہے اور پھر بھی لوگ اس قدر جرات سے کام لے رہے ہیں کہ اللہ کا راستہ ہزاروں لاکھوں دفعہ بول کر غیر جہادی امور مراد لے رہے ہیں ... نہیں ایسا نہیں ہوسکتا یہ ائمہ اربعہ کا مسلک نہیں ہوگا لگتا ہے آپ مخالفت میں حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔

آپ مطمئن رہیں جناب یہ ائمہ اربعہ کا مسلک ہے یہ آپ کے سامنے حدیث و فقہ کا ذخیرہ ہے تسلی کرلیں۔

حدیث و فقہ کے ذخیرے میں میں اسے کہاں ڈھونڈوں گا؟؟؟

کتاب الزکاہ" میں باب مصارف زکوٰۃ میں ...تمام کتب حدیث میں دیکھ لیں اور پھر ان کی مستند شروح اٹھائیں ... اسی طرح کتب فقہ قدوری، کنز، شرح وقایہ ،ہدایہ اور ان سب کی مستند شروح نیز بدائع الصنائع ،المبسوط ،شامی وغیرہ ... اگر کتب تفسیر میں دیکھنا چاہتے ہیں تو سورہ توبہ آیت 60 میں دیکھ لیں ... مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب حفظہ اللہ نے اس پر ایک مستقل رسالہ بھی تالیف فرمایا ہے جو ان کی کتاب جدید فقہی مسائل میں شامل ہے ... ہم وہاں سے چند نقول آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں ... ان تمام نقول کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے راستے سے جہاد مراد ہے ... لیجئے جناب

- المراد بسبيل الله ههنا الغزو في سبيل الله... (احكام القرآن لابن العربي)
- الغزاة الذين لا حق لهم في الديوان ... (ابن كثير)
- فقراء الغزاة ... (كشاف)
- وهم الغزاة وموضع الرباط يعطون ما ينفقون في غزوهم كانوا أغنياء أو فقراء ... (قرطبي)
- فالاكثر على أنه يختص بالغازي ... (فتح الباري)
- لأن سبيل الله إذا أطلق في عرف الشرع يراد به ذلك أي الجهاد ... (بدائع الصنائع)
- لأن " في سبيل الله " عند الإطلاق إنما ينصرف إلى الجهاد ... (المغني)
- وإذا أطلق فهو في الغالب واقع على الجهاد حتى صار لكثرة الاستعمال كأنه مقصور عليه... (تاج العروس للزبيدي)
- لسان العرب لابن منظور... (النهاية لابن الاثير)
- لكن عند الإطلاق يصرف إلى الجهاد ... (البناية للعيني)
- ولكن عند إطلاق هذا اللفظ المقصود به الغزاة عند الناس ... (المبسوط)

یہ تو تھے دس حوالے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب حفظہ اللہ کی کتاب سے... ان میں ابن العربی اور قرطبی مالکی ہیں ابن کثیر اور حافظ ابن حجر صاحب فتح الباری والے اور ابن الاثیر شافعی ہیں المغنی والے علامہ ابن قدامہ حنبلی ہیں اور علامہ سرخسی علامہ عینی اور علامہ کاشانی حنفی ہیں رحمہم اللہ ... لیکن اس کے باوجود آپ کا اطمینان لگتا ہے کہ نہیں ہورہا ... تو لیجئے جناب کچھ حوالے ہم مزید بھی عرض کر دیتے ہیں ... وباللہ التوفیق

علامہ نووی شافعی شارح مسلم ایک حدیث من صام یوماً فی سبیل اللہ ... الخ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں : فيه فضيلة الصيام في سبيل الله، وهو محمول على من لا يتضرر به ولا يفوت به حقا، ولا يختل به قتاله ولا غيره من مهمات غزوه (كتاب الصيام باب فضل الصوم في سبيل الله)

علامہ نووی رحمہ اللہ کی بات سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ جہاد کو ہی بلا جھجک اور بلا بحث اللہ کے راستے کا مصداق ٹھہرا رہے ہیں گویا یہ کوئی محل بحث نہیں۔

حافظ ابن حجر صاحب رحمہ اللہ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کا قول نقل فرماتے ہیں

قال ابن الجوزي : إذا أطلق ذكر سبيل الله فالمراد به الجهاد

اس کے بعد علامہ ابن دقیق العید کا قول نقل کیا ہے

قال ابن دقيق العيد : قوله في سبيل الله العرف الأكثر فيه استعماله في الجهاد ...

علامہ سیوطی اور علامہ سندی رحمہا اللہ نے بھی اپنے اپنے حواشی میں اللہ کے راستے سے جہاد کو مراد لیا ہے

سبیل السلام والے بھی انہیں میں سے ہیں جو اللہ کے راستے کو جہاد کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں... لیجئے جناب 6 حوالے اور بھی آگئے... اور ہماری فقہ حنفی کی کتابیں چونکہ عام ہیں سب کی پہنچ میں ہیں اس لئے ان کی عبارات نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ... علامہ سرخسی علامہ عینی علامہ کاشانی اور علامہ سندی رحمہم اللہ کے حوالے آ بھی گئے ہیں یہ سب حنفی ہیں۔

محدثین کی عادت پر ایک نظر ڈال لیں ... اللہ کے راستے میں ایک صبح اور ایک شام والی حدیث امام بخاری امام ترمذی امام نسائی اور امام ابن ماجہ کتاب الجہاد میں لائے ہیں ابوداؤد میں یہ حدیث موجود نہیں... امام مسلم کتاب الامارۃ میں لائے ہیں لیکن وہاں علامہ نووی رحمہ اللہ کی شرح دیکھیں ... تو ان جلیل القدر محدثین نے اللہ کے راستے کو جہاد کے ساتھ خاص کیا ورنہ اللہ کے راستے تو بہت ہیں لیکن عند الإطلاق علماء امت کے نزدیک اللہ کے راستے سے جہاد ہی مراد ہوتا ہے۔

اللہ تعالی کے راستے میں روزے والی حدیث کو امام بخاری اور امام ترمذی رحمہا اللہ کتاب الجہاد میں لائے ہیں ... اللہ تعالی ہمیں حق کی اتباع نصیب فرمائے۔

سوال: اللہ کے راستے میں ... فی سبیل اللہ ... لفظ میں اس کی گنجائش موجود تو ہے کہ اس سے جہاد کے علاوہ دیگر دینی کام بھی مراد لئے جائیں۔

جواب: ارے بھائی یہی تو سمجھانا چاہ رہا تھا کہ یہ ایک شرعی اصطلاح ہے اس کے لغوی معنی مراد نہ لئے جائیں جیسے ایمان طہارت، بعث ،تقدیر، صلاۃ ،زکاۃ، صوم، حج، جہاد وغیرہ وغیرہ شرعی اصطلاحات ہیں ان کو لغوی معنی میں استعمال کرنا ظلم ہے اسی طرح سبیل اللہ بھی ایک شرعی اصطلاح ہے اسے لغوی معنی میں استعمال نہ کیا جائے ... اور یہ صورت تو انتہائی قبیح ہے کہ اسے ایک جدید اور غیر منصوص ترتیب کیلئے اس قدر استعمال کیا جائے کہ گویا یہی اصل ہے یہاں تک کہ مجاہدین سے کہا جائے کہ تم چونکہ اللہ کے راستے میں نہیں نکلتے اس لئے اللہ کی مدد نہیں آتی ... اللہ کے راستے میں نکلو اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہوجائے گی ... لیکن یہاں بھی مجھے افسوس اپنے علماء پر آتا ہے کہ شب و روز ان کے غلو اور تجاوزات کو دیکھتے ہیں مگر پھر بھی اس لئے برداشت کرتے ہیں کہ یہ اپنے ہیں یا یہ کہ ابھی خیر غالب ہے یا یہ کہ اس سے انتشار پھیلے گا ... دین کا حلیہ بگاڑا جارہا ہے مگر پھر بھی یہ اپنے ہیں اور ابھی خیر غالب ہے اور ہم انتشار نہیں پھیلانا چاہتے ... انا للہ وانا الیہ راجعون

آخر میں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ کچھ احادیث میں کچھ دیگر اعمال پر بھی سبیل اللہ کا اطلاق کیا گیا ہے علماء کرام نے اس کی اپنی اپنی توجیہات کی ہیں کہ یہاں ثواب کی زیادتی اور ترغیب میں مبالغہ مراد ہے وغیرہ جیسا کہ انتظار صلاۃ کو صلاہ قرار دیا گیا ہے... عورتوں کے حج کو جہاد قرار دیا گیا ہے... بہرحال قرآن و سنت کے اکثر اطلاقات ائمہ اربعہ کے فیصلے اور دیگر فقہاء و محدثین کی صنیع کے مطابق فی سبیل اللہ ایک شرعی اصطلاح ہے جو جہاد کے ساتھ خاص ہے۔

عجیب بات تو یہ ہے کہ ان حضرات کے علاوہ کسی اور سے آپ نے " اللہ کے راستے " کا اس بےدردی کے ساتھ استعمال نہیں سنا ہوگا ... مثلاً کوئی کسی کو علم حاصل کرنے کے لئے متوجہ کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے: علم دین پڑھو، یا کہتا ہے کہ : مدرسے میں داخلہ لے لو ... یا اس طرح کی دیگر تعبیرات استعمال کرتا ہے لیکن یہ نہیں کہتا کہ : اللہ کے راستے میں نکلو ... اس طرح دیگر دینی کاموں سے وابستہ لوگوں کا حال ہے ... لیکن آپ ان حضرات کی جرأت تبلیغیانہ ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح بےدھڑک اللہ کے راستے کا استعمال کرتے ہیں اور وہاں کے فضائل اٹھا کر یہاں کس فیاضی سے تقسیم کرتے ہیں۔

اللہ تعالی حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

قسط : 9

یہ مکی دور ہے مکی دور میں جہاد نہیں تھا

پتا نہیں یہ کون ہے جس پر وحی آتی کہ زمانہ ساڑھے چودہ سو سال پیچھے گیا اور مکی دور شروع ہو گیا ؟؟؟ یا جس نے خدائی لہجے میں زمانے کو حکم دیا کہ

"دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو"

ان مکی حضرات کے ساتھ ویسے چاہئے تو یہ کہ انہیں ایک پرتکلف دعوت پر بلایا جائے اور حمار صاحب کو اچھی طرح روسٹ کر کے انھیں کھلایا جائے اور جب یہ اچھی طرح سیر ہوجائیں اور ہاتھ دھو کر اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ جائیں تو انہیں بتایا جائے کہ آج آپ نے وہ ڈش کھائی ہے جس کے بارے میں آپ نے سوچا بھی نہ ہو گا ... وہ پوچھیں گے کہ کیا ... تو انہیں دست بستہ انتہائی سنجیدہ اور مہذب لہجے میں بتایا جائے کہ حمار شریف ... اگر وہ کچھ کہیں تو انہیں پہلے سے زیادہ مہذب اور مودب لہجے میں بتایا جائے کہ جی یہ مکی دور ہے ... اور مکی دور میں حمار شریف حلال تھا۔

اگر مکی دور ہے تو آں جناب ایک کام کریں ... رمضان المبارک میں اپنی اہلیہ کو شراب کی بوتل پکڑا کر پردے کے بغیر نکال دیں اور سر بازار شراب نوشی شروع فرمائیں... کوئی اعتراض کرے کہ روزہ نہیں ... کہہ دیں کہ مکی دور ہے مکی دور میں روزہ ؟؟ ... کوئی اعتراض کرے کہ شراب پی رہے ہو تو فرمائیں کہ مکی دور ہے مکی دور میں شراب نوشی جائز تھی ... کوئی کہے کہ آپ کی بیوی پردہ نہیں کرتی کہہ دو کہ مکی دور ہے اور مکی دور میں پردہ کہاں تھا ... اور اگر یہ بازار میران شاہ کا ہو تو بہت بہتر ہو گا۔

مکی دور میں لاکھوں کے اجتماعات کہاں تھے ؟؟؟ ... چوتھے نمبر (اکرام) کی یہ چلت پھرت کہاں تھی ؟؟؟ ... مکی دور میں تو بلال کی طرح انگاروں پر لوٹنا ہے ... صہیب کی طرح گرم سلاخوں کو سہنا ہے ... یاسر اور سمیہ کی طرح شہید ہونا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ... مکی دور میں تو کافروں کو دعوت دینا ہے جو تمہارے اصولوں کے خلاف ہے۔

مکی دور ہے تو تمہیں بہت سے کام کرنے ہوں گے اور بہت سے چھوڑنے ہوں گے جس کے لئے تم تیار نہیں ... یہ جماعتوں کی شکل میں مسجد مسجد گھومنا مکی دور میں کبھی نہیں تھا ... چھوڑ دو ... لیکن تمہاری ساری بہانے بازیاں تو جہاد کیلئے ہیں بس ... اللہ سے ڈرو اور دین کے معاملے میں یہ دخل اندازیاں اور حیلہ سازیاں چھوڑ دو ... میرے بھائیو دوستو اور بزرگو!!! کیا تم کسی کی متعہ کی خواہش اس دلیل پر برداشت کر سکو گے کہ مکی دور ہے ؟؟؟

مکی دور میں آپ کی طرح منت سماجت نہیں تھی ... دین کی درست محنت تھی ... کفر کے سرغنوں کو ڈانٹا بھی تھا ...

یہ دیکھیں حدیث : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو ڈانٹ پلائی ہے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَجَاءَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا فَانْصَرَفَ النَّبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَبَرَهُ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا بِهَا نَادٍ أَكْثَرُ مِنِّي فَأَنْزَلَ اللَّهُ (فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللَّهِ لَوْ دَعَا نَادِيَهُ لَأَخَذَتْهُ زَبَانِيَةُ اللَّهِ .. (الترمذي في تفسير سورة العلق)

مکی دور میں کفار و مشرکین کے پورے جتھے کو ذبح اور قتل کی دھمکیاں بھی تھیں

لیجئے دلیل:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا أَكْثَرَ مَا رَأَيْتَ قُرَيْشًا أَصَابَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ فِيمَا كَانَتْ تُظْهِرُ مِنْ عَدَاوَتِهِ قَالَ حَضَرْتُهُمْ وَقَدْ اجْتَمَعَ أَشْرَافُهُمْ يَوْمًا فِي الْحِجْرِ فَذَكَرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا مَا رَأَيْنَا مِثْلَ مَا صَبَرْنَا عَلَيْهِ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ قَطُّ سَفَّهَ أَحْلَامَنَا وَشَتَمَ آبَاءَنَا وَعَابَ دِينَنَا وَفَرَّقَ جَمَاعَتَنَا وَسَبَّ آلِهَتَنَا لَقَدْ صَبَرْنَا مِنْهُ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ أَوْ كَمَا قَالُوا قَالَ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ يَمْشِي حَتَّى اسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ مَرَّ بِهِمْ طَائِفًا بِالْبَيْتِ فَلَمَّا أَنْ مَرَّ بِهِمْ غَمَزُوهُ بِبَعْضِ مَا يَقُولُ قَالَ فَعَرَفْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ مَضَى فَلَمَّا مَرَّ بِهِمْ الثَّانِيَةَ غَمَزُوهُ بِمِثْلِهَا فَعَرَفْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ مَضَى ثُمَّ مَرَّ بِهِمْ الثَّالِثَةَ فَغَمَزُوهُ بِمِثْلِهَا فَقَالَ تَسْمَعُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ فَأَخَذَتْ الْقَوْمَ كَلِمَتُهُ حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا كَأَنَّمَا عَلَى رَأْسِهِ طَائِرٌ وَاقِعٌ حَتَّى إِنَّ أَشَدَّهُمْ فِيهِ وَصَاةً قَبْلَ ذَلِكَ لَيَرْفَؤُهُ بِأَحْسَنِ مَا يَجِدُ مِنْ الْقَوْلِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَقُولُ انْصَرِفْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ انْصَرِفْ رَاشِدًا فَوَاللَّهِ مَا كُنْتَ جَهُولًا قَالَ فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ الْغَدُ اجْتَمَعُوا فِي الْحِجْرِ وَأَنَا مَعَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ذَكَرْتُمْ مَا بَلَغَ مِنْكُمْ وَمَا بَلَغَكُمْ عَنْهُ حَتَّى إِذَا بَادَأَكُمْ بِمَا تَكْرَهُونَ تَرَكْتُمُوهُ فَبَيْنَمَا هُمْ فِي ذَلِكَ إِذْ طَلَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَثَبُوا إِلَيْهِ وَثْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَأَحَاطُوا بِهِ يَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ كَذَا وَكَذَا لِمَا كَانَ يَبْلُغُهُمْ عَنْهُ مِنْ عَيْبِ آلِهَتِهِمْ وَدِينِهِمْ قَالَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ أَنَا الَّذِي أَقُولُ ذَلِكَ قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ أَخَذَ بِمَجْمَعِ رِدَائِهِ قَالَ وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ دُونَهُ يَقُولُ وَهُوَ يَبْكِي (أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ) ثُمَّ انْصَرَفُوا عَنْهُ فَإِنَّ ذَلِكَ لَأَشَدُّ مَا رَأَيْتُ قُرَيْشًا بَلَغَتْ مِنْهُ قَطُّ-

(مسند احمد من حديث عبد الله بن عمرو)

مکی دور میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ للکار بھی تو ہے کہ میں ہجرت کرنے جا رہا ہوں ... جو اپنے بچوں کو یتیم ، بیوی کو بیوہ کرنا چاہے وہ مکہ کے باہر میرا مقابلہ کرے۔

مکی دور میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پوری قوت سے ابوجہل کے سر پر کمان مار کر اسے لہولہان کرنا ہے۔

مکی دور میں طاغوت کا انکار ہے ... کفر اور شرک ، کفار اور مشرکین سے اظہار بیزاری ہے جو تمہارے اصولوں میں حرام ہے ... تمہیں کیا لینا دینا ہے مکی دور سے .. ٹھیک ہے مکی دور میں جہاد نہیں تھا لیکن بے غیرتی بھی تو نہ تھی ... لیکن تم نے مکی دور کا مفہوم صرف سر جھکا کر جینا متعین کیا ہے۔

ارے بھائی ! ہمارے دین میں احکام کی تقسیم مکی مدنی کی نہیں محکم اور منسوخ کی ہے ... جو حکم محکم ہوگا ماننا پڑے گا چاہے مکی ہو یا مدنی جیسے ایمانیات اور جہاد ... ایمانیات یعنی عقائد مکی دور سے چلے آ رہے ہیں منسوخ نہیں ہوئے ہم نا صرف مان رہے ہیں بلکہ نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں... اور جو حکم منسوخ ہوگا چھوڑنا پڑے گا چاہے وہ مکی ہو یا مدنی جیسے شراب سود وغیرہ کہ یہ مکی بھی ہیں اور مدنی بھی ... مدنی بایں معنی کہ ایک عرصے تک مدینہ منورہ میں بھی اس کی حلت برقرار رہی یا جیسے نماز میں بات کرنا مکی بھی ہے اور مدنی بھی لیکن چونکہ منسوخ ہے اس لئے اس پر عمل کرنے کی اجازت نہیں... اللہ تعالی حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

سورتوں کی مکی اور مدنی تقسیم ایک الگ چیز ہے اور جو بات ہم نے عرض کی وہ بالکل ایک الگ چیز ... دونوں اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں ایک کا دوسرے سے کوئی تصادم نہیں۔

ہاں ایک بات مکی اور مدنی دور میں ہے ... مکی دور میں مسلمان پٹ رہے تھے ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جارہے تھے ان پر عرصہ حیات تنگ کیا گیا تھا جبکہ مدنی دور میں مسلمانوں کی زندگی بدل گئی ان کے سر بلند ہو گئے وہ ظالموں کا احتساب کر رہے تھے ... کیا آپ کا خدانخواستہ یہ مطلب تو نہیں کہ مسلمان مظلوم و مقہور رہیں ؟؟؟

قسط: 10

یہ بھی احبابِ کرام کی کرم فرمائیوں میں سے ایک ہے کہ

جہاد سے پہلے ایمان بنانا ضروری ہے

کیا جہاد سے پہلے ایمان بنانا ضروری ہے ؟

تو احبابِ کرام ، کرم فرما کر بتا دیں کہ یہ قرآن کی کونسی آیت ہے ؟؟؟ حدیث و فقہ میں کہاں آیا ہے ؟ ... نماز روزے زکوٰۃ سے پہلے بھی ایمان بنانا ضروری ہے یا ساری حیلہ سازیاں بہانے بازیاں جہاد کیلئے ہیں؟؟؟... کیا آپ کے جو احباب اس دنیا سے چلے گئے ہیں وہ ایمان کے بغیر تشریف لے گئے ہیں؟؟؟ کیونکہ وہ ایمان نہیں بنا سکے تھے ایمان بنانے میں مصروف تھے کہ موت نے آ دبوچا ... اور کیا آپ بھی ایمان کے بغیر ہی تشریف لے جانے کے موڈ میں ہیں؟؟؟ کیونکہ جہاد پر جانے کی کوئی تیاری تو ہے نہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کا اور آپ کے بزرگوں کا ایمان ابھی تک بنا نہیں ورنہ آپ یوں نہ بیٹھے رہتے ... تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ایک طرف تو آپ کا ایمان نہیں بنا اور دوسری طرف آپ سب سے بہتر بھی ہیں۔

بھائیو دوستو اور بزرگو! جس ایمان سے نماز پڑھی جاسکتی ہے اسی ایمان سے جہاد بھی کیا جاسکتا ہے ... بس قصہ ختم ... نماز جو کہ اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے جس ایمان سے پڑھی جاسکتی ہے اسی ایمان سے جہاد کیوں نہیں کیا جاسکتا؟؟؟؟ صاف کیوں نہیں بتاتے کہ جہاد سے بیر ہے ؟؟؟؟ ... جس ایمان سے روزہ رکھا جاسکتا ہے اسی ایمان سے جہاد بھی کیا جاسکتا ہے ... جس ایمان سے زکوٰۃ پر عمل کیا جاسکتا ہے اسی ایمان سے جہاد بھی کیا جاسکتا ہے ... اگر حج کیلئے یہی ایمان کافی ہے تو جہاد کیلئے بھی یہی ایمان کافی ہے ... اللہ کے بندو! تم کیسی باتیں کرتے ہو ؟؟؟ اس قسم کی بےبنیاد اور خودساختہ باتیں کر کے اپنا ایمان کیوں خراب کر رہے ہو؟؟؟ اللہ کے بندو!! کیا تمہیں اس کی سنگینی معلوم نہیں؟؟؟ ... وہاں میدان میں جاکر کیا امام ابو حنیفہ سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ سے لڑنا ہے تاکہ ان کے مقابلے کے لئے مضبوط ایمان ہو ؟؟؟ ... ایمان بمقابلہ ایمان ... ارے جن سے لڑنا ہے ان کا تو سرے سے ایمان ہے ہی نہیں ... ان سے اسی ایمان سے لڑو بےغیرتی نہ دکھاؤ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔

آپ کی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد ایمان بنانے پر موقوف ہے اور حدیث سے اس کا الٹ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا بنانا جہاد پر موقوف ہے ... لیجئے جناب صحیح مسلم شریف اور مسند احمد کی حدیث ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مات ولم يغز ولم يحدث به نفسه مات على شعبة من نفاق .... حديث صحيح

جو شخص اس حال میں مرے کہ نہ اس نے جہاد کیا اور نہ جہاد کا سچا عزم کیا ہو وہ منافقت کے ایک شعبے میں مرا ... بتا میرے بھائی!جو منافقت کے ایک شعبے پر مرے اس کا ایمان بنا ہوا ہوتا ہے؟؟؟اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ نصیب فرمائے

لیجئے دوسری حدیث:

من لقي الله بغير أثر من الجهاد لقي الله وفيه ثلمة ... (الحاكم و الترمذي عن أبي هريرة رضي الله عنه كتاب فضائل الجهاد ... حديث صحيح)

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو تو چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتے ... اس کے ساتھ ساتھ اگر آپ کی بات کو بھی مان لیں تو اس سے دورلازم آئے گا یعنی بات حل ہوئے بغیر یونہی گھومتی رہے گی...کیونکہ صورت یوں بنے گی: ایمان بنانا موقوف ہے جہاد پر (حدیث) جہاد موقوف ہے ایمان بنانے پر (میڈ ان رائیونڈ) ... ایمان بنانے کیلئے جہاد ضروری ، جہاد کرنے کیلئے ایمان بنانا ضروری ... یوں یہ ایک پہیہ گھومتا رہے گا اور گھومتا ہی رہے گا ... اس لئے ہم مجبور ہیں کہ آپ کی بات کو چھوڑ دیں جو حدیث کی مخالف ہے۔

سوال : اگر ایمان بنانے سے اصلاح مراد لیں تو کیا یہ بات درست نہیں کہ جہاد سے پہلے اصلاح ضروری ہے؟؟؟

جواب : دال میں کچھ کالا کالا ہے ... یہی بات پھر نماز روزے زکوٰۃ اور دیگر عبادات کے بارے میں کیوں ارشاد نہیں فرمائی جاتی ... کیا نماز سے پہلے اصلاح ضروری ہے اور جب تک اصلاح کا سرٹیفکیٹ نہ ملے تب تک نماز کو موقوف رکھیں؟؟؟ جو جواب آپ یہاں ارشاد فرمائیں گے وہی جواب جہاد کے بارے میں بھی سمجھ لیں ... دوسری بات یہ ہے کہ اگر ایمان بنانے سے مراد اصلاح ہے تو اس کے لئے اصلاح کے الفاظ استعمال کرنے میں کیا قباحت ہے؟

جس طرح وضوء سے گناہ دھلتے ہیں ایمان بنتا ہے اسی طرح جہاد سے بھی گناہ دھلتے ہیں ایمان بنتا ہے جس طرح وضوء پر عمل ہوگا تاکہ ایمان بنے اسی طرح جہاد پر بھی عمل ہوگا تاکہ ایمان بنے ... جس طرح نماز کفارہ سیئات رفع درجات کا ذریعہ ہے اسی طرح جہاد بھی کفارہ سیئات اور رفع درجات کا ذریعہ ہے جس طرح نماز کی دعوت ضروری ہے اسی طرح جہاد کی بھی دعوت ضروری ہے۔

ارے بھائی! جب کوئی بندہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کے احکام خود بخود لاگو ہو جاتے ہیں چاہے اس کا ایمان ایک پاؤ ہو یا ایک ہزار ٹن ... اب نہ تو اس کو احکام میں انتخاب کرنے کا اختیار ہوتا ہے کہ کچھ کو اپنے لئے پسند کرکے اختیار کرے اور کچھ کو اپنی مرضی سے چھوڑ دے کہ میری مرضی سے میرا یہ شعبہ تیرا یہ شعبہ، ... اور نہ اپنی طرف سے شرائط لاگو کرنے کا اختیار ہوتا ہے ... اصل اصلاح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بےچوں و چرا تسلیم کیا جائے اس کے بغیر اصلاح اور ایمان بنانے کا دین میں کوئی تصور نہیں چاہے رات دن مراقبوں یا گشتوں میں گزرتے رہیں ... دینی احکام میں خود کو صاحب اختیار سمجھنے سے زیادہ گمراہی کا تصور نہیں ... دینی احکام میں اپنی طرف سے شرائط کا اضافہ خود کو شارع کا درجہ دینا ہے قرآن و سنت میں جتنی شرائط ہیں وہ فقہاء کرام نے واضح کر دی ہیں ... جزاھم اللہ تعالی عنا خیرا ...

نوٹ : امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایمان بسیط ہے اس میں کمی و زیادتی نہیں ہوتی قرآن و سنت میں جہاں جہاں ایمان کی زیادتی کا ذکر آیا ہے وہاں ایمان کے ثمرات کیفیات انوارات وغیرہ مراد ہیں۔

اہم تنبیہ ... احباب کے نزدیک جہاد اللہ کا راستہ نہیں

احبابِ کرام اپنی خود ساختہ ترتیب کو " اللہ کا راستہ " قرار دیتے ہیں ... اور اس میں نکلنے کے لئے ایمان بنانے کی شرط نہیں لگاتے ... جہاد میں نکلنے کے لئے ایمان بنانے کی شرط لگاتے ہیں ... اس سے ثابت ہوا کہ احباب کے نزدیک اللہ کا راستہ الگ ہے اور جہاد الگ ... جہاد اللہ کے راستے سے خارج ہے ... کوئی آئے اور تحریف کا ننگا ناچ دیکھے ... اور محو استراحت ہمارے علماء کرام کی وسعت ظرفی اور اعتدال بھی دیکھے کہ : ابھی خیر غالب ہے ... یہ علماء دیوبند کی جماعت ہے وغیرہ وغیرہ

خلاصہ یہ ہے کہ جس ایمان سے نماز پڑھی جاسکتی ہے اسی ایمان سے جہاد بھی کیا جاسکتا ہے الگ سے کسی ایمان کی ضرورت نہیں .. ایسی کسی شرط کا ذکر فقہاء کرام کے ہاں نہیں ملتا یہ میڈ ان رائیونڈ ہے۔

قسط:11

جہاد کے خلاف احباب کے اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ

جہاد سے پہلے ایمان پر تیرہ سال محنت

کیا جہاد سے پہلے ایمان پر تیرہ سال محنت ضروری ہے؟

کیا مطلب ہے تمہارا ؟؟؟ کیا جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مکے میں وفات پائے یا شہید ہوگئے جیسے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت یاسر اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہما وہ بغیر ایمان کے گئے یا ان کا ایمان ناقص تھا؟؟؟ آپ ذرا غور فرمائیں اس کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے۔

بہت خوب جناب ! اگر یہی فلسفہ درست ہے تو یہ بھی درست ہونا چاہیے۔

- رسول اللہ ﷺ نے سترہ سال تک ایمان پر محنت کی اس کے بعد پردے کا حکم دیا۔
- رسول اللہ ﷺ نے اکیس سال تک ایمان پر محنت کی اس کے بعد حج فرض ہوا۔
- رسول اللہ ﷺ نے بائیس سال تک ایمان پر محنت کی اس کے بعد سود کی حرمت آئی۔
- رسول اللہ ﷺ نے پندرہ سال تک ایمان پر محنت کی اس کے بعد شراب حرام ہوئی۔
- رسول اللہ ﷺ نے 18 سال ایمان پر محنت کی اس کے بعد گدھا حرام کیا۔

یوں باآسانی یہ دین بازیچہ اطفال بن جائے گا ... اس امت کا اور کوئی کام نہیں رہے گا سوائے بستر لیکر گھومنے کے ... جسے یہ لوگ ایمان بنانا یا ایمان پر محنت کہتے ہیں ۔

یہ فلسفہ صرف جہاد کی مخالفت میں ہے یا باقی اعمال کے بارے میں بھی ہے؟؟؟

ارے بھائی! ایسی خودساختہ باتوں سے ایمان بنتا نہیں بگڑتا ہے... اللہ تعالی تمہیں ہدایت نصیب فرمائے... اللہ تعالی اس امت کو ہر قسم کی نورانی چالوں اور جالوں سے محفوظ رکھے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال تک ایمان پر محنت کی اس کے بعد جہاد کا حکم دیا ؟

نہیں جناب ... یہ بدر کا میدان ہے ... اگر فلسفہ یہی ہوتا کہ ... پہلے ایمان پر تیرہ سال محنت پھر جہاد ... تو سب سے پہلے حضرت عمرؓ عرض کرتے: یا رسول اللہ! مجھے جہاد سے معاف رکھئے ... کیونکہ آپ نے ابوبکرؓ کے ایمان پر پندرہ سال محنت کی اور میرے ایمان کو ابھی بارہ سال ہوئے ہیں ... اس کے ساتھ مدینے کے انصار آواز اٹھاتے ... کوئی کہتا میرے ایمان پر ابھی صرف ایک سال محنت ہوئی ہے کوئی کہتا کہ میرے ایمان پر ابھی صرف دو مہینے محنت ہوئی ہے کوئی دو ہفتوں کا ذکر کرتا تو کوئی کم و بیش ... اس طرح بدر کا میدان خالی ہوجاتا ... کافر تالیاں بجاتے ، خوشیاں مناتے کہ لو بھئی ایسی قوم سے واسطہ پڑا ہے جو دین کے لئے لڑنے کے بجائے ایمان بنانے کی فکر میں ہیں۔

واضح رہے کہ میدان بدر میں مہاجرین کم انصار زیادہ تھے یعنی اکثریت کے ایمان کو سال ڈیڑھ سال ہو رہا تھا۔

میرے بھائیو دوستو اور بزرگو! ! اللہ کے لئے خود پر رحم کرو اور اس امت پر رحم کرو ... اس طرح کی باتیں نہ بناؤ اس سے آپ کا بھی ایمان بگڑے گا اوراس امت کا بھی ... اور کوئی سرپھرا یہ اعتراض بھی کر سکتا ہے کہ تمہارے جن بزرگوں اور احباب کے ایمان پر تیرہ سال محنت ہوچکی ہے کم از کم وہ تو نکل جائیں اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے ۔

اور غور کریں میرے بھائی! اس طرح کی باتوں سے خود رسول اللہ ﷺ کی تربیت پر حرف آتا ہے کہ آپ تربیت میں اتنے کمزور تھے کہ صحابہ کو جہاد کی ایمانی سطح تک پہنچانے کے لئے تیرہ سال لگانے پڑے حالانکہ ابوجہل صرف ایک تقریر سے ایک ہزار کی جمعیت تیار کرکے لے آیا ... بلکہ غور کرو تو خود اللہ تعالیٰ پر اعتراض آتا ہے کہ ایسے شخص کو اپنا آخری نبی چنا جنہیں لوگوں کو جہاد کی سطح تک لے جانے کے لئے تیرہ سال لگانے پڑے ... حالانکہ آج بھی لوگ ایک تقریر سے اور ایک دو آنسوؤں سے لاکھوں لوگوں کو لڑائی پر آمادہ کردیتے ہیں۔

بلکہ میرے بھائی! اس سے کوئی شخص یہ استدلال کر سکتا ہے کہ دیکھ! جب رسول اللہ ﷺ جیسی ہستی کو تیرہ سال لگے تو مجھے کم از کم پچاس سال تو لگیں گے ... پھر اگر اس کے فلسفے کو تسلیم کر لیا گیا تو پھر ہمیں بوڑھوں کی فوج میدان میں اتارنی پڑے گی ۔

ارے بھائی ! بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کے احکام خود بخود لاگو ہو جاتے ہیں چاہے اس کا ایمان ایک پاؤ ہو یا ایک ہزار ٹن ... چاہے اس کے ایمان پر کوئی تیرہ سال محنت کر چکا ہو یا نہ ... بلکہ اگر تیرہ منٹ کی محنت بھی نہ ہوئی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ کے احکام اس پر لاگو ہو جاتے ہیں ... اسی طرح کا واقعہ خود رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیش آیا ... میدان جنگ میں ایک شخص آیا کہ یا رسول اللہ ! میں کیا کروں پہلے مسلمان ہوجاؤں یا لڑنا شروع کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے مسلمان ہوجاؤ پھر لڑو ... چنانچہ اس نے کلمہ پڑھا اور میدان میں

کود پڑا اور لڑتے لڑتے شہید ہوگیا ... کوئی نماز نہیں کوئی روزہ نہیں کوئی حج نہیں ... ایمان جہاد اور جنت .... اللہ اکبر ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمل قلیلا واجر کثیرا .... عمل تھوڑا کیا اجر زیادہ پایا۔

اس واقعے سے آپ یہ بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جہاد سے کس قدر والہانہ محبت کرتے تھے یہاں تک کہ نئے آنے والے کو شک ہو جاتا تھا کہ اسلام پہلے ہے یا قتال۔

میرے بھائی ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، اللہ کے حکم کے پابند تھے اگر اللہ تعالی کا حکم مکے میں ہی لڑنے کا آتا تو آپ مکے میں بھی لڑتے یہ دیکھے بغیر کہ طاقت کتنی ہے کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے وعدہ نصرت پر پورا پورا یقین تھا ... مکے میں چند ہی سردار تھے ان کو جان نثار صحابہ کے ذریعے رات کو خصوصی کارروائی میں ٹھکانے لگوانا کوئی مشکل کام نہ تھا جیسا کہ کعب بن اشرف اور ابورافع کو ٹھکانے لگوایا لیکن بات یہ ہے کہ مکے میں ہاتھ روکے رکھنے کا حکم تھا. .. ورنہ آپ دیکھتے نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب کے سامنے طواف کرنے کے بعد کہتے ہیں : میں ہجرت کرنے جارہا ہوں کسی میں ہمت ہے تو آئے میرا مقابلہ کرے ... کسی کو ہمت نہ ہوئی ... صحابہ میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جیسے لوگ تھے ... حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے شیر تھے ... پر میرے بھائی! حکم یہ تھا کہ ہاتھ روکے رکھو۔

آپ ذرا غور فرمائیں !!! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساتویں ہجری یا آٹھویں ہجری میں مسلمان ہوئے ... کیا وہ جہاد ، پردے وغیرہ سے بایں فلسفہ رک گئے کہ ٹھہرو ابھی ایمان پر محنت ہو لینے دو ... اسی طرح دسویں گیارہویں ہجری میں مسلمان ہونے والوں کیلئے کیا حکم تھا ؟؟؟؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد مسلمان ہونے والوں کیلئے کیا حکم تھا ؟؟؟ ظاہر ہے پورے دین پر عمل کرنے کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نزول وحی کا زمانہ تھا دین آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا ہو کر آتا رہا اس میں یہ فلسفہ کارفرما نہیں تھا کہ اب ایمان فلاں عمل کی سطح تک پہنچ گیا ہے لہذا اس عمل کو آنا چاہئے اور اب فلاں عمل والی سطح ہے لہذا اب اس کی باری ہے ... نہیں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے جب چاہتا جتنا چاہتا اتارتا ... جو شخص جس وقت مسلمان ہوتا اس وقت تک اترے ہوئے پورے دین پر عمل کرنا اس پر لازم ہوتا تھا ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ، مسلمانوں پر مکمل دین پر عمل لازم ہے۔

اللہ تعالی دین کی سمجھ نصیب فرمائے اور حق بات کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قسط :12

تبلیغ کا حکم؟

لیجئے احباب کا دعوٰی اور دلیل پڑھ لیجئے

لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ تبلیغ فرض ہے واجب ہے یا سنت ... ارے بھائی یہ تو سیدھی سی بات ہے اگر فرض چھوٹ رہے ہوں تو تبلیغ فرض ہے اور اگر واجب چھوٹ رہے ہوں تو تبلیغ واجب، اگر سنت چھوٹ رہے ہوں تو تبلیغ سنت ... بتاؤ نماز فرض ہے کہ نہیں ، نوے فیصد امت نماز نہیں پڑھتی تو اب بتاؤ تبلیغ فرض ہے کہ نہیں

جواب: یہ قرآن کی کوئی آیت نہیں ، کوئی حدیث نہیں ، ائمہ اربعہ کی فقہ کا کوئی اصول نہیں یہ خالص میڈ ان رائیونڈ ہے۔

اچھا جی! اگر یہی تبلیغ فرض ہے تو ذرا یہ بتائیں کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کا کیا حکم ہے جس نے نہ چلہ لگایا نہ چار مہینے نہ سال۔

مولانا الیاس صاحب سے پہلے مسلمانوں کا کیا حکم ہے ؟

مولانا الیاس صاحبؒ کے بعد سے لے کر اب تک ان علماء کرام اور عام مسلمانوں کا کیا حکم ہے جو اب تک اس جماعت میں نہیں گئے؟ کیا یہ سارے علماء کرام تارکینِ فرض ہیں؟

نہیں نا! تو سب سے پہلے تو اس بات کو تسلیم کرنا ضروری ہے کہ علماء کرام تبلیغ کرتے ہیں اگرچہ وہ مولانا الیاس صاحب کی ترتیب عرف تبلیغی جماعت میں نہیں چلتے ... الیاسی ترتیب کے علاوہ بھی تبلیغ ہوتی ہے ... تحریر سے ... تقریر سے ... وعظ و نصیحت سے ... فتوے سے ... تدریس سے . .. اگر یہ تسلیم نہیں کروگے تو علماء امت کو فرض کا تارک کہنا پڑے گا ... ودونہ خرط القتاد

اب آتے ہیں اس بات کی طرف کہ تبلیغ کا کیا حکم ہے ... تو میرے بھائیو دوستو اور بزرگو! اس کے بارے میں کوئی لگا بندھا قانون نہیں بتایا جاسکتا ... تحقیقی بات یہ ہے کہ تبلیغ کا حکم حالات زمانے اور افراد کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے ... تبلیغ

کبھی فرض ہوتی ہے تو کبھی سنت اور مستحب ... مسائل کے بدلنے سے بھی حکم بدل جاتا ہے ... یعنی بعض مسائل کی تبلیغ فرض ہوتی ہے اور بعض کی مستحب ... فرض کریں ایک شخص کے بارے میں آپ کو معلوم ہوگیا کہ اسے اس بات کا علم نہیں کہ احتلام سے غسل فرض ہوجاتا ہے تو اس شخص کو یہی مسئلہ بتانا آپ پر فرض ہوگیا ... اس طرح اگر آپ کو کسی مالدار کے بارے میں میں معلوم ہو گیا کہ اسے زکوٰۃ کے مسائل کا علم نہیں تو آپ پر کم از کم اتنا بتانا اسے فرض ہے کہ بھائی آپ صاحب نصاب ہیں اب آپ پر زکوٰۃ کے مسائل کا علم حاصل کرنا فرض ہے ... جبکہ یہی بات ایک غریب مسلمان کو بتانا آپ پر فرض نہیں ... اس طرح بعض مسائل کی تبلیغ بعض علماء پر فرض عین ہوجاتی ہے ... جیسے آج کل مسائل جہاد کی تبلیغ ... کہ یار لوگوں نے مسائل جہاد کو کافی غبار آلود کردیا ہے ... خود ساختہ شرائط خود ساختہ تاویلات ... علماء سلاطین شبانہ روز محنت سے مزید غبار اڑا رہے ہیں ... ایسے میں ان علماء راسخین کا فرض ہے کہ اپنی وسعت بھر محنت کرکے مسائل جہاد مسائل خلافت کو خوب منقح کرکے امت کے سامنے پیش کریں جن کے علاوہ کوئی اور اس میدان میں نہیں اور جو ہیں وہ یا تو غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کر رہے ہیں یا ڈر رہے ہیں یا وہ سرکاری ہیں ... اسی طرح اگر کوئی فتنہ اٹھے اور اس کی گمراہی کسی ایک یا چند محدود علماء کو معلوم ہو تو اس فتنے کا علمی تعاقب اس عالم یا ان چند علماء پر فرض ہوجاتا ہے ... حالانکہ عام حالات میں عام فتنوں کی تردید کی تبلیغ فرض نہیں ہوتی جب عوام میں ان فتنوں سے متعلق مناسب حد تک شعور آچکا ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ تبلیغ کا کوئی ایک حکم نہیں ... حالات اشخاص اور مسائل کے مختلف ہونے سے حکم مختلف ہوتا رہتا ہے

اب اسی نماز والی مثال کو لیتے ہیں ... فرض کریں کہ لاہور شہر میں نوے فیصد لوگ نماز نہیں پڑھتے ... سوال یہ ہے کہ یہ لوگ کیا اتنا بھی نہیں جانتے کہ نماز فرض ہے؟ ظاہر ہے جانتے ہیں لیکن پڑھتے نہیں ... جب حالت یہ ہے تو ان کو تبلیغ فرض نہیں... مستحسن ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن خود ساختہ اصولوں کے تحت خود ساختہ فتوے دے کر امت کو گمراہ نہ کیا جائے ... **ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذباً فیسحتکم بعذاب، وقد خاب من افتری**

اللہ کے لئے خود پر رحم کرو اور اس امت پر رحم کرو... کروڑوں میں تمہاری تعداد ہونے جا رہی ہے لیکن آج تک تم سے کوئی ایک دارالافتاء قائم نہ ہو سکا اور اس پر یہ غرور کہ تم جیسا کوئی نہیں... فضائل اعمال، حیات الصحابہ، منتخب احادیث اور ایک دو کتابوں کے علاوہ آج تک تم نے کوئی کتاب نہیں چھاپی یہاں تک کہ خود امیر جماعت مولانا یوسف صاحب کی امانی الاحبار کب سے طباعت کی راہ تک رہی ہے لیکن حدیث، تفسیر وغیرہ کی کتابیں چھاپنا دین کہاں ہے دین تو بس یہی ترتیب ہے جو ہو رہی ہے... لیکن ان تمام باتوں کے باوجود تم جیسا کوئی نہیں۔

بغیر علم کے فتوے

اللہ کے بندو! خود پر رحم کرو اور اس امت پر رحم کرو ... فتوے کے معاملے میں اللہ تعالی سے ڈرو ... بغیر علم کے فتویٰ دینا کبیرہ گناہ ہے۔

قل إنما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغي بغير الحق وان تشركوا بالله ما لم ينزل به سلطاناً وان تقولوا على الله ما لا تعلمون ... (أعراف 33)

اس آیت میں اللہ تعالی نے بغیر علم کے فتوے دینے کو شرک کے ساتھ ذکر کرکے اس کی قباحت خوب واضح کی ہے

إنما يأمركم بالسوء والفحشاء وان تقولوا على الله ما لا تعلمون ...)بقرة 169)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے تین پسندیدہ کاموں کے بارے میں بتایا جن کا وہ حکم دیتا ہے ... برائی ... بےحیائی اور بغیر علم کے فتویٰ دینا۔

أن الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون ... (نحل 116)

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بغیر علم کے فتوے دینے والے کامیاب نہیں ہوسکتے تو میرے بھائیو دوستو اور بزرگو! پوری پوری کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ خود ساختہ فتووں سے اجتناب کیا جائے۔

ولا تقف ما ليس لك به علم أن السمع و البصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسئولاً (بنی اسرائیل 36)

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جس بات کا علم نہیں اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے کان آنکھ اور دل کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

فتوے بارے صحابہ کرام کا اسوہ

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری ایک سو بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ملاقات ہوئی ہے ہر ایک کی حالت یہ تھی کہ جب کبھی ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو ان کی خواہش یہ ہوتی کہ ان کا کوئی بھائی ان کی طرف سے کافی ہوجاتا ... یعنی ان سے پوچھا جاتا اور میری ضرورت ہی نہ پڑتی ۔

خلاصہ یہ ہے کہ تبلیغ کے کام میں اللہ تعالی نے وسعت دی ہے درس و تدریس تصنیف و تالیف جہاد و قتال وعظ و نصیحت سب تبلیغ کی شکلیں ہیں اسے کسی خاص شکل میں محدود نہیں کیا جاسکتا ... تبلیغ کا حکم حالات زمانے اور افراد کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے ... حکم جو بھی ہوگا وہ تبلیغ کا حکم ہوگا وہ الیاسی ترتیب عرف تبلیغی جماعت کا حکم نہیں ہو گا اور جو تبلیغ کو اسی خاص جماعت کے ساتھ محدود کرے گا وہ دین میں دخل اندازی کا مرتکب قرار پائے گا جو کبیرہ گناہ اور سنگین جرم ہے ۔

قسط : 13

اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہمارے دلوں میں آجائے

بھائی اس کا سیدھا سادہ علاج یہ ہے کہ بھائی عبدالوہاب صاحب ، مولانا سعد صاحب ، مولانا احسان صاحب ، پروفیسر بہاولپوری صاحب ، مولانا طارق جمیل صاحب وغیرہ وغیرہ کو ہمارے سامنے کھڑا کیا جائے اور ہمیں ایک عدد اعلیٰ نئی نویلی کلاشنکوف دے دی جائے اور پھر دنیا دیکھے کہ مخلوق سے کچھ ہوتا ہے کہ نہیں ... اگر کوئی کہے کہ وہ ایسا کیونکر کرسکتے ہیں یہ تو خودکشی ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ ان کے لئے خودکشی اس لئے نہیں کہ ان کا تو یقین بن چکا ہے کہ مخلوق سے کچھ بھی نہیں ہوتا ... اگر ابھی تک یہ یقین نہیں بنا تو وہ اسی کے قابل ہیں ... بھئی ایسی چیز کے پیچھے کیوں بھاگتے ہو جو کبھی ہاتھ آ نہیں سکتی ... کیا ایسی چیز کا اللہ تعالیٰ ہمیں مکلف کرسکتے ہیں جس کا حصول اتنا مشکل ہو ؟؟؟ ... اگر ان حضرات کا ابھی تک یقین نہیں بنا تو اوروں کا کیا حال ہوگا۔

بھائی ہمارا تو مخلوق سے بہت کچھ ہونے کا یقین ہے اور یہ یقین اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو پیدا ہی کچھ اس طرح کیا ہے کہ اس میں مخلوق سے بہت کچھ ہوگا ... ہمارا یقین ہے کہ کھانا بھوک کو مٹاتا ہے ... پینا پیاس کو بجھاتا ہے ... سونا بدن کی تازگی اور نشاط و قوت کا باعث ہے ... اس طرح ہزاروں مخلوقات کے بارے میں ہمارا آپ کا اور پوری انسانیت کا یقین ہے کہ ہر مخلوق سے کچھ نہ کچھ ہوتا ہے ... اس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ ان مخلوقات میں یہ خصوصیات اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی ہیں ... اللہ تعالی نے آگ میں جلانے کی خصوصیت پیدا فرمائی ہے یقین نہیں آتا تو ہاتھ لگا کر دیکھو بےشک آپ اس سے پہلے سورہ یس بھی پڑھ لیں ... اللہ تعالی نے اسلحے میں قتل کرنے اور زخمی کرنے کی صلاحیت رکھی ہے یقین نہیں آتا تو اپنے سر میں پستول کی ایک چھوٹی سی گولی مار کر دیکھ لیں بےشک آپ اس سے پہلے کچھ نوافل دم درود اور مراقبے وغیرہ کر لیں ... اسی طرح دکان سے بھی کچھ ہوتا ہے جیسا کہ کھلی آنکھوں نظر آرہا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے محنت میں یہ برکت رکھی ہے کہ اس سے کچھ ہوگا ... اس طرح مخلوق اور اسباب سے کچھ ہونا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور اسی پر یہ دنیا قائم ہے۔

اگر کوئی شخص کھانا پینا چھوڑ دے یہاں تک کہ مر جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں گناہ گار ہے...گناہ گار کیوں ہے؟ بھائی! شریعت اس سے کہتی ہے کہ اگر تم کھاتے پیتے تو نہ مرتے اب تم نے کھانا پینا چھوڑ کر خود کو مار دیا ... دیکھو یہاں

شریعت ہمیں مخلوق (کھانے پینے) سے کچھ ہونے (زندگی کا سبب بننے) کا یقین دلا رہی ہے اور اسی یقین کی بنیاد پر گناہ گار ہونے کا حکم لگا رہی ہے ... ہر انسان پر اتنا کھانا پینا فرض ہے جس سے وہ زندہ رہے ... اس سے معلوم ہوا کہ کھانے پینے میں زندگی اور چھوڑنے میں موت کا یقین ہے اور "چھوڑنا" بھی مخلوق ہے ۔

اگر کوئی شخص شیر کے سامنے آئےاور وہ اسےماردےتو گناہ گار... کیونکہ شیر میں قتل کرنے کی یہ صلاحیت اللہ تعالی نے رکھی ہے۔

یہ جو جہاد کے لئے اللہ تعالی نے ہمیں قوت و شوکت تیار رکھنے کا حکم دیا ہے (**واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدو كم**) تو اس کا مطلب کیا یہ نہیں ہے کہ اسلحے اور قوت سے دشمن کو دہشت زدہ رکھنے کا یقین؟ یہ اس لئے نہیں کہ اسلحہ بذات خود کچھ ہے بلکہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں یہی صفت رکھی ہے ... اگر امت اسلحے اور قوت کی تیاری کو چھوڑتی ہے تو گناہ گار ٹھہرتی ہے ... اللہ تعالی تو ہمارے کچھ کرنے کے محتاج ہرگز نہیں وہ تو بغیر کچھ کئے بھی ہماری مدد کر سکتے ہیں لیکن یہ اللہ تعالی کی سنت ہرگز نہیں ... لہٰذا تمہارا یہ کہنا کہ تم اللہ کے ہو جاؤ اللہ تعالی تمہاری طرف سے خود لڑے گا تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی تمہارا یہ کہنا اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ مذاق ہے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر بہتان ہے کہ وہ اللہ کے نہیں تھے کیونکہ انہیں تو بہت کچھ کرنا پڑا تھا ... زخم .... لاشیں ... ڈر ، خوف ... خندقیں کھودنا ... تربیت شمشیر زنی نشانہ بازی ... لڑائیاں وغیرہ وغیرہ۔

یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے کہ ان کے کچھ لوگوں نے کچھ عرصے سے اس جملے میں اضافہ کیا ہے کہ اللہ کے ارادے کے بغیر مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین ہمارے دلوں میں آجائے ... تو بھائی اللہ تعالی ہی کا ارادہ ہے کہ مخلوق سے کچھ ہو جبھی تو اللہ تعالی نے ہمیں دین دیا ہے اور دین میں کرنے اور نہ کرنے کے احکام ہیں جن کو بجا لانے میں مخلوق سے کچھ ہونے کا یقین ایک ضروری چیز ہے ... مخلوق سے جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کے ارادے سے تو ہوتا ہے اس بات کو صرف مسلمان ہی نہیں یہود و نصاریٰ، سکھ و ہندو اور بدھسٹ وغیرہ بھی مانتے ہیں ... یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ یہ اضافہ ان کے کچھ لوگوں کا ہے عام طور پر ان کے ہاں جو مشہور ہے وہ بغیر اس اضافے کے ہے کہ مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہمارے دلوں میں آجائے۔

ایک اور ضروری وضاحت: ایک ہے اللہ تعالیٰ کی سنت دستور عادت اور ایک ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے دستور سنت اور عادت کے برعکس کسی چیز کا ظاہر کرنا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ کا نہ جلانا، پانی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راستہ دینا وغیرہ وغیرہ تو اسے عربی میں خرق عادت کہتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوں تو معجزہ اولیاء کے ہاتھوں

پر ظاہر ہوں تو کرامت ... یاد رکھیں کہ دنیا کا یہ نظام اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق چلتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسباب اختیار کروگے تو نتائج حاصل ہوں گے ترقی کے اسباب اختیار کروگے تو ترقی تنزل کے اسباب اختیار کرو گے تو تنزل ... اس میں مسلم و کافر کا بھی فرق نہیں ... اللہ تعالی کے یہ قوانین سب کے لئے ہیں. ... اور رہی دوسری بات یعنی اپنے دستور کے برعکس کسی چیز کا ظاہر کرنا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ کا نہ جلانا وغیرہ تو معجزات و کرامات حق ہیں پر کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ معجزات و کرامات پر تکیہ کر کے بیٹھ جائے کہ چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے لہذا ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا ... نہ تو اپنا اور نہ ہی اوروں کا یہ ذہن بنانا درست ہے ... اس پر ایک سچا لطیفہ بھی سنتے جائیں ایک مرکز میں ایک دفعہ جنریٹر کا تیل ختم ہو گیا ایک حضرت نے فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دو رکعت پڑھ کر اللہ تعالی سے مردے زندہ کروا لیا کرتے تھے ہم ایک جنریٹر نہیں چلوا سکتے ؟؟ دو رکعت پڑھو اور پانی ڈال کر دیکھو جو اللہ اسے تیل سے چلا سکتا ہے وہ اللہ اسے پانی سے بھی چلا سکتا ہے ... نتیجہ وہی ہوا جو ہونا تھا دھوئیں کا ایک مرغولہ اٹھا اور حضرات کو جنریٹر سے ہاتھ دھونے پڑے اس پر موصوف نے فرمایا کہ ابھی ہمارا ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جیسا نہیں بنا ... مطلب یہ کہ حماقت کے بعد جہالت کی تعلیم ... اس واقعے کی میں نے کئی حضرات سے تصدیق کروائی ہے ۔

اس دنیا کو اللہ تعالی نے ایسے بنایا ہے کہ یہ اسباب کے بغیر چلتی نہیں لیکن اس میں وقتاً فوقتاً تقدیر تدبیر کو الٹتی بھی رہتی ہے اس لئے ہم ہر وقت اللہ تعالی کے محتاج ہیں دعا کا رشتہ ہاتھ سے نہیں جانا چاہئے ... انبیاء و صحابہ نے اسباب کو نہ صرف اختیار کیا ہے بلکہ اس کو ایک درجے میں ضروری بھی سمجھا ہے ... اور ان حضرات کی زندگیوں میں یہ چیز واضح طور پر نظر آتی ہے۔

یہاں ایک اور لطیفہ بھی سنیں ان کے ایک بزرگ صاحب سے کسی نے پوچھا کہ کیا بریلویوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے ؟

فرمایا: کیوں نہیں ہوتی ہم ان سے بڑے مشرک ہیں کیا ہمارا اسباب پر یقین نہیں ہے؟ کیا ہم مخلوق سے ہونے کا یقین نہیں رکھتے؟ ... لو بھائی سنبھالو اب ... بات یہاں تک پہنچ گئی ہے ... حیرت ہوتی ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور اس سے بھی زیادہ حیرت علماء کرام کے سکوت پر ہے ... اللہ تعالی رحم فرمائے ... کیا یہ لوگ قرآن مجید حدیث اور سیرت نہیں پڑھتے؟؟؟ کیا ان کا یہ مبہم قسم کا نظریہ قدم قدم پر سیرت سے ٹکراتا نہیں؟؟؟

یہاں علماء کرام کیلئے سوچنے کا مقام ہے کہ مذکورہ جملہ " اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین " اس جماعت کے علاوہ کہیں اور کیوں نہیں پایا جاتا ؟؟؟ کیا اس جماعت کے وجود میں آنے سے پہلے یہ جملہ کہیں پایا جاتا

ہے ؟؟؟ اور اس جماعت کے وجود میں آنے کے بعد کیا دیگر علماء کرام و مشائخ کے ہاں پایا جاتا ہے ؟؟؟ خدانخواستہ اس امت کو جبر کی طرف تو نہیں لے جایا جا رہا ؟؟؟ یہ کلمے کا مفہوم یا مقصد کب سے بنا ؟ کیا کلمہ صرف یہی جماعت لے کر آئی ہے ؟

ان حضرات کی خدمت میں مودبانہ عرض ہے کہ سہ روزہ چلہ چار مہینے سات ماہ سال گشت بیانات اجتماعات مرکز بسترے سب مخلوق ہیں ...آپ جس بیان میں یہ کہتے ہیں کہ "مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" وہ بیان بھی مخلوق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قسط : 14

یہ قسط گزشتہ قسط سے متعلق ہے یعنی اس میں بھی "اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین" پر بات ہوگی ان شاء اللہ

گزشتہ قسط کے آخر میں ہم نے عرض کیا تھا کہ خدا نخواستہ کہیں اس امت کو جبر کی طرف تو نہیں لے جایا جا رہا ... آج اس کی تھوڑی سی تشریح کریں گے ان شاء اللہ . ... وما توفیقی الا باللہ

ایک فرقہ ہوا کرتا تھا ... جبریہ ... اس امت میں ظہور پذیر ہونے والا دوسرا فرقہ ... قدریہ کے بعد ظاہر ہوا ... اس کا خیال تھا کہ سب کچھ اللہ سے ہونے کا یقین انسان سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ... جو کچھ ہوتا ہے اللہ سے ہوتا ہے انسان تو بےبسی کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے بس ... لاچار و بیکار ... اپنے اس باطل نظریے کو ثابت کرنے کے لئے وہ کچھ آیات کا سہارا بھی لیتے تھے مثلاً ... أأنتم تزرعونه ام نحن الزارعون ... الله خالق كل شيئ ... وغیرہ وغیرہ ... اہل سنت علماء کرام نے بروقت کارروائی کرکے اس کا خاتمہ کر دیا ... مگر یہ سچ ہے کہ نظریہ کبھی نہیں مرتا ... کسی نہ کسی صورت میں زندہ رہتا ہے... وقتاً فوقتاً سر اٹھاتا رہتا ہے ... آج جبریہ پھر سے ہمارے سامنے ہے۔

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالی ہر چیز کا خالق ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادے اور اختیار سے نوازا ہے وہ اپنے ارادے اور اختیار سے اچھے اور برے اعمال کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ جزا و سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے ... ہمارا مشاہدہ بھی یہی بتاتا ہے کہ انسان بہت سے اعمال اپنے ارادے اور اختیار سے انجام دیتا ہے ... دیکھو شدت خوف یا شدت سردی سے انسان کے ہاتھ پاؤں کانپتے ہیں اسے ہر شخص محسوس کرسکتا ہے کہ یہ حرکات اس سے بےاختیار صادر ہو رہی ہیں اس کے نہ چاہتے ہوئے یہ حرکات اس سے صادر ہو رہی ہیں ... اس کے برعکس عام حالات میں انسان کی حرکتیں اس کے اختیار سے ہوتی ہیں ... دونوں حالات میں واضح فرق ہے ... اس طرح رعشے کی حالت میں صادر ہونے والی حرکت اور عام حالات میں انسان کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا ... دونوں میں واضح فرق ہے کہ اول بلا اختیار صادر ہوتی ہے انسان بےبس و لاچار ہوتا ہے جبکہ دوسری حالت میں انسان اپنے اختیار سے سب کچھ کرتا ہے ... تو اس سے ثابت ہوا کہ انسان عام حالات میں صاحب اختیار ہے انسان سے کچھ ہونے کا یقین بلکہ بہت کچھ ہونے کا یقین ... اور اسی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہے کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو ... اس سے اجر اور ثواب ملے گا اور اس سے گناہ اور عذاب ... ہاں انسان کو ایک حد تک اللہ تعالیٰ نے صاحب اختیار بنایا ہے وہ بیج ڈال سکتا ہے لیکن آگے وہ مجبور ہوتا ہے وہ شادی کرسکتا ہے لیکن آگے وہ مجبور ہوتا ہے ... اسی کو اللہ تعالی نے

بیان فرمایا ہے أأنتم تزرعونه ام نحن الزارعون ... اللہ تعالی افعال کا خالق ہے اور انسان اسے انجام دیتا ہے ... اللہ تعالیٰ خالق ... انسان فاعل کاسب۔

معاملے کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ان کے سنٹرز میں ان کے بیانات میں جب یہ " مخلوق کی نفی " کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے جبر قبر سے اُٹھ کر نئے نشاط و عزم کے ساتھ سنت کے خلاف بول رہا ہے اور سنت سے انتقام لینے کے لئے پرعزم ہے... مخلوق کی نفی کے نام سے وہی جبریہ کا مذہب بول رہا ہوتا ہے ... وہی دلائل وہی طریقہ استدلال وہی نتائج ... یقین نہ آئے تو آپ البغدادی کی الفرق بین الفرق اور شہرستانی کی الملل و النحل ملاحظہ فرمائیں اور پھر ان کے مراکز (سنٹرز) میں ان کے بیانات سنیں۔

اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ... اگر بات ایسی ہی ہے تو جھوٹے انسان نہیں اللہ جھوٹا والعیاذ باللہ ... قاتل انسان نہیں اللہ تعالی قاتل ... ظالم انسان نہیں اللہ تعالی ظالم والعیاذ باللہ ... دھوکہ باز انسان نہیں اللہ ... معاذاللہ ... نقل کفر کفر نباشد۔

عجیب تضاد ہے کہ شب و روز مخلوق کی نفی مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کے یقین کا درس لیکن شب و روز مخلوق میں لت پت ... اپنا تو تجربہ یہ ہے کہ مال کی حرص جتنی ان حضرات میں ہوتی ہے اتنی دیگر لوگوں میں نہیں ہوتی ... یہ میں کوئی مخالفت کے جذبات میں بہہ کر نہیں کہہ رہا آپ اپنے آس پاس دیکھ لیں اور اچھی طرح جانچ پڑتال کرلیں ... مضاربہ سکینڈل میں آپ نے دیکھا کہ شکاری اوپر سے نیچے سارے یا تقریباً سارے " سال لگائے ہوئے علماء " ہی تو تھے ... کوئی کچا پکا مکان ایسا نہ بچا جس میں ان حضرات کا یہ فیض نہ پہنچا ہو۔

اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ... یہ تو آپ کا قول ہے جس کی حیثیت اوپر واضح ہوچکی ... یہ تو آپ کا قول ہے لیکن افسوس کہ عمل کچھ یوں ہے ... سہ روزے سے ہونے کا یقین ... چلے سے ہونے کا یقین ... چار مہینوں سے ہونے کا یقین ... گشتوں سے ہونے کا یقین. .. اجتماعات سے ہونے کا یقین ... جہاد سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین خلافت سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین۔

بحث میں علمی زبان آگئی ... عام مسلمانوں کے لئے کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں:

تبلیغی اپنے بیٹے سے: بیٹا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم جوا کھیلتے ہو شراب پیتے ہو فلمیں دیکھتے ہو

بیٹا: میں کیا کروں ابو میں تو مخلوق ہوں اور مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ... یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے میں کیا کر سکتا ہوں۔

تبلیغی: بیٹا چار مہینے لگاؤ بہت فائدہ ہو گا اور امت کو اس وقت بہت سخت ضرورت ہے

بیٹا: اباجان! لگتا ہے کہ آپ کا ایمان خراب ہو گیا ہے ... دیکھیں چار مہینوں سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ... اور آپ نے چار مہینوں سے میرے فائدے کا اور میرے نکلنے سے امت کی ضرورت کو کسی حد تک پورا ہونے کا یقین کرلیا ... دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے بتایا تھا کہ ہمارا یہ کام بہت اونچا کام ہے جہاد سے بھی بہت اونچا ... جب جہاد کے لئے ہمارا ایمان نہیں بنا تو ظاہر سی بات ہے چار مہینوں کی تو گرد کے لئے بھی ہمارا ایمان نہیں بنا۔

ایک اور مثال

باپ: بیٹا دکان پر کچھ توجہ دو ہمارے مالی حالات بہت خراب ہورہے ہیں

بیٹا: بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ... دکان سے کچھ بھی نہیں ہوتا ... تم اللہ کے ہو جاؤ اللہ تعالی خود تمہاری طرف سے دکان چلائے گا والعیاذ باللہ

امید ہے بات سمجھ میں آ چکی ہو گی

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قسط: 15

یہ طریقہ تبلیغ کشتی نوح ہے

بہت خوب جناب! اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف تم مسلمان باقی سب کافر ... ہیں! ایسا ہی ہے نا ؟ ... یا کم از کم اتنا تو ضرور ہے کہ اس کشتی میں سوار ہوئے بغیر نجات کی کوئی صورت نہیں ... ایسا ہی ہے نا جی ؟ ... اس کے علاوہ تو مذکورہ تشبیہ کے کوئی معنی ہمارے ذہن میں نہیں آتے ... کوئی صاحب کوئی اچھی توجیہ کرسکتے ہیں تو ہم اس کے شاکر ہوں گے ... ہم چشم براہ ہیں۔

ٹھیک ہے جی یہ کشتی نوح ہے ... اگر خاطر مبارک پر بار نہ ہو ، اگر یہ گستاخی نہ ہو تو ایک سوال پوچھ سکتے ہیں ؟ کشتی سے ہونے کا یقین ؟ اچھا ناراض ہو رہے ہیں تو گستاخی معاف ہم اپنا سوال واپس لیتے ہیں۔

اب آتے ہیں بات ان سے کرتے ہیں جو ابھی تک کشتی نوح میں سوار نہیں ہیں ... بولو بھائیو! کیا بنے گا تمہارا ؟ تم کیا سمجھے ہو کہ محض کلمہ پڑھنے چند سال مدرسے میں کچھ کتابیں پڑھنے کچھ بےجان تقریریں کرنے سے تمہاری نجات ہوجائے گی ؟؟ کیا اللہ کی جنت اتنی سستی ہے ؟؟؟ ... ہونہہ ... چھوڑو اللہ کے راستے کو اور خواب دیکھو جنت کے ... ہونہہ! اللہ کی جنت اتنی آسان ہے؟؟؟ سادگی کی بھی کوئی حد ہونی چاہئے ... تم جب تک اللہ کے کام میں نہیں جڑوگے دین کی حقیقت نہیں کھلے گی ... تمہیں علم کا پندار لے ڈوبا ہے ... اور یہ جہاد والے ... ہونہہ !! یہ کیا سمجھے ہیں کہ کیا اللہ کے بندوں کو دعوت دینے کی بجائے مارنے سے وہ جنت میں چلے جائیں گے؟؟ کس دنیا میں رہتے ہو تم...تم تو جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکوگے... نجات چاہئے تو سب کے لئے ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے بسترہ لے کر تبلیغی مرکز چلنا ... یہی سفینہ نوح ہے .. اسی سے دنیوی و اخروی عذابوں سے ہم بچ سکتے ہیں ... یہیں دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

کشتی نوح ... یہ بات صرف عام کارکنوں کی نہیں ... خود مولانا الیاس صاحب کی فرمائی ہوئی ہے ... صرف یہی نہیں بلکہ اب تک کے ذکر کردہ تمام نظریات جماعت کے سند یافتہ مہر بند سکہ بند نظریات ہیں ... ان شاء اللہ آئندہ اقساط میں مولانا الیاس صاحب اور ان کے دیگر اکابر کے غلو اور تحریف کی باحوالہ بحث آنے والی ہے ... جب یہ کشتی نوح ہے تو عام کارکن اس 6 نمبری ترتیب کو چھوڑ کر ہلاکت (علم ... مدارس ... جہاد و قتال ...تردید فرق زائغہ ...تزکیہ و احسان ... رفاہ عامہ کے کاموں) کی طرف کیوں جائیں گے ... کیونکہ ظاہر ہے کشتی نوح کے باہر تو ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

سوچنے کی بات ہے اگر کسی کو ایک ایسا آسان راستہ ہاتھ آئے جس میں جان جانے کا خطرہ ہو نہ کاروبار کے ٹھپ ہونے کا خدشہ ... اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کشتی نوح بھی ہو اور اس راستے میں ایک صبح اور ایک شام دنیا وما فیھا سے بہتر بھی ہو ... اور صرف چار مہینوں میں بلکہ اس سے بھی کم مدت میں بندہ قاتل یا چور قابل نفرین سے امیر صاحب قابل صد آفرین بھی بنے ... تو کوئی پاگل ہی ہوگا جو کہیں اور دیکھے گا ... وہ کیوں علم و مدارس میں دلچسپی لے گا ... وہ کیوں جہاد و قتال کی بات کرے گا۔

اچھا آخر میں ایک بات ... حضرت نوح علیہ السلام نے کفار کو بد دعا دی تھی ... رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا (نوح) .. یہ حضرات کافروں کو بد دعائیں کیوں نہیں دیتے ؟؟؟

دیکھو جی حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی اس کے بعد بد دعا کی۔

اچھا جی ... ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تو بد دعا دی ہے مکی زندگی میں بھی اور مدنی زندگی میں بھی

مکی زندگی میں بددعا :

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَى جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ فَجَاءَ بِهِ فَنَظَرَ حَتَّى سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِي شَيْئًا لَوْ كَانَ لِي مَنَعَةٌ قَالَ فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ قَالَ وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذَلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمَّى اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ يَحْفَظْ قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعَى فِي الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ

(البخارى في الوضوء ... باب إذا ألقي على ظهر المصلى قذر أو جيفة لم تفسد عليه صلاته)

ایک اور ثبوت:

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ أَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ إِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَئُوا عَنْ الْإِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتَّى هَلَكُوا فِيهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ فَجَاءَهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ هَلَكُوا فَادْعُ اللَّهَ فَقَرَأَ (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ) ثُمَّ عَادُوا إِلَى كُفْرِهِمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ) يَوْمَ بَدْرٍ

(البخاري في الاستسقاء .. باب إذا استشفع المشركون بالمسلمين)

مدنی زندگی میں بد دعا کا ثبوت :

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِينَ فَلَمَّا قَدِمُوا قَالَ لَهُمْ خَالِي أَتَقَدَّمُكُمْ فَإِنْ أَمَّنُونِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَّا كُنْتُمْ مِنِّي قَرِيبًا فَتَقَدَّمَ فَأَمَّنُوهُ فَبَيْنَمَا يُحَدِّثُهُمْ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَوْمَئُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَطَعَنَهُ فَأَنْفَذَهُ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثُمَّ مَالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوهُمْ إِلَّا رَجُلًا أَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ قَالَ هَمَّامٌ فَأُرَاهُ آخَرَ مَعَهُ فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ فَكُنَّا نَقْرَأُ أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ فَدَعَا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لَحْيَانَ وَبَنِي عُصَيَّةَ الَّذِينَ عَصَوْا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(البخاري في الجهاد و السير .. باب من ينكب في سبيل الله)

ایک اور ثبوت :

عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ هَبَطَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ ثَمَانُونَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فِي السِّلَاحِ مِنْ قِبَلِ جَبَلِ التَّنْعِيمِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ فَأُخِذُوا وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ) قَالَ يَعْنِي جَبَلَ التَّنْعِيمِ مِنْ مَكَّةَ (مسند احمد من حديث أنس رضي الله عنه)

نیز کتب حدیث میں غزوہ احزاب میں مشرکین کو بددعا...کسری کو خط پھاڑنے پر بددعا بھی موجود ہے

تو کیا خیال ہے؟؟ آپ کشتی نوح والے تو بد دعا تک کے بھی قائل نہیں ... یا بات یہ ہے کہ ہمارے لئے سیرت نبوی میں مثال موجود نہیں ہے ... ہمیں پیچھے جانا پڑے گا بہت پیچھے بنی اسرائیل ... بلکہ ... حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں ؟؟ ہییں! تو کیا ہم ہزار سال کی عمر والے کافروں کو لے آئیں تاکہ تم انہیں ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کرو اور وہ نہ مانیں تو بد دعا کرو ؟؟؟ ویسے یہ امت چودہ سو سال سے دعوت تو دیتی آرہی ہے ... اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ مولانا صاحب سے پہلے کسی نے دعوت نہیں دی تو اتنا عرض کرنے کی اجازت دے دیں کہ ابھی سے کشتی میں کیوں تشریف فرما ہیں ... نہ ساڑھے نو سو سال دعوت اور نہ بد دعا ... لیکن کشتی میں سواری۔

کشتی نوح کیا ہے ؟ قرآن و سنت ... اور جو 6 نمبری جماعت متعدد بدعات میں گرفتار ہو وہ ایسی باتوں کا سوچے بھی نہیں

اللہ تعالی ہمیں حق کی اتباع نصیب فرمائے۔

قسط: 16

مساجد کی آبادی یا قبضہ برائے بربادی

ہم نے تمام مساجد کو نبوی اعمال سے آباد کرنا ہے ... مساجد کو پانچ اعمال سے آباد کرنا ہے

آج کی نشست میں اللہ تعالی کی توفیق سے اس پر بات کرتے ہیں کہ یہ لوگ کس طرح مساجد کی آبادی کے نام پر مساجد پر قبضہ کرتے ہیں ۔

آپ اپنے علاقے کی مساجد پر ذرا نظر دوڑائیں اور سوچیں کہ

کتنی مساجد ایسی ہیں جن کے ائمہ کرام آزاد ہیں وہ پوری آزادی کے ساتھ فضائل اعمال کے علاوہ کسی اور کتاب مثلاً الترغیب و الترہیب للمنذری ، الادب المفرد للبخاری ، ریاض الصالحین للنووي ، معارف الحدیث للنعمانی وغیرہ کا بغیر کسی دباؤ ، جھگڑے اور ناراضگی کے درس دے سکتے ہیں ؟؟؟ ... آپ پورے انصاف اور دیانتداری سے اس پر غور فرمائیں ... ہماری معلومات کے مطابق بہت کم مساجد ایسی ہیں جو آزادی سے سانسیں لے رہی ہیں ... اکثر مساجد کا گلا گھونٹ دیا گیا ہے ... انصاف شرط ہے آپ بھی تحقیق کرلیں ... اور پھر اس پر بھی غور فرمائیں کہ کیا کوئی امام مکمل آزادی کے ساتھ کسی جہادی کتاب مثلاً مشارع الاشواق یا کتاب الجہاد کا درس دے سکتا ہے ؟ ؟؟

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بحالت موجودہ فضائل اعمال کی تعلیم کا کیا حکم ہے ... جہاں تک ہم سمجھتے ہیں فضائل اعمال کی تعلیم بدعت ہے کیونکہ ایک ایسی چیز کو لازم کر دیا گیا ہے جو شرعا لازم نہیں ... بعض تو اس کے ساتھ اور چیزوں کا بھی التزام کرتے ہیں ... مثلاً عصر کے وقت نماز کے بعد فضائل کی تعلیم ، عشاء کے بعد حکایات صحابہ سے ایک واقعہ ... جو اس معاملے کو مزید سخت کر دیتا ہے ... شریعت میں تو آزادی ہے کسی کتاب کی پابندی نہیں کسی وقت کی پابندی نہیں کسی ہیئت کی پابندی نہیں کہ فلاں بیان کو کھڑے ہو کر کرنا ہے اور فلاں کو بیٹھ کر ... شریعت میں آزادی ہے حسب سہولت حسب مصلحت جب اور جس کتاب سے کوئی صاحب علم چاہے تعلیم کر سکتا ہے قائما ہو یا قاعدا اور چاہے تو بغیر کسی کتاب کے بھی کر سکتا ہے۔

آپ بے شک دارالافتاؤں سے تحقیق کروائیں لیکن شرط یہ ہے کہ سوال پورا ہو... یعنی خاص کتاب کی پابندی ... خاص اوقات کا التزام ... کسی دوسری کتاب سے تعلیم کا بہت زیادہ مشکل ہونا حتی کہ بعض جگہوں میں ہنگاموں کا کھڑا ہونا ... فضائل اعمال کے علاوہ کسی کتاب کی تعلیم کا بائیکاٹ کرنا ... برسوں سے فضائل اعمال کی پابندی اور مخصوص طرز تعلیم کی وجہ سے فضائل اعمال کا باعث املال بننا وغیرہ وغیرہ ۔

فضائل اعمال کی تعلیم کی بات چلی ہے تو کچھ مزید بھی سنیں جس سے اس آخری جملے کی تشریح بھی ہو جائے گی کہ " برسوں سے فضائل اعمال کی پابندی اور مخصوص طرز تعلیم کی وجہ سے فضائل اعمال کا باعث املال بننا "

فضائل اعمال کی تعلیم کے سلسلے میں ایک واجب غور بات تو یہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ نے جہاں فضائل میں احادیث ذکر فرمائی ہیں وہاں احادیث سے پہلے آیات ذکر فرمائی ہیں لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ اس قرآنی حصے کی تعلیم سے عموماً اعراض برتا جاتا ہے پتا نہیں کیوں؟؟؟وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا

دوسری بات یہ ہے کہ عموماً ہوتا یہ ہے کہ جب آپ کوئی ایسی کتاب جسے آپ اکثر و بیشتر یا مسلسل مطالعے میں نہیں رکھتے بلکہ کبھی کسی جگہ سے کھول لیتے ہیں اور دونوں صفحوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لیتے ہیں تو وہ جگہ کھلنے کے لئے پکی ہو جاتی ہے آپ جب دوبارہ اس کتاب کو کھولیں گے تو قدرتی طور پر وہی صفحہ کھلے گا ... مثلاً آپ نے ایک دفعہ صفحہ 105 کھول لیا ، ایک دفعہ صفحہ 148 کھول لیا تیسری دفعہ صفحہ 235 کھول لیا تو یہ کتاب بس ان ہی پانچ دس یا پندرہ مخصوص جگہوں سے کھلے گی ... فضائل اعمال بیچاری کا بھی یہی قصہ ہے کہ اسے صرف تعلیم کے وقت کھولتے ہیں یہ عام مطالعے کی کتاب اب تقریباً نہیں رہی ... بس وہی پانچ دس یا زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس جگہوں یعنی صفحوں کی تعلیم ہر وقت چلتی رہتی ہے وہ بھی بس صرف اتنی کہ حدیث کا ترجمہ پڑھ دیا اور پھر کتاب کو اپنے گھٹنوں پر رکھ کر اور کتاب کے دونوں صفحوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر یا کتاب کو بند کر کے بس بھائیو دوستو کہہ کر محدث دوران بن گئے ... ظاہر ہے اس رواج پرستی سے لوگ تنگ آ گئے ہیں .. یہ اب تعلیم نہیں تنفیر ہے تعسیر ہے ... کچھ لوگ بادل نخواستہ بیٹھ جاتے ہیں کہ نہیں بیٹھیں گے تو تبلیغ کے نہ ماننے کا اعتراض ہوگا یا کم از کم بدگمانی تو ہوگی ہی اور پھر یہ کہہ کر اٹھ جاتے ہیں کہ یار کیا اسلام میں بس یہی ایک حدیث ہے نہر میں پانچ دفعہ غسل والی حدیث کل بھی یہی سنی تھی پرسوں بھی یہی اور ترسوں بھی یہی ... اور حقیقت بھی یہی ہوتی ہے کہ بعض دفعہ ایک حدیث کئی دن لگاتار چلتی ہے اور کتاب بس چند ہی جگہوں سے کھلتی ہے ... اب آپ غور کریں ... تیس پاروں ، ہزاروں احادیث ، فقہ اور سیرت کے ذخیرے میں سے ایک فضائل اعمال ... اور ایک فضائل اعمال میں سے چند مخصوص جگہیں اور وہ بھی پیشگی تیاری اور مطالعے کے بغیر اور شیخ الحدیث صاحب کی تشریحات کو چھٹی دے کر ... بس اکثر مساجد پر اس مخصوص

طرز عمل اور چند باتوں کا قبضہ ہے ... بات بہت لمبی ہو گئی بات چل رہی تھی مساجد کی آبادی کے نام پر مساجد پر قبضے سے متعلق ... اسی بات کو آئندہ قسط میں جاری رکھیں گے ان شاء اللہ

نوٹ : یہ جو فضائل اعمال کی تعلیم کا نقشہ کھینچا گیا ہے یہ ان حضرات کے عمومی اور اکثر حالات کے اعتبار سے ہے اور حکم بھی اکثر حالات سے متعلق ہوتا ہے ... اگر کہیں شرعی حدود کے اندر بغیر تقییدات و تخصیصات کے سنجیدہ اور باوقار طریقے سے تعلیم ہوتی ہے تو ہماری یہ بحث اس سے متعلق نہیں ... البتہ اس سے عمومی حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا ... وما توفیقی الا باللہ

اللہ تعالی ہمیں حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

قسط: 17

فضائل اعمال کی تعلیم سے متعلق

بات چل رہی تھی مساجد کی آبادی کے نام پر مساجد پر قبضے سے متعلق...اسی ضمن میں فضائل اعمال کی تعلیم کا ذکر آگیا...اسی بات کو آگے بڑھاتے ہیں ان شاء اللہ ... واللہ ھو الموفق

چھوٹی مساجد میں یہ صورت بہت زیادہ پیش آتی ہے کہ نماز کے تھوڑی دیر بعد ایک صاحب فضائل اعمال لے کر امام کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور "تعلیم " شروع کر دیتا ہے ... اب صورت یوں بنتی ہے کہ پہلی یا دوسری صف میں مسبوقین کے منہ " تعلیم " کرنے والے کی طرف ہوتے ہیں ... شرعا یہ بہت قبیح صورت ہے ... آپ علماء کرام سے پوچھ لیں ... اور افسوس کہ یہ صورت بہت زیادہ پیش آتی ہے ...بعض دفعہ کچھ حضرات نمازی اور "تعلیم " کرنے والے کے درمیان بیٹھ جاتے ہیں جس سے وہ قبیح صورت تو ختم ہو جاتی ہے ... لیکن ... اس میں کوئی شک نہیں کہ نمازی کے نماز کا سکون غارت ہو جاتا ہے ... اگر مسجد میں دو تین صفیں ہوتی ہیں اور نماز کے بعد لوگ " تعلیم " کا حلقہ لگا لیتے ہیں ... تو اکثر و بیشتر یہ صورت پیش آتی ہے کہ لوگ مسبوق کے ارد گرد حلقہ لگا لیتے ہیں اور وہ لوگوں کے درمیان شرمندہ شرمندہ اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے ... یہ ہو رہی ہے دین کی خدمت ... یہ ہو رہی ہے " تعلیم " ... آپ صدق دل سے بتائیں کہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں مساجد میں یہ صورت پیش آتی ہے کہ نہیں ؟ سچ بولنا شرط ہے ... ہماری نظر میں یہ وہ صورت ہے جس کا از خود نوٹس لینا اہل علم پر شرعا ضروری ہوتا ہے ... یعنی گزشتہ قسط میں جو باتیں عرض کی تھیں وہ اور یہ بات جو ابھی چل رہی ہے اس کے مجموعے سے جو صورت بنتی ہے اہل علم کو استفتاء کا انتظار کئے بغیر اس کا از خود نوٹس لینا چاہئے ... ایسے حالات میں اہلِ علم کو اپنا علم ظاہر کرنا چاہئے ورنہ زمین فساد سے بھر جائے گی۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ یہ لوگ ... جمعے کے بیان کو کافی نہیں سمجھتے ... کوئی کتنا ہی بڑا عالم ... کتنا ہی بڑا مفتی شیخ الحدیث بیان کیوں نہ کرلے ... یہ لوگ نماز کے بعد فضائل اعمال کھول کر بیٹھ جاتے ہیں اور ... نہ صرف یہ کہ سنت پڑھنے والوں کے خشوع اور مسجد کے سکون کو غارت کر لیتے ہیں بلکہ ... لوگوں کے ذہن میں یہ بات بھی بٹھا دیتے ہیں کہ ... مولوی صاحب کا بیان کافی نہیں تھا ... ان کے بیان سے مقاصد حل نہیں ہوئے ... یہ چیزیں اسی ذہن سے پھوٹتی ہیں کہ ... فضائل اعمال ضروری ہے ... نیز یہ عمل مزید تھکاوٹ اور دینی حلقوں میں بیٹھنے سے اکتاہٹ کا سبب بنتا ہے۔

یہ تو ہوگئ بات فضائل اعمال کی تعلیم سے متعلق ... بات ہورہی تھی مساجد کی آبادی کے نام سے مساجد پر قبضے کی صبح صبح فجر کی نماز کے بعد چھ نمبر کی کیسٹ چلتی ہے ... یہ ایک خالص بے جان رسم ہوتی ہے ... وہی الفاظ ... وہی انداز ... وہی تعبیرات ... یوں لگتا ہے کہ کل پرسوں ترسوں والی کیسٹ چل رہی ہے ... انتہائی بے جان ، تھکا دینے والا ، سآمہ والا عمل ... یہ چھ نمبری گردان تلاوت قرآن کو غصب کر دیتی ہے ... مسجد میں دباؤ کا ماحول ہوتا ہے کسی کی مجال نہیں ہوتی کہ وہ چھ نمبری گردان کو چھوڑ کر تلاوت کرنے بیٹھ جائے ... اور اگر کوئی تلاوت کرنے بیٹھتا ہے تو اسے "سمجھاتے" ہیں کہ بھائی یہ وقت تلاوت کا نہیں چھ نمبروں کا ہے ... تمہاری یہ تلاوت انفرادی عمل ہے ... اور ہماری یہ چھ نمبری گردان اجتماعی عمل ہے ... انفرادی عمل کی مثال قطرے اور اجتماعی عمل کی مثال سمندر کی ہے ... مان گیا تو ٹھیک ورنہ تبلیغ کا مخالف ... حالانکہ یہ نرا دھوکہ ہے اور کچھ بھی نہیں ... معمول کی تلاوت ان کی اس چھ نمبری ترتیب میں شرکت سے ہزار درجے بہتر ہے ... تلاوت کیا معمول کے نوافل ، معمول کا ذکر حتی کہ معمول کا مطالعہ بھی ان کے عمل میں شرکت سے بہتر ہے۔

اب یہاں یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ اجتماعی عمل کیا ہوتا ہے... نماز باجماعت ایک اجتماعی عمل ہے ... مقتدی پر امام کی اقتدا لازم ہوتی ہے... امام جب تک قیام میں رہے گا اسے کھڑا رہنا پڑے گا ... جب امام رکوع میں جائے گا اسے بھی جانا پڑے گا ... مقتدی کی اپنی مرضی ختم ہو جاتی ہے ... یہ عمل اجتماعی اس لئے ہے کہ شریعت نے اسے اجتماعی بنایا ہے ... اب انفرادی نماز سے باجماعت نماز بلاشبہ بہتر ہے ... لیکن قطرے اور سمندر کی طرح نہیں بلکہ ایک اور پچیس یا ایک اور ستائیس کی طرح ... اس کے علاوہ اجتماعی عمل وہ ہوتا ہے جو خلافت کے انتظام کے تحت خلیفہ کے حکم سے امت کے مفاد میں ہوتا ہے ... جہاد بھی شرعا ایک اجتماعی عمل ہے ... یہاں " شرعا " کو ذہن میں رکھیں ... یعنی یہ زید عمرو بکر کا بنایا ہوا اجتماعی عمل نہیں بلکہ ... شریعت کی طرف سے مقرر کردہ اجتماعی عمل ہے ... اس نکتے کو اچھی طرح ذہن میں رکھیں کہ ... اجتماعی عمل وہ ہے جس کی اجتماعیت شریعت کی طرف سے سند یافتہ ہو ... ورنہ آج کل بہت سے دکانداروں نے اجتماعیت کے نام سے اپنی اپنی دکانیں کھولی ہیں ... ہر کسی کی اپنی اجتماعیت ... اللہ تعالی اس امت کے حال پر رحم فرمائے .... آمین

اگر کوئی آپ کو بہت تنگ کرے اور بات نہ سمجھے تو آپ ان سے کہہ دیں کہ بھائی آپ تو دس بارہ آدمی ہیں فلاں جگہ جو مدرسہ یا جلسہ ہے اس میں کئی سو آدمی ہیں آپ کا عمل قطرہ ان کا سمندر ... آپ اس مدرسے یا جلسے میں چلے جائیں۔ صبح چھ نمبر، عصر کو "تعلیم " ، رات کو واقعہ ... اب اگر امام صاحب اپنے مقتدیوں کو کچھ سکھانا چاہے تو وہ کیا کرے ؟ اسے خدشہ ہوتا ہے کہ اگر چوتھے وقت کو بھی مصروف کر دیا گیا تو کہیں مقتدی مسجد میں آنا ہی نہ چھوڑ دیں ... بعض دفعہ مسجد میں جماعت آ جاتی ہے جس کی وجہ سے باقی دو اوقات بھی مصروف ... ہفتے میں کم از کم ایک دن ان کی گشت ہوتی ہے جس

کی وجہ سے اس دن مغرب کا وقت بھی مصروف ہو جاتا ہے ... امام صاحب بے چارہ یہ سب کچھ دیکھتا رہتا ہے ... مجبوری اور بے بسی کی تصویر بنا وقت گزارتا رہتا ہے اور بس

اس طرح مساجد کی آبادی کے نام سے مساجد پر قبضہ کیا ہوا ہے انہوں نے اسی بات کو اگلی قسط میں چلائیں گے ان شاء اللہ

قسط: 18

آیئے دیکھتے ہیں کہ

مسجد نبوی کے اعمال کیا ہیں؟مسجد نبوی کا ماحول کیا ہے اور وہ قطرے و سمندر کے فلسفے سے کتنی مطابقت رکھتا ہے۔

احادیث و آثار پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ... مسجد نبوی میں نماز باجماعت کے علاوہ بھی اعمال ہوتے تھے... مسجد نبوی میں سب سے بڑا کام تعلیم و تعلم کا تھا ... صفہ ... اصحاب صفہ ... اصحاب صفہ کے دو بڑے کام تھے ... جہاد اور تعلیم و تعلم ... بڑا دھوکہ دیتے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ... اصحاب صفہ کا ایک ہی کام تھا پڑھنا پڑھانا اور بس ... اس سلسلے میں آپ جتنی کتابیں دیکھ سکتے ہیں دیکھ لیں ... تمام علماء نے ان کے دو کام بتائے ہیں ... جہاد اور پڑھنا پڑھانا ... کام تو اور بھی کرتے تھے لیکن ان دو کیلئے خود کو وقف کیا ہوا تھا۔

مسجد نبوی دارالافتاء کا بھی کام کرتی تھی ... جیسا کہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں ... مسجد نبوی دارالقضاء بھی تھی ... رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین نے بہت سے معاملات مسجد ہی میں نمٹائے ... مسجد نبوی میں بعض دفعہ نیزہ بازی بھی ہوئی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مشہور حدیث ہے کہ ... انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اوٹ میں کھڑے ہو کر حبشہ کی نیزہ بازی دیکھی ... مسجد نبوی میں بعض وفود کا استقبال بھی ہوا ہے ... البتہ یہاں یہ عرض ہے کہ ... اس حدیث کو بنیاد بنا کر مسجد کو استقبالیہ یا مہمان خانہ نہ بنایا جائے ... مسجد کا تقدس اور وقار مجروح نہ ہوں تو آج بھی مہمانوں کا استقبال مسجد میں کیا جاسکتا ہے۔

مسجد نبوی میں کافر قیدیوں کو بھی باندھا گیا تھا ... مسجد نبوی میں وعظ بھی ہوتا تھا ... لیکن ... اہل علم کا وعظ ... مسجد نبوی میں کسی جاہل کا وعظ ثابت نہیں ... ہاں جاہلوں کے وعظ پر نکیر کی گئی ہے ... روکا گیا ہے ... حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا نے جاہلوں کو اٹھوایا ہے۔

سمندر اور قطرے کی مثال اور مسجد نبوی کا ماحول

احادیث و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ ... مسجد نبوی میں آزادی تھی ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اور بعد میں بھی۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ... مسجد نبوی میں دو حلقے تھے ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب خیر پر ہیں ... آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم کے حلقے میں ان کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے بیٹھے اور فرمایا : انما بعثت معلما ... یہاں ملاحظہ فرمائیں آزادی تھی ... کسی کو سمندر اور قطرے کے فلسفے کے تحت کسی حلقے میں بیٹھنے پر مجبور کرنے کا دستور نہیں تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بازار والوں سے فرمایا: تم یہاں ہو مسجد میں میراث نبوی کی تقسیم ہورہی ہے... لوگ گئے واپس آئے اور کہا: وہاں تو کوئی چیز تقسیم نہیں ہو رہی تھی ... آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہاں آپ نے کچھ بھی نہ دیکھا ...کہا:کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھےکچھ تلاوت کر رہے تھےاورکچھ حلال اورحرام کا مذاکرہ کر رہے تھے...فرمایا :یہی(حلال و حرام کا مذاکرہ) تو میراث نبوی ہے ... مجمع الزوائد کتاب العلم حدیث حسن ۔

اس حدیث میں آپ ملاحظہ فرمائیں : انفرادی نوافل پڑھنے والوں اور انفرادی تلاوت کرنے والوں کو اہل علم نے اپنے حلقے میں بیٹھنے پر مجبور نہیں کیا کہ تمہارا عمل انفرادی ہے قطرہ ہے اور ہمارا عمل اجتماعی ہے سمندر ہے ... یہ تھا مسجد نبوی کا ماحول ... آزادی ... کسی کے مشاغل میں دخل نہ دینا۔

مسجد میں سونے اور کھانے پینے کا کیا حکم ہے ؟؟؟

بلا ضرورت مسجد میں یہ چیزیں جائز نہیں...لیکن افسوس کہ یہ حضرات بلا ضرورت بھی مسجد میں سوتے ہیں کہ ... بڑے فرماتے ہیں کہ ...مسجد میں فرشتوں کا ماحول ہوتا ہے ... جب یہ جماعتوں میں جاتے ہیں تو یہی کرتے ہیں ... مسجد کے قریب حجرہ ہے ... وہاں کھانے پینے اور سونے کا انتظام ہوسکتا ہے ... لیکن ... مسجد میں فرشتوں کا ماحول ہوتا ہے ... مسجد میں جب دس بارہ آدمی رہتے ہیں تو غیبت تو تھوڑی بہت ہو ہی جاتی ہے۔

ایک دفعہ بندے نے مسجد کے وسط میں ان کے دسترخوان پر کچی پیاز دیکھی .... عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاز کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہے ... اور آپ ... مسجد کے اندر ... پیاز تناول فرماتے ہیں ... اس پر ان کے ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ چونکہ آپ کا وقت نہیں لگا اس لئے آپ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔

فضائل اعمال کو مدارس کے نصاب پر قیاس نہ کیا جائے

بعض " حضرات و خواتین " کو ہماری اس بات پر اعتراض ہے کہ ... ہم نے فضائل اعمال کی "تعلیم" کو بدعت قرار دیا ... ان کا خیال ہے کہ جس طرح مدارس کے نصاب میں کتابیں مقرر ہوتی ہیں ... اس طرح یہ بھی ایک نصاب ہے اس میں فضائل اعمال مقرر ہے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ فضائل اعمال کو مدارس کے نصاب پر قیاس نہ کیا جائے ... زمین و آسمان کا فرق ہے ... مدارس کا نصاب درجہ بدرجہ سال بہ سال بدلتا رہتا ہے فضائل اعمال ناقابل تغیر ہے۔

مدارس میں مخصوص طبقہ آتا ہے جن کو فنون کی تعلیم دینا اوران کو ایک مخصوص استعداد کا حامل بنانا ہوتا ہے ... جبکہ مساجد میں عام مسلمان آتے ہیں جن کو فنون کی تعلیم نہیں دی جاتی بلکہ ان کو وعظ و نصیحت اور ترغیب و ترھیب کے ذریعے دین دار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے ... فضائل اعمال بھی وعظ ہی ہے اگرچہ اسے تعلیم کہتے ہیں لیکن نام کے بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔

نصاب دیگر کتابوں تک پہنچنے کا ذریعہ ہوتا ہے جبکہ فضائل اعمال دیگر کتابوں سے مانع بن رہی ہے ... لیکن اگر آپ کا اصرار ہے کہ فضائل اعمال ایک نصاب ہی ہے تو عرض ہے کہ ... مسجد پر کسی ایک نصاب کو مسلط نہ کیا جائے ... مسجد میں تمام مسلمان آتے ہیں ان پر کسی خاص جماعت کا نصاب مسلط نہ کیا جائے ... خاص طور پر کوئی ایسا نصاب جو عقائد و فقہ سے خالی ہو ... خلاصہ یہ کہ ... مسجد و مدرسے میں فرق ... وعظ و تعلیم میں فرق ... نصاب کا دیگر علوم کے لئے خادم و معاون ہونے اور مانع ہونے میں فرق ... مساجد کی آزادی کو سلب کرنے اور نہ کرنے کا فرق

مدارس کے نصاب میں تو فرق ہوتا ہے... کہیں کنز کہیں الاختیار... کہیں مختصر القدوری ، کہیں التسہیل الضروری... کہیں کافیہ ،تو کہیں شرحِ ابن عقیل ... کہیں ارشاد الصرف تو کہیں کوئی اور کتاب ... کہیں نحومیر، کہیں علم النحو اور کہیں النحو الواضح ۔

نصاب ایک مخصوص وقت تک کے لئے ہوتا ہے زندگی بھر کے لئے نہیں ہوتا ... فضائل اعمال پوری زندگی ... مدارس کا نصاب مساجد کی آزادی کو غصب نہیں کرتا جبکہ ان لوگوں نے اپنے نصاب کے ذریعے مساجد کی آزادی کو چھین لیا ہے۔

اللہ تعالی ہمیں حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

قسط: 19

منبر پر کیسے لوگ آتے ہیں ؟؟؟

پہلے اس سوال پر کچھ قسطوں کے بعد لکھنے کا ارادہ تھا .. لیکن بوجوہ اسے آگے کر دیا .. اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اسے نافع بنائے .. آمین

منبر پر کیسے لوگ آتے ہیں ؟ ... آپ اپنے قریبی تبلیغی مرکز پر نظر دوڑائیں ... ان کے تمام سنٹرز ایک جیسے ہوتے ہیں ... آپ کو نظر آئے گا کہ ... منبر پر بس چند ہی لوگ آتے ہیں جو انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں ... پندرہ بیس مخصوص لوگ یا کچھ کم و بیش ... پھر آپ ان میں دیکھیں کہ علماء کتنے ہیں ...آپ کو حیرانی ہوگی کہ ان میں دو تین ہی علماء ہوتے ہیں اور بس ...وہ بھی اکثر و بیشتر مولوی نما جاہل ہوتے ہیں ...جو تبلیغی افکار و نظریات کو پی چکے ہوتے ہیں ...جن کی رگ رگ میں جہالت دوڑتی ہے ...مولوی ہونے کے لئے دستار کافی ہوتی ہے ... اور اندرونی و بیرونی سفر ، "قربانیاں " تو حضرات کو پندرہ چاند لگا دیتے ہیں ... وہ بزرگ بن جاتے ہیں ... یہ چند نام کے مولوی اور باقی .... منبر نشین حضرات ... کوئی ڈاکٹر صاحب .. کوئی انجنیئر صاحب ... کوئی کرنل صاحب ... کوئی بریگیڈیئر صاحب ... یہ کرتے ہیں امت کی دینی رہنمائی ... اور عام تبلیغی حضرات کی زبانوں پر ہوتا ہے ... بریگیڈیئر صاحب نے فرمایا ... کرنل صاحب نے فرمایا ... ڈاکٹر صاحب نے فرمایا اور ماسٹر صاحب نے فرمایا ... اور ان کے فرمودات عالیہ علماء کرام کے فرامین سے بڑھ کر ہوتے ہیں ... کیونکہ ان کے بزرگوں میں جو کڑھن پائی جاتی ہے اور دین کے مٹنے کا جو غم ان کے سینوں میں پایا جاتا ہے وہ مدارس کے پڑھے ہوئے علماء میں کہاں پایا جاتا ہے ؟؟؟

اب آپ غور کریں کہ آپ کے علاقے میں کتنے علماء ہیں... ان کو کیوں نہیں بلایا جاتا ؟؟؟ ... وہ علماء جنہوں نے سال نہ لگایا ہو ... وہ ان کے منبر پر آ جائیں ؟؟؟... یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟؟؟ یہ اگر عقلاً ناممکن نہیں تو عملاً اسے ناممکن بنا دیا گیا ہے ... کیوں ؟؟؟ ... بھائی یہ ایک ترتیب ہے ... ان کو ہماری ترتیب معلوم نہیں ... جی ہاں !! ... یہ ایک ایسی مقدس "ترتیب " ہے جو علماء کرام سے زیادہ معزز ہے ... افسوس ان مدارس پر ہے جو اپنے منبروں پر ان سے تقریریں کرواتے ہیں ... کبھی انہوں نے بھی تمہیں اس قابل سمجھا یا بس تم ہی یکطرفہ وصل لیلیٰ میں ہلکان ہو رہے ہو ؟؟؟ .. یاد رکھو وہ تمہیں تو کیا تمہارے شیخ الحدیثوں کو بھی کوئی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ... بس ان کی "اپنی ترتیب " جو ہے۔

چلو وہ علماء کرام تو ان کے سٹیج پر نہیں آ سکتے جنہوں نے سال نہیں لگایا ... سوال یہ ہے کہ ... وہ علماء کیوں نہیں آسکتے جنہوں نے سال لگایا ہے ؟؟؟ ... آپ کو جگاتا چلوں کہ حلقے میں سو دو سو بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ سال لگائے ہوئے علماء ہوتے ہیں ... لیکن سٹیج پر جاہلوں کی حکومت ہوتی ہے ... کرنل بریگیڈیئر صاحبان وغیرہ قابض ہوتے ہیں ... ایسا کیوں ؟؟؟ ... یہ وہ نکتہ ہے جس پر غور کرنے کی ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں ... افسوس یہ ہے کہ معاملہ یہاں نہیں رکتا ... بلکہ یہ حضرات بعض دفعہ علماء کے مجمع میں خصوصی بیان بھی کرتے ہیں ... منبر پر تشریف فرما ہیں ڈاکٹر صاحب ... بریگیڈیئر صاحب اور نیچے علماء ... صد حیف اس قبیح منظر پر ... اس کی شناعت کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس قلم نہیں ہے ... ابھی چند دن پہلے ہی رائیونڈ شریف کے مرکز میں ڈاکٹر روح اللہ صاحب کوئٹہ والے نے علماء کے مجمع میں بیان کیا ... اور نہ صرف بیان کیا ... بلکہ علماء کو خوب سنائیں ... اور ان کی خوب گوشمالی کی ... یا رب! اس امت کے حال پر رحم فرما۔

خیر! میں آپ کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا تھا کہ آپ نے اپنے علاقے میں ایسے علماء بہت دیکھے ہوں گے جو نہ صرف سال لگائے ہوئے ہیں بلکہ ان کی ترتیب کے مطابق چلتے بھی ہیں لیکن آپ نے بلکہ کسی نے بھی ان کو ان کے منبر پر بیان کرتے نہیں دیکھا ہوگا ... ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ... ان میں جہاد کے "جراثیم " پوری طرح مر نہیں چکے ہوتے ... یا ان میں عبادات سے آگے نظام کے بارے میں سوچنے کی "بیماری " ہوتی ہے ... بہرحال کوئی نہ کوئی "بیماری " ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ قابل منبر نہیں ہوتے ... خود میں ایسے کئی علماء کو جانتا ہوں جنہوں نے نہ صرف سال لگایا ہے بلکہ اندرون و بیرون ملک کے کئی سفر بھی ہو چکے ہیں ... لیکن میں نے ان کو منبر پر بیان کرتے نہیں دیکھا بلکہ کسی نے بھی نہیں دیکھا ... غور کیا تو ان حضرات میں کئی بیماریاں نکل آئیں ... کسی میں تھوڑے بہت جہاد کے جراثیم ہیں صرف درست ماننے کی حد تک ... کسی کو نظام کے بارے میں سوچنے کا مرتکب پایا ...اور کسی میں درس و تدریس کو اہمیت دینے کی بیماری نکل آئی۔

ہوتا یہ ہے کہ جب یہ جماعت میں چل رہے ہوتے ہیں تو "نصرت" کے نام پر رائیونڈ سے ایک تفتیشی ٹیم آتی ہے جس کا مقصد بظاہر یہ بتایا جاتا ہے کہ جماعت میں جوڑ پیدا کرنا لیکن اس امکان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ یہ ایک خفیہ مانیٹرنگ ہوتی ہے جو ذہنوں کو پڑھتی ہے ... یہ لوگ دو تین دن بعض دفعہ کچھ کم یا زیادہ عرصہ گزار کر اوپر رپورٹ دیتے ہیں ...جس کی رپورٹ "اوکے" ہوتی ہے وہی ترقی پا سکتا ہے ... منبر پر آ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ ... واضح رہے کہ وہ بہت ہی کم لوگوں کو اوکے کرتے ہیں سینکڑوں میں کوئی ایک۔

اب سوال یہ ہے کہ کس کی رپورٹ اوکے ہوتی ہے ...اس سوال کے جواب میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ جو غیر اعلانیہ قادیانیت کو قبول کر چکے ہوتے ہیں ان کو " فکر مند" قرار دیا جاتا ہے ... اور ان کی رپورٹ اوکے ہوتی ہے ... اکثر عرب مجاہدین اسی خیال کے حامل ہوتے ہیں ... ان کا کہنا ہے کہ ... قادیانیت اور اس تحریک میں بہت گہری مشابہت ہے ...

دونوں کی پیدائش انگریز کے دور میں ہندوستان میں ہوئی ... پھر دونوں نے پاکستان کا رخ کیا ... چناب نگر اور رائیونڈ ... دونوں جہاد کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں ... دونوں کو اسرائیل سمیت دنیا بھر میں کام کرنے کی کھلی آزادی ہے ... دونوں موجودہ حالات کا ذمہ دار مسلمانوں کو قرار دیتے ہیں ... وغیرہ وغیرہ

دوسرا خیال یہ ہے کہ ان لوگوں کو منتخب کیا جاتا ہے جن کا پختہ خیال یہ بن چکا ہوتا ہے کہ اس دور میں جہاد نہیں ہے... اور ملک و مال (حتی کہ خلافت بھی) ہمارے مسائل کا حل نہیں ... ملک و مال سے کچھ نہیں ہوتا ... ہم اللہ سے اپنے تعلق کو درست کر لیں گے (کچھ عبادات کی حد تک) تو اللہ ہمارے مسائل خود بخود درست کر لے گا ... ہمارا رجحان بھی اسی طرف ہے کہ انہی نظریات کے حامل افراد کو منتخب کیا جاتا ہے ... لیکن یہ کام بہت ہوشیاری اور زیرکی کے ساتھ کیا جاتا ہے ... اگر کسی کے ذہن کے کسی گوشے میں جہادی جراثیم پائے جاتے ہوں ... یا وہ الیاسی ترتیب کے علاوہ بھی کسی ترتیب کو اہمیت دینے کے "گناہ میں ملوث" پایا جاتا ہو تو وہ اوکے قرار نہیں پاتا ... واللہ اعلم

یہاں ایک بات ذہن میں رہے کہ یہاں جو بحث ہوئی ہے وہ منبر سے متعلق ہوئی ہے ... جہاں سے مسلمانوں کو دینی رہنمائی ملتی ہے ... جو خالص علماء کرام کا کام ہے ... دینی رہنمائی اور منبر کے علاوہ کسی انتظامی معاملے میں کسی غیر عالم کو ذمے دار مقرر کرنے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ... جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی بعض جنگی اور دیگر امور میں غیر علماء کو ذمہ داریاں دی ہیں ... لیکن وہ بھی اس زمانے کے لحاظ سے غیر علماء تھے ورنہ تو دین کی ٹھیک ٹھاک سمجھ رکھتے تھے تقوی و طہارت سے آراستہ تھے ... لہذا یہاں کے معاملے کو وہاں پر قیاس نہ کیا جائے ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی رہنمائی کا کام یا تو خود کیا ہے یا علماء صحابہ کو سونپا ہے ... اور غیر علمی کاموں میں بھی اگر کسی کو کوئی ذمے داری دی ہے تو اس میں اس چیز کی مہارت کے ساتھ ساتھ ضروری دینی علم اور تقویٰ کو بھی مد نظر رکھا ہے ... منبر اور دینی رہنمائی کا کام عہد رسالت عہد صحابہ و تابعین میں کسی جاہل اور نااہل کے سپرد نہیں کیا گیا ... اور شاید یہ کام ہمارے ان کرم فرماوں سے پہلے کسی نے بھی نہیں کیا ... اور پھر جب یہ جاہل اور نااہل ان منبروں پر آتے ہیں تو کیا کیا گل پاشیاں کرتے ہیں .. اس کے لئے تو بلا مبالغہ دفتر کے دفتر ناکافی ہیں ... وائے رے علماء امت ... کیا کیا خاموشیاں ہیں اور کیا کیا برداشت ... **اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ ... بخاری**

یہاں منبر کی بات ہوئی ہے ... اس کے علاوہ ایک اور بحث ہے کہ ... کیا کوئی جاہل وعظ و تبلیغ کر سکتا ہے ... اس کے لئے آئندہ کسی قسط کا انتظار فرمائیں

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

قسط: 20

نمازوں کا ضیاع

امت کے درد ، امت کے جوڑ کی فکر میں یہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے ناطہ توڑ دیتے ہیں ... بدعات و منکرات میں شرکت کر لیتے ہیں... کتمان حق کر لیتے ہیں ... بعض دفعہ معاون معاصی بھی بن جاتے ہیں...اور بھی بہت کچھ کر لیتے ہیں... لیکن آج نمازوں کے ضیاع کے بارے میں بات کرتے ہیں وباللہ التوفیق

ان حضرات کی جب کسی بریلوی محلے میں تشکیل ہو جاتی ہے تو ...امت کی فکر میں ...امت کے درد و غم میں ... امت میں جوڑ پیدا کرنے کے لئے ... دھڑا دھڑ بریلویوں کے پیچھے نمازیں پڑھنے لگ جاتے ہیں ... بلکہ یوں کہئے : نمازیں ضائع کرنے لگ جاتے ہیں ...اور اس پر خوش ہو کر کہتے ہیں ...الحمدللہ چالیس دن تکبیر اولی سے نمازیں پڑھی ہیں ... اور ان نمازوں کی قضاء بھی نہیں پڑھتے ...موجودہ بریلویوں کے کیا کیا عقائد ہیں یہ آج کے دور میں کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ... بدعات میں سرتاپا لتھڑے ہوئے ... متعدد شرکیہ عقائد کے حامل ...علماء حق سے بغض رکھنے والے۔

اپنے دین کے معاملے میں کوئی بھی محتاط مسلمان ان کے پیچھے اپنی نمازیں ضائع نہیں کر سکتا اور نہ ہی دوسروں کو اس کا فتویٰ دے سکتا ہے ... صرف یہی نہیں بلکہ یہ اور بھی متعدد گمراہ لوگوں کے پیچھے بےدھڑک اپنی نمازیں ضائع کرتے رہتے ہیں۔

نمازوں کے ضیاع کے سلسلے میں اس اعلان سے اغماض نہیں کیا جاسکتا کہ " نمازیوں کا خیال کرتے ہوئے قریب قریب تشریف لائیں ... یہ اعلان کرتے ہوئے وہ خود نمازیوں کے سکون کو غارت کر دیتے ہیں ... یعنی یہ اعلان کرتے ہوئے وہ خود نمازیوں کا خیال نہیں رکھ رہا ہوتا ... اور پھر دوران نماز " تعلیم" یا بیان شروع کر کے تو بیچارے مسبوقین کی نمازوں پر تباہی مسلط کر دیتے ہیں ... اکثر و بیشتر یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ " تعلیم " کے لئے زیادہ لوگوں کو گھیرنے کے لئے یہ جلدی جلدی دو چار ٹونگیں مار کر فضائل اعمال ہاتھ میں لے کر بولنا شروع ہو جاتے ہیں ... ایسا وہ اس لئے کرتے ہیں تاکہ جلدی نماز پڑھنے والے باہر نہ نکل سکیں ... بعض حضرات تو سنتوں کو اسی حرص میں موخر کر دیتے ہیں حالانکہ ہمارے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس پر بہت زور دیا ہے کہ سنتیں فرضوں کے متصل بعد پڑھی جائیں ... اوراد و اذکار سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد

پڑھے جائیں ...اجتماع میں بھی ایسی صورتیں پیش آجاتی ہیں کہ صفوں میں اتصال نہیں ہوتا لیکن اول تو کوئی اس کی پرواہ نہیں کرتا اور جو کرتے ہیں تو وہ یہ سمجھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کہیں نہ کہیں ہوگا اتصال ... حالانکہ ایسی صفیں بھی پائی جاتی ہیں جن کا کہیں بھی اتصال نظر نہیں آتا۔

تشکیلوں میں مسائل سے ناواقفیت کی وجہ سے بھی بہت سی نمازیں تباہ کر دیتے ہیں ... قصر و اتمام کے مسائل ... تیمم و وضوء کے مسائل وغیرہ وغیرہ

بعض محلوں کے جاہل امام وقت سے پہلے نماز کھڑی کر دیتے ہیں لیکن یہ جوڑ کی فکر وقت سے پہلے بھی نمازیں پڑھنے ہیں ۔

ان تمام صورتوں میں بدعتیوں کے پیچھے نمازیں پڑھنے کی صورت بہت زیادہ سنگین ہے ... اور پیش بھی بہت زیادہ آتی ہے ... نمازیں تو نمازیں ضائع ہو جاتی ہیں ... دلوں سے بدعات کی نفرت بھی نکل جاتی ہے اور اس کی جگہ ان علماء کی نفرت بیٹھ جاتی ہے جو ان بدعات پر نکیر کرتے ہیں ... اور یہ بدعتیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی صورت اس جماعت میں وقت لگانے والے اکثر لوگوں کو پیش آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

قسط: 21

تبلیغی جماعت کا پھاٹک نہیں ... حصہ اول

اکیلے یہی ایک ایسا مرض ہے کہ اگر اس کی خرابیوں پر تفصیل سے لکھا جائے تو اچھی خاصی کتاب بن سکتی ہے مگر ہم اپنی اس مجلس کے موافق بات کو مختصر کر کے سمجھانے کی کوشش کریں گے ان شاء اللہ ... وما توفیقی الا باللہ

جماعت کا کوئی پھاٹک نہیں ... جو جب چاہے آئے اور جو چاہے پھیلائے ... کوئی روک ٹوک نہیں ... یہ جاہلوں کا چلتا پھرتا مدرسہ ہے ... یہاں من گھڑت احادیث ، خودساختہ مسائل ، اور رنگ برنگ نظریات بغیر کسی رکاوٹ کے پھیلانے کی سہولت موجود ہے ... اگر کوئی تھوڑا سا اداکار ہو تھوڑے بہت آنسوؤں بہانے اور عبادت دکھانے کا گر جانتا ہو تو پھر وہ اس جنگل کا بادشاہ شیر ہے جس کو جب چاہے شکار کرے ... وہ جس جماعت میں چل رہا ہے اس میں اپنا زہر خوب پھیلائے .... اور پھر وہ باتیں آگے خود پھیلتی چلی جائیں گی ... کیونکہ اس جماعت میں باتوں کو پر لگ جاتے ہیں ... جماعت کے یہی لوگ اور جماعتوں میں تشکیلیں کریں گے اور پھر اور پھر ... یوں یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

یوں تو یہ جماعت قادیانیوں شیعوں بریلویوں منکرین حدیث حتی کہ یہود و نصاریٰ تک کے لئے ایک تر نوالہ ، بہترین تجربہ گاہ اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑوں سے بھرا جنگل ہے جس میں وہ اپنے ماہر بندے بھیج کر باآسانی تمام ہر قسم کا فساد مچا سکتے ہیں لیکن ... اگر کوئی فساد پھیلانے کی نیت لے کر نہ بھی آئے تب بھی اس میں فساد خود بخود آتا ہے ... کیونکہ جماعت کا طریقہ اور ساخت ہی کچھ ایسی ہے ... دیکھیں ایک شخص چالیس سال پچاس سال کی گناہوں والی زندگی سے تائب ہو کر تبلیغی جماعت میں نکلتا ہے تو اس کا یہ مطلب تو کوئی بھی عقل مند نہیں لے سکتا کہ اس کا سب کچھ درست ہو گیا ... نہیں بھائی ! توبہ سے صرف گناہوں کی معافی ہوتی ہے ... توبہ سے کسی کے نظریات خود بخود درست نہیں ہو سکتے بلکہ اسے سکھانا پڑتا ہے نظریات کو درست کرنا پڑتا ہے ... توبہ سے کسی کے وہ غلط مسائل بھی درست نہیں ہوتے جو اس نے بچپن سے مختلف مقامات پر سنے ہیں اور اس کے دل و دماغ میں رچ بس گئے ہیں ... مقصد یہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی قابل قدر تو بن جاتا ہے قابل تقلید قابل بیان اور قابل مذاکرہ نہیں ... یہاں یہ عجیب ماحول ہے کہ بیس پچیس سال کا ڈاکو تبلیغی جماعت میں جاتا ہے دو تین مہینوں بعد کسی جماعت کا امیر بن جاتا ہے .. جماعت چلاتا ہے .. بیان کرتا ہے .. مذاکرے کراتا ہے .. لوگوں کو دین سکھاتا ہے .. لیجئے جناب تبلیغی پیکیج .. اتنا تیز تو چائنا بھی نہیں مارکیٹ میں اپنی مصنوعات لانے میں ... کوئی دوسرا شخص بریلویت یا کسی

اور بدعت سے تائب ہو کر آتا ہے اور کچھ ہی عرصے بعد وہ امیر بن جاتا ہے ... اور پھر وہ پورے اخلاص کے ساتھ من گھڑت قصے کہانیوں کو درست سمجھ کر سناتا پھیلاتا ہے ... اس طرح کے ہزاروں شگوفے آئے روز کھلتے رہتے ہیں اور اس چمن کی اس مہک میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

آپ تبلیغی حضرات کو اس غلطی کی طرف متوجہ کریں تو دفع الوقتی جواب دے دیتے ہیں کہ نہیں جی! چھ نمبروں سے باہر بولنے کی اجازت نہیں ہے سختی سے منع کرتے ہیں .. یہی دفع الوقتی جواب روز اول سے ان کا وطیرہ ہے اور ہمیشہ ہر جگہ ہر اعتراض کے جواب میں وہ دفع الوقتی ہتھکنڈے کو استعمال کرتے ہیں جس کا حقیقت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا ... حضرت تھانوی صاحب رحمہ اللہ نے اعتراض کیا تھا بلکہ فتنہ ہونے کا خدشہ ظاہر کیا تھا کہ جاہل لوگ کیونکر تبلیغ کر سکیں گے ... تو انہیں بتایا گیا کہ حضرت چند مخصوص باتیں ان کو سکھا دی جاتی ہیں ان ہی باتوں کے کہنے کی پابندی کروائی جاتی ہے ... آج بھی یہی کہتے ہیں کہ چھ نمبروں کے اندر بیان کرتے ہیں ... جواب یہ ہے کہ بھائی چھ نمبروں کے اندر تو وہ خوب کھل جاتے ہیں پہلے نمبر میں بعض حضرات ایمانیات کا پورا ایک باب کھول دیتے ہیں دوسرے نمبر میں نماز کے رموز و اسرار کے بیان میں صاحب حجتہ اللہ البالغہ کو مات دے دیتے ہیں ... اور پھر جاتے جاتے جب وہ چھٹے نمبر پر پہنچتے ہیں تو پھر علوم و معارف و حقائق کے وہ دریا بہتے ہیں کہ ابن الہمام اور رازی و غزالی انگشت بدنداں کھڑے رہ جاتے ہیں ... یہ ساری کارروائیاں وہ چھ نمبروں کے اندر ہی تو کرتے ہیں ... چھ کیا دو نمبروں میں بھی پابند کروگے تو بھی یہی کارنامے انجام پاتے رہیں گے .. اس جماعت کی ساخت ہی کچھ ایسی ہے۔

برائے نام پابندی بھی بیانات کی حد تک ہے

جماعت کے اندر جو مذاکرے ہوتے ہیں یا احباب آپس میں جو دینی گفتگو کرتے ہیں .. یا حبیبات (مستورات کی جماعتیں) کی آپس میں جو دینی گفتگو ہوتی ہے وہاں تو چھ نمبروں کی پابندی بھی نہیں ہوتی ... وہ تو عام گفتگو ہوتی ہے ... وہاں تو برائے نام پابندی بھی نہیں ہوتی۔

اللہ تعالی ہمیں ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے ہمیں دنیا و آخرت کی خوشی نصیب فرمائے آمین

قسط: 22

تبلیغی جماعت کا پھاٹک نہیں ... حصہ دوم

لے دے کر جو ایک آدھ مولوی جماعت میں ہوتا ہے اول تو وہ کسی مضبوط استعداد کا حامل نہیں ہوتا ... اور اگر تھوڑا بہت جانتا بھی ہوتا ہے تو اسے مختلف طریقوں سے خاموش کرا دیا جاتا ہے ... مثلاً : ہم نے جماعت میں عالم بن کر نہیں جاہل بن کر چلنا ہے ... عالم بن کر چلوگے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا جاہل بن کر چلوگے تو فائدہ ہوگا ... دیکھو بھائی! یہ لوگ اس پر فتن دور میں ہمارے پاس آگئے ہیں اگر ہم ان کی غلطیوں پر انہیں ٹوکیں گے تو کہیں یہ کٹ نہ جائیں سابقہ زندگی کی طرف نہ لوٹ جائیں ... کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم چھوٹے فائدے کے لئے بڑا نقصان کر لیں ... وغیرہ وغیرہ ... پھر مختلف عقلی مثالیں دے کر ان کو سمجھاتے ہیں ... بس پھر کیا ہوتا ہے وہ بیچارے سہمے سہمے سے جماعت میں رہتے ہیں ... بےضرر قسم کی وقت گزاری کرتے ہیں اور اسے بہت بڑی حکمت سمجھتے ہیں ... اور ویسے بھی مولوی حضرات جماعت میں دوسروں کی " نصرتوں " پر چلتے ہیں اور جو دوسروں کی نصرتوں پر چلتے ہوں وہ کب بول سکتے ہیں ... اللہ تعالی علماء کرام کے احوال درست فرمائے آمین

پھاٹک نہ ہونے کی وجہ سے کس کس قسم کے لوگ جماعت میں چلتے ہیں اور کس کس طرح کی باتیں پھیلتی ہیں ؟ اسے سمجھانے کے لئے میں صرف دو واقعات کے نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

ایک واقعہ ابھی تازہ تازہ ہے صرف 4 دن پہلے کا ... مجھے ایک علاقے میں جانا پڑا ... وہاں مہمانوں کی ایک جماعت آئی ہوئی تھی ... عربوں سے فطری محبت مجھے وہاں لے گئی ... جماعت میں چار علماء تھے جن میں ایک سوڈانی عالم بھی تھے ... میرے لئے دلچسپی کی چیز اس میں یہ تھی کہ وہ مالکی تھے ... مجھے جب بھی کوئی مالکی شافعی یا حنبلی ملتا ہے تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے ... الحمدللہ فقہاء کرام کی محبت اللہ تعالیٰ نے دل میں خوب ڈالی ہے ... باہم ملنے سے دیگر ائمہ کی عظمت میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ اختلاف کا رحمت ہونا بھی خوب واضح ہو جاتا ہے ... اور بھی کئی فوائد ہوتے ہیں جن کے ذکر کرنے سے بات لمبی ہو جائے گی ... خیر ! اس سوڈانی سے خوب گپ شپ ہوئی وہ بھی مجھ سے بہت مانوس ہوا ... لیکن افسوس کہ اس گپ شپ کے دوران اس کے عجیب و غریب خیالات سامنے آئے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

میری والدہ کو دعوت سے بہت شغف ہے جس کی وجہ سے وہ صاحب یقین اور صاحب کشف بن گئی ہیں ... میں بچپن میں مر گیا تھا میرے والد صاحب نے میری تجہیز و تکفین بھی کی تھی لیکن میری والدہ نے کہا تدفین میں جلدی نہ کرنا میں اللہ

تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں اللہ تعالیٰ میرے لئے اسے زندہ کر دیں گے ... رات کو میری والدہ نے خوب دعائیں کیں صبح تک میں زندہ ہو گیا۔

ایک دفعہ میں ایک مجلس ذکر میں بیٹھا تھا میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ میری والدہ کئی دفعہ مجلس میں (سینکڑوں میل دور سے) آئیں مسجد کے کونے میں بیٹھیں اور چلی گئیں میں چھپکے سے مجلس سے اٹھا والدہ کو گھر فون کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے تو والدہ نے بتایا کہ ہاں بیٹا میں نے اس مجلس میں ایمان کی حلاوت محسوس کی تو میں نے کہا چلو تھوڑی دیر میں بھی اس میں شرکت کر لوں ۔

جنات کی دوستی کے عجیب و غریب واقعات سنائے ... اور خود میرے (عبدالمعز) بارے میں بتایا کہ جب آپ داخل ہو رہے تھے تو میں نے آپ کے دل میں مسلمان جنات کی محبت دیکھی اور تھوڑی دیر پہلے تک ایک جن آپ کے پیچھے کھڑا تھا۔

اس کے علاوہ بہت کچھ سنایا نقل کروں گا تو آپ کو مجھ پر جھوٹا ہونے کا شبہ ہو گا ... اولیاء سے متعلق وہ باتیں بتائیں کہ ہماری بریلویت کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ... چونکہ وہ مجھ سے مانوس ہو چکا تھا اس لئے میں نے کوشش کی کہ انہیں اعتدال پر لے آؤں لیکن بہت تھوڑی سی کامیابی ہوئی اکثر نظریات پر وہ قائم رہا ... میں نے ان کو اطمینان دلایا کہ بھائی میں وہابی یا سلفی نہیں ہوں سنی حنفی دیوبندی ہوں کرامات کا قائل ہوں لیکن .. لیکن وہ اپنے علاقے کے وہابیوں کا کافی ستایا ہوا تھا اس لئے میں مزید بات نہیں کر سکا. .. ویسے بھی جماعت کے تیور میں اتنی زیادہ بات کی گنجائش بھی نہیں ہوتی ... امیر صاحب جو کہ ایک ریٹائرڈ فوجی تھے اور جس سے یہ لوگ تنگ تھے وقتاً فوقتاً یہاں وہاں گزر کر اپنے تیور دکھاتے رہتے تھے ... اس جماعت میں سب سے زیادہ معزز یہی سوڈانی سمجھے جاتے تھے سب ان کی باتوں کو خوب غور سے سنتے تھے ... مجھے اسی جماعت کے ایک صاحب نے بتایا کہ یہ بہت اللہ والے بہت قربانیوں والے ہیں یہ بتاتے ہیں کہ جب میں بیان کرنے کھڑا ہوتا ہوں تو یوں محسوس کرتا ہوں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیچھے کھڑے مجھے بتا رہے ہیں کہ یہ حدیث پڑھو اور وہ پڑھو ۔

دوسرا واقعہ چند سال پہلے کا ہے ایک صاحب صبح کے بیان میں فرما رہے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب کون ہو گا انہوں نے ریسرچ ... تحقیق ... شروع کی پہلے ستارے پھر چاند پھر سورج کو اپنا خدا بنایا لیکن سب کے نقائص سامنے آئے آخر میں اللہ کو پا لیا ... باقی سب جہالت یا حکمت (جاہلیت) کے تحت خاموش رہے ... میں نے صرف تصحیح کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک لمحے کے لئے بھی یہ شک لاحق نہیں ہوا تھا کہ میرا رب کون ہے ... ہر نبی نبوت سے پہلے ایک کامل ولی ہوتا ہے .. یہ اپنی قوم کو سمجھانے کا ایک انداز تھا بس ... اس پر ایک شور اٹھا کہ تبلیغ کا مخالف ہے .. مہمانوں کی قدر نہیں کی وغیرہ وغیرہ .. یا اللہ اس جہالت کدے میں ہم کدھر جائیں۔

جہالت کے اس چلتے پھرتے مدرسے کے اساتذہ و طلبہ سب جاہل ہوتے ہیں ... بعض دفعہ تو یہ بھی ہوتا ہے کہ اساتذہ جاہل اور ان سے سیکھنے والے مولوی ہوتے ہیں ... یوں تو جہالت کے اس چلتے پھرتے مدرسے نے سینکڑوں غلط مسائل کو چلتا پھرتا کر دیا ہے لیکن ہم چند کی طرف صرف اشارہ کرتے ہیں جس سے آپ کو اس چلتے پھرتے مدرسے کی افادیت خوب معلوم ہو جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوجہل کے پاس سینکڑوں دفعہ دعوت دینے کے لئے جانا ... ایک سخت بارش کی رات میں بھی جانا ... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ٹاٹ کا لباس پہننے کا مخصوص واقعہ ... ایک بڑھیا کا راستے میں کانٹے بچھانے کا واقعہ ... ناخنوں کو کاٹنے کا مخصوص طریقہ ... مسح کا خاص طریقہ ... تیمم کے اندر مسح کا خاص طریقہ... مسجد میں جنبی ہونے کی صورت میں رومال یا چادر ڈال کر نکلنے کا مخصوص طریقہ وغیرہ وغیرہ۔

قسط: 23

نہی عن المنکر کو چھوڑنا ... حصہ اول

ہمارے کرم فرماؤں کی مہربانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ دین میں مداہنت کرتے ہیں برائیوں سے چشم پوشی کرتے ہیں ... یعنی نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا ہے ... امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسلام کا ایک عظیم الشان رکن ہے ... قرآن و سنت میں جہاں امر بالمعروف کا ذکر ہے وہاں نہی عن المنکر کا ذکر بھی ہے ... ایسا بہت کم ہوا ہے کہ امر بالمعروف کا ذکر ہو نہی عن المنکر کا ذکر نہ ہو ... لیکن ایسا بہت ہوا ہے کہ نہی عن المنکر کا ذکر ہو اور امر بالمعروف کا ذکر نہ ہو ... کچھ نصوص آرہے ہیں۔ان شاء اللہ

ہمارے یہ مہربان اپنے اس کارنامے کے لئے باقاعدہ فلسفے اور دلائل بیان کرتے ہیں ... مثلاً : اصل تو منکر کا چھڑانا ہے اس کے لئے خود منکر کو چھیڑنے سے بسا اوقات بہت مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں منکر مٹنے کی بجائے مضبوط ہو جاتا ہے امت کمزور ہے حکمت سے امت کے ساتھ چلنا ہے خود منکر کو چھیڑنے کی بجائے معروف پر خوب زور دیا جائے منکر خود بخود مٹ جائے گا ... بعض کرم فرما تو یہ تک فرما دیتے ہیں کہ کافر اور فاسق اور حرام اور ناجائز کے فتووں سے امت قریب آئے گی یا دور ہوگی ... وغیرہ وغیرہ ... یہی وجہ ہے کہ ان کے کسی مرکز میں دارالافتاء نہیں ... حالانکہ دارالافتاء مسلمانوں کی اصلی اور بنیادی ضرورت ہے ... وجہ یہی ہے کہ دارالافتاء میں سوالات آئیں گے جن کے جواب میں کسی کو کافر اور کسی کو فاسق کہنا پڑے گا ... اور یہ چیز تبلیغی جماعت بالکل نہیں چاہتی .. اس سے تو امت تبلیغی جماعت سے دور ہوگی ... ان کا بس چلے تو قادیانیوں بلکہ یہود و نصاریٰ تک سے کفر کا لیبل ہٹا دیں تاکہ امت قریب آئے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تفریق کا یہ فلسفہ کہ منکر کو چھیڑو مت معروف پر خوب زور دو منکر خود بخود مٹ جائے گا ... یہ ایک ایسا فلسفہ ہے جو اللہ تعالی اور اس کے رسول کے علم میں نہ آسکا ... قرآن و سنت میں امر بالمعروف کے ساتھ ساتھ نہی عن المنکر کا بھی ذکر ہے بلکہ نہی عن المنکر کی تاکید زیادہ ہے ... چودہ صدیوں میں کوئی عالم ایسا نہ آیا جو اس فلسفے تک پہنچ پاتا ... تمام کتب حدیث و فقہ میں دونوں کو ساتھ ساتھ ذکر کیا گیا ہے ... یہ ہماری یہ مہربان جماعت ہے جس نے دین کی محنت کو بالکل نیا رخ دیا .. اور کیوں نہ ہو مولانا الیاس صاحب الہامی نبی جو تھے۔

اب ہم ذیل میں ان آیات و احادیث کا ذکر کرتے ہیں جن میں صرف نہی عن المنکر کا ذکر ہے:

1. لعن الذين كفروا من بني إسرائيل على لسان داود وعيسى بن مريم . ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون ¤ كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه لبئس ما كانوا يفعلون (المائدة 78 و 79)
2. فلو لا كان من القرون من قبلكم اولوا بقية ينهون عن الفساد في الأرض إلا قليلاً ممن انجينا منهم (هود 116)
3. فلما نسوا ما ذكروا به انجينا الذين ينهون عن السوء واخذنا الذين ظلموا بعذاب بئيس بما كانوا يفسقون ¤ فلما عتوا عما نهوا عنه قلنا لهم كونوا قردة خاسئين (الاعراف 165و 166)
4. لو لا ينهاهم الربانيون والاحبار عن قولهم الإثم واكلهم السحت لبئس ما كانوا يصنعون (المائدة 63)
5. ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه (الأنعام 28)

احادیث:

1. عن أبي سعيد الخدري رضى الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: (من رأي منكم منكرا فليغيره بيده ، فإن لم يستطع فبلسانه ، فإن لم يستطع فبقلبه ، وذلك أضعف الإيمان) (مسلم)
2. عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : (أن الناس إذا رأوا المنكر فلم يغيروه ، أوشك أن يعمهم الله بعقابه (مسند احمد ، صحيح)
3. عن زينب بنت جحش رضى الله عنها قالت ، قلت : يارسول الله ! انهلك وفينا الصالحون ؟ قال : (نعم إذا كثر الخبث) ... متفق عليه
4. عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان راي الناس الظالم فلم يأخذوا على يديه أوشك أن يعمهم الله بعقاب منه (ابوداؤد و الترمذي والنسائي ، صحيح)
5. عن عدي بن عميرة رضى الله عنه يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : (أن الله لا يعذب العامة بعمل الخاصة حتى يروا المنكر بين ظهرانيهم وهم قادرون على أن ينكروه فلا ينكروا فإذا فعلوا ذلك عذب الله العامة والخاصة (أخرجه أحمد بسند حسن ، وهو عند أبي داود من حديث العرس بن عميرة)
6. عن جابر مرفوعا اوحي الله إلي ملك من الملائكة أن اقلب مدينة كذا وكذا على اهلها قال : ان فيها عبدك فلانا لم يعصك طرفة عين. قال : اقلبها عليه فإن وجهه لم يتمعر في ساعة قط (رواه الطبراني في الأوسط والبيهقي في الشعب)
7. عن جرير بن عبد الله رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : (ما من رجل يكون في قوم يعمل فيهم بالمعاصي يقدرون على أن يغيروا ولا يغيرون إلا أصابهم الله منه بعقاب قبل أن يموتوا) (ابوداؤد وابن حبان ، صحيح)

قرآن کریم میں تبشیر و انذار کا بھی بار بار ذکر ہے ... معروف کے کرنے پر بشارت جبکہ منکر کے کرنے پر ڈرایا جاتا ہے ... سو تبشیر کی ہم آہنگی امر بالمعروف کے ساتھ جبکہ نہی عن المنکر کا بھائی انذار ہے ... قرآن کریم میں تبشیر و انذار یا بشیر و نذیر کا اکثر و بیشتر ساتھ ہی ذکر آیا ہے ... لیکن انذار جو کہ نہی عن المنکر کا بھائی ہے کی اہمیت بہت زیادہ بیان کی گئی ہے ... فائدے کی تکمیل کے لئے ذیل میں اسی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے ... واللہ ھو الموفق

1. أن الذين كفروا سواء عليهم أأنذرتهم أم لم تنذرهم لا يؤمنون ... البقرة 6
2. واوحي إلي هذا القرآن لأنذركم به ومن بلغ ... الأنعام 19
3. وانذر به الذين يخافون أن يحشروا إلي ربهم ... الأنعام 51
4. وهذا كتاب أنزلناه مبارك مصدق الذي بين يديه ولتنذر أم القرى ومن حولها ... الأنعام 92

5. يا معشر الجن والإنس الم يأتكم رسل منكم يقصون عليكم آياتي وينذرونكم لقاء يومكم هذا ... الأنعام 130
6. كتاب أنزل إليك فلا يكن في صدرك حرج منه لتنذر به وذكري للمؤمنين ... الاعراف 2
7. اوعجبتم أن جاءكم ذكر من ربكم على رجل منكم لينذركم ولتتقوا ولعلكم ترحمون ... الاعراف 63
8. اوعجبتم أن جاءكم ذكر من ربكم على رجل منكم لينذركم ... الاعراف 69
9. إن هو إلا نذير مبين .. الاعراف 1844
10. فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا إليهم لعلهم يحذرون ...التوبة 122
11. فانظر كيف كان عاقبة المنذرين .. يونس 73
12. إنما انت نذير .. هود 12
13. و لقد أرسلنا نوحا الي قومه اني لكم نذير مبين .. هود 25
14. إنما انت منذر ولكل قوم هاد .. الرعد 7
15. وانذر الناس يوم يأتيهم العذاب .. إبراهيم 44
16. هذا بلاغ للناس ولينذروا به .. إبراهيم 52
17. وقل إني أنا النذير المبين .. حجر 89
18. ينزل الملائكة بالروح من أمره على من يشاء من عباده أن انذروا انه لا إله إلا أنا فاتقون .. النحل 2
19. وانذرهم يوم الحسرة .. مريم 39
20. قل إنما انذركم بالوحي .. الأنبياء 45
21. إنما أنا لكم نذير مبين .. حج 49
22. تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا .. فرقان 1
23. إن أنا إلا نذير مبين .. شعراء 115
24. وامطرنا عليهم مطرا فساء مطر المنذرين .. الشعراء 173
25. نزل به الروح الأمين ¤ على قلبك لتكون من المنذرين .. الشعراء 194
26. وما اهلكنا من قرية إلا لها منذرون .. الشعراء 208
27. وانذر عشيرتك الاقربين .. الشعراء 214
28. وامطرنا عليهم مطرا فساء مطر المنذرين .. النمل 58
29. ومن ضل فقل إنما أنا من المنذرين .. النمل 92
30. ولكن رحمة من ربك لتنذر قوما ما اتاهم من نذير من قبلك .. قصص 46
31. وإنما أنا نذير مبين .. العنكبوت 50
32. بل هو الحق من ربك لتنذر قوماً ما اتاهم من نذير .. السجدة 3
33. وما أرسلنا في قرية من نذير إلا قال مترفوها إنا بما أرسلتم به كافرون .. سبأ 34
34. وما أرسلنا إليهم قبلك من نذير .. سبأ 44
35. إن هو إلا نذير لكم بين يدي عذاب شديد .. سبأ 46
36. إنما تنذر الذين يخشون ربهم .. فاطر 18
37. إن أنت إلا نذير .. فاطر 23
38. وإن من أمة إلا خلا فيها نذير .. فاطر 24
39. أولم نعمركم ما يتذكر فيه تذكر وجاءكم النذير فذوقوا فما للظالمين من نصير .. فاطر 37
40. واقسموا بالله جهد أيمانهم لئن جاءهم نذير ليكونن أهدي من إحدى الأمم فلما جاءهم نذير ما زادهم إلا نفورا فاطر 42
41. إن يوحي إلي إلا أنما نذير مبين .. ص 70
42. لتنذر قوماً ما انذر آبائهم .. يس 6

43. و سواء عليهم أأنذرتهم أم لم تنذرهم لا يؤمنون ¤ إنما تنذر من اتبع الذكر وخشي الرحمن بالغيب .. يس 10 و 11
44. لينذر من كان حيا ... يس 70
45. و لقد أرسلنا فيهم منذرين ¤ فانظر كيف كان عاقبة المنذرين .. صافات 72 و 73
46. وعجبوا أن جاءهم منذر منهم .. ص 4
47. قل إنما أنا منذر .. ص 65
48. الم يأتكم رسل منكم يتلون عليكم آيات ربكم وينذرونكم لقاء يومكم هذا .. الزمر 71
49. يلقي الروح من أمره على من يشاء من عباده لينذر يوم التلاق .. غافر 15
50. وانذرهم يوم الآزفة .. غافر 18
51. وكذلك ما أرسلنا من قبلك في قرية من نذير إلا قال مترفوها إنا وجدنا آبائنا على أمة زخرف 23
52. فإن اعرضوا فقل انذرتكم صاعقة مثل صاعقة عاد و ثمود .. فصلت 13
53. وكذلك اوحينا إليك قرآنا عربيا لتنذر أم القرى ومن حولها وتنذز يوم الجمع لا ريب فيه .. الشورى 7
54. انا أنزلناه في ليلة مباركة انا كنا منذرين .. دخان 3
55. والذين كفروا عما انذروا معرضون .. الأحقاف 3
56. وما أنا إلا نذير مبين .. الأحقاف 9
57. واذكر أخا عاد إذ انذر قومه بالاحقاف وقد خلت النذر من بين يديه ومن خلفه .. الأحقاف 21
58. فلما قضي ولوا الي قومهم منذرين .. الأحقاف 29
59. بل عجبوا أن جاءهم منذر منهم .. ق 2
60. إني لكم منه نذير مبين .. الذاريات 50
61. و لقد انذرهم بطشتنا .. قمر 36
62. كلما ألقي فيها فوج سألهم خزنتها الم يأتكم نذير ¤ قالوا بلي قد جاءنا نذير .. ملك 8 و 9
63. وإنما أنا نذير مبين .. الملك 26
64. انا أرسلنا نوحا الي قومه أن انذر قومك .. نوح 1
65. يا قوم إني لكم نذير مبين .. نوح 22
66. قم فأنذر .. مدثر 2
67. إنا أنذرناكم عذابا قريبا .. النبأ 40
68. إنما أنت منذر من يخشاها .. نازعات 45
69. فأنذرتكم نارا تلظي .. الليل 14

اللہ کرے بات سمجھ میں آ گئی ہو .. اسی موضوع پر آئندہ قسط میں کچھ معروضات پیش کریں گے ان شاء اللہ

قسط: 24

نہی عن المنکر کو چھوڑنا ... حصہ دوم

قارئین کرام نے گزشتہ قسط سے نہی عن المنکر کی اہمیت کا کچھ اندازہ لگایا ہوگا ... یہ قسط چونکہ گزشتہ سے پیوستہ ہے اس لئے اسے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ گزشتہ قسط ذہن میں رہے ۔

واضح رہے کہ نہی عن المنکر کے ترک پر وہ تمام وعیدیں بھی متوجہ ہو جاتی ہیں جو فریضہ " امر بالمعروف و نہی عن المنکر " کے ترک پر وارد ہیں ... طوالت کی وجہ سے ان کو یہاں نقل نہیں کیا جاتا۔

حیران کن بات یہ ہے کہ ایک جماعت جو جہاد فی سبیل اللہ ، نہی عن المنکر ، افتاء و قضاء وغیرہ امور کی مستقل تارک ہے ، جس کے پروگرام میں احیاء خلافت ہے ہی نہیں وہ کس دیدہ دلیری اور کس تسلسل کے ساتھ پوری پوری کامیابی اور پورے پورے دین کی بات کر رہی ہے ..اور اس سے بھی زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ ہمارے علماء کرام کس تحمل اور وسعت ظرفی کے ساتھ یہ سب کچھ برداشت کر رہے ہیں .. فما اصبرھم

حیران ہوں کہ دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں

امت کمزور ہو تو کیا کیا جائے

نہی عن المنکر کو چھوڑنے کی ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ امت کمزور ہے ... مختلف مواقع پر آپ ان سے یہی سنیں گے کہ امت کمزور ہے ... آیئے دیکھتے ہیں کہ امت کی کمزوری کے وقت کون سا نسخہ استعمال کیا جاتا ہے ... قرآن و سنت کیا بتاتے ہیں ... گزشتہ قسط میں ذکر کردہ آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امت کی کمزوری کا علاج انذار اور نہی عن المنکر ہے .. دیکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قم فأنذر کا حکم اس وقت ہوا جب امت کمزوری کی آخری حدوں کو چھو رہی تھی .. شرک کی اتھاہ گہرائیوں میں غرق تھی ... جس سے زیادہ کمزوری اور تباہی کا تصور نہیں کیا جاسکتا ... وانذر عشیرتك الاقربین کا حکم بھی ایسے ہی حالات میں دیا گیا ... ہر نبی نے امت کی کمزوری کے وقت نہی عن المنکر اور انذار پر زور دیا ہے جیسا کہ گزشتہ قسط میں ذکر کردہ آیات و احادیث سے ظاہر ہے ... اور تجربہ بھی یہی ہے کہ ایسے حالات میں ترغیب

کی بنسبت ترہیب اور وعد کی بنسبت وعید زیادہ مفید ہوتی ہے ... ہم یہ نہیں کہنا چاہتے کہ صرف ایک پہلو کو لیا جائے ... ترغیب و ترھیب دونوں سے کام لیا جائے ... کسی کی اہمیت اس کے مقام سے نہ گھٹائی جائے۔

نہی عن المنکر کے ترک یا اس میں مجرمانہ سستی سے کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ... مثلاً : دلوں سے گناہوں کی نفرت اور شناعت کا نکل جانا ... اہلِ باطل کی باطل کی نشر و اشاعت میں ایک گونہ مدد کرنا ... گناہوں کی کثرت کا سبب بننا ... لوگوں کے عقائد کا نقصان کہ ان ناجائز کاموں کو جائز سمجھیں جن پر مصلحت کے تحت سکوت اختیار کیا گیا ... دعاؤں کا قبول نہ ہونا ... اللہ تعالی کی طرف سے مدد کا نہ آنا ... سببِ لعنت. .. عام عذاب کا آتا ... وغیرہ وغیرہ ... یہ تمام وعیدیں قرآن و سنت سے ثابت ہیں ... یوں تو آج عام طور پر فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر متروک ہے لیکن جو جماعت مبلغِ اسلام کی حیثیت سے مسلمانوں کے سامنے آئے اور نہی عن المنکر کے ترک کو اپنا اصول بنا لے اور اس کے لئے باقاعدہ فلسفے اور دلائل بیان کرے تو معاملہ سنگین ہو جاتا ہے .۔. صرف یہی نہیں کہ نہی عن المنکر کو چھوڑتے ہیں بلکہ ان میں کتنے افراد ہیں جو دوسروں کو "وصول " کرنے کے لئے کسی حد تک گناہ میں شرکت کر لیتے ہیں اور اسے اپنی بہت بڑی کامیابی اور حکمت سمجھتے ہیں اور اسے فخریہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے فلاں کو یوں وصول کیا اور فلاں بھی اسی اصول کے تحت آگے وصولیاں کرتا رہتا ہے ... یوں یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے ... منکرات میں شمولیت برائے تبلیغ ... افسوس کہ معاملہ یہیں پر بھی نہیں رکتا بلکہ معاملے کا سنگین پہلو یہ ہے کہ ایسا جائز سمجھ کر کیا جائے ... اب یہاں ہم خاموشی اختیار کرتے ہیں ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی .. علماء کرام سے اس صورت کے بارے میں استفسار کیا جائے۔

اللہ تعالی ہمیں ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔

قسط : 25

تبلیغی جماعت اور رمضان

بہت سے تبلیغی احباب کو آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ رمضان آنے سے پہلے سالانہ چلے میں نکل جاتے ہیں .. اور بہت خوش ہورہے ہوتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑی قربانی دی رمضان اللہ کے راستے میں گزارا ، عید اللہ کے راستے میں منائی .. اللہ کے راستے میں نکلنے سے ہر نیکی کا ثواب انچاس کروڑ گنا ملتا ہے اور پھر اس انچاس کروڑ کو رمضان کے ستر سے ضرب دیتے ہیں .. یوں باآسانی کھربوں نیکیاں سمیٹتے رہتے ہیں .. یہ رائیونڈی کارخانہ ہی ہے جو مارکیٹ میں اس قسم کی مصنوعات متعارف کراتا رہتا ہے .. محو حیرت ہوں کہ چودہ صدیوں سے دنیا کے مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی امت اس قسم کے کارخانے ایجاد نہیں کر سکی .. اس امت نے جہاد کیا .. وعظ و نصیحت کے حلقے بھی لگائے .. تصنیف و تالیف اور فتوی و ارشاد سے بھی دین کی خدمت کی .. قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں .. تعلیم و تعلم کے مدارس بھی آباد کئے لیکن نیکیوں اور فضائل کے جو باغ و بہار اس جماعت کے حصے میں آئے اس کا عشر عشیر بھی کروڑوں کے شہداء کروڑہا تصنیفات والی امت حاصل نہ کر سکی۔

چند چیزوں کے تو جملہ حقوق اس جماعت کے نام محفوظ ہیں مثلاً " اللہ کا راستہ " نبیوں والا کام .. دین کی محنت .. وغیرہ وغیرہ

خیر! آتے ہیں اپنی بات کی طرف .. تبلیغی ٹیکسال میں بنی نیکیوں کے حصول کے لئے ہر سال ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد تراویح میں قرآن سننے کی سنت کو ترک کر دیتے ہیں .. اور جو حضرات چلوں میں نہیں جاتے وہ اپنے مقام پر محنت شروع کر دیتے ہیں کہ رمضان میں زیادہ سے زیادہ سہ روزے کی جماعتیں نکالی جائیں تاکہ اوروں کا بھی قرآن ضائع ہو .. بعض یہ کرتے ہیں کہ تراویح میں قرآن سنانے والے حفاظ کی ناک میں دم کر دیتے ہیں کہ جلدی ختم کرو اگلے ہفتے ہماری خدمت ہے مرکز میں .. جلدی کرو سہ روزے کی جماعت نکالنی ہے وغیرہ وغیرہ .. اور بہت سے تو ایسے بھی ہیں کہ اس چیز کی بالکل پرواہ نہیں کرتے کہ قرآن کے ختم ہونے کا انتظار کیا جائے .. بس اپنی دنیا میں مست ہوتے ہیں .. ہاں بھائی کل شب جمعہ کے لئے کون کون تیار ہے .. شب جمعہ سے ہمارے محلے سے سہ روزے کی جماعت جا رہی ہے کون کون تیار ہے ؟؟ وغیرہ وغیرہ .. شب جمعہ یا سہ روزے میں جانے والوں کا قرآن نا مکمل نہیں رہے گا ؟؟ .. کیا علماء کرام ان کی یہ حرکتیں نہیں دیکھتے ؟ کیا یہ شریعت کی مقرر کردہ زمانی عبادتوں کا قدر گھٹانا نہیں ؟؟؟

یہ کوئی خالی خولی الزامات نہیں ، بارہا کا دیکھا ہوا عمل اور تجربہ ہے .. ان کے بڑے بڑے لوگ اور سال لگائے ہوئے علماء یہ حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچے حفاظ کرام کے بھی تبلیغی جماعت میں رمضان میں ایک ٹکٹ میں دو مزے ہو جاتے ہیں .. قرآن سنانے سے بھی اپنی جان چھڑا لیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے راستے میں جان و مال کی قربانی کا لیبل بھی لگ جاتا ہے .. تبلیغی احباب سے ہمہ جہت اکرام بھی ملتا رہتا ہے .. یوں ان کا چلہ خوب موج مزوں میں گزر جاتا ہے۔

میرے بھائی! شریعت میں بعض عبادتوں کے لئے خاص زمانہ مقرر ہوتا ہے اور بعض کے لئے خاص زمانہ اور خاص مقام ، جیسے حج کہ یہ مکہ مکرمہ میں مخصوص ایام میں ہوتا ہے .. ان مخصوص ایام میں طواف اور دیگر افعال حج سے بہتر کوئی عبادت حاجیوں کے لئے نہیں .. کیونکہ آپ دیگر عبادتیں ہر جگہ ہر وقت ادا کر سکتے ہیں لیکن حج کا طواف آپ کو کہیں اور نہیں مل سکتا .. اور کسی اور وقت میں نہیں مل سکتا .. مگر یہاں بھی یہ حضرات یہی تعلیم دیتے ہیں کہ آپ زیادہ سے زیادہ وقت دعوت میں لگائیں .. ٹھیک اسی طرح رمضان کو بھی یہ لوگ برباد کر دیتے ہیں .. شب جمعہ ، سہ روزہ ، مرکز کی خدمت کا ہفتہ ، فلاں جگہ جماعت کی نصرت وغیرہ وغیرہ .. ارے بھائی! یہ ختم قرآن آپ کو انہی ایام میں مل سکتا ہے .. آپ کی خودساختہ ترتیب تو کسی بھی وقت چل سکتی ہے لیکن یہ تراویح اور یہ ختم قرآن صرف رمضان ہی کا خاصہ ہے اسے غنیمت جانو اور ضائع نہ کرو۔

اب تو یہ بات تقریباً ناممکن نظر آرہی ہے کہ کوئی حافظ صاحب کسی ایسے محلے کی مسجد میں ستائیس اٹھائیس دنوں والا ختم سنائے جہاں تبلیغی جماعت کے حضرات کا اثر رسوخ ہو .. کیونکہ اس میں ان کے کئی شب ہائے جمعہ آتے ہیں نیز ان کے لئے ماہانہ سہ روزے کی جماعت نکالنا مشکل ہو جاتا ہے .. کیونکہ ان کے لئے تو قرآن چھوڑنا اگرچہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں لیکن وہ تو لوگوں کو وصول کرنا چاہتے ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ ہم قرآن کو ادھورا نہیں چھوڑ سکتے۔

ایسا بھی بارہا ہوا ہے کہ جب لوگ یہ معقول اور شرعی عذر پیش کرتے ہیں کہ قرآن پورا ہو لینے دو تو یہ حضرات چند خودساختہ فضائل سنا کر کہتے ہیں کہ جماعت میں نکلنا قرآن کے ختم سے بہت زیادہ اجر کی بات ہے ابھی جماعت تیار ہے آپ کو پھر یہ موقع نہیں ملے گا اور رمضان میں جماعت میں نکلنے کے یہ فضائل ہیں اور وہ فضائل ہیں .. حالانکہ اگر اس خودساختہ ترتیب میں نکلنے کو جائز مان بھی لیا جائے تب بھی یہ بات درست نہیں کیونکہ شریعت میں جس کام کا جو وقت مقرر ہے اسی وقت میں وہی کام کرنا چاہئے یہ دیکھے بغیر کہ افضل ہے یا مفضول .. یہی سب سے افضل طریقہ ہے کہ یہ مت دیکھو کہ افضل ہے یا مفضول ، بلکہ یہ دیکھو کہ شریعت کی طرف سے اس وقت کیا مقرر ہے ہر وقت میں وہی کام کرو جو شریعت کی طرف سے

اس وقت کے اندر مقرر ہے .. دیکھیں نماز سے سیکھیں .. رکوع سجدے اور تشہد میں قرآن نہیں پڑھ سکتے اگرچہ قرآن کا پڑھنا ایک افضل عبادت ہے لیکن شریعت نے قیام رکوع سجود وغیرہ کے لئے اپنے اذکار بتا دئے جن میں بعض ، بعض دیگر سے افضل ہیں لیکن یہ افضل اور مفضول مل کر ایک عظیم عبادت بن جاتے ہیں نماز .. دل دماغ آنکھیں ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء مل کر ایک عظیم مجموعہ تشکیل دیتے ہیں حالانکہ ان میں کچھ افضل ہیں اور کچھ مفضول .. بالکل ایسے ہی شریعت میں بھی یہی بات ہے کہ افضل اور مفضول ہر قسم کی عبادات کو بجا لایا جائے تاکہ اس کا عظیم نتیجہ برآمد ہو .. جیسے رکوع اور سجود میں قرآن نہیں پڑھ سکتے کہ یہ جگہ قرآن پڑھنے کی نہیں بلکہ اس جگہ اس کا اپنا ذکر مقرر ہے اسی طرح شریعت میں جس زمان اور مکان کے لئے جو عبادت مقرر کی گئی ہے اس میں وہی عبادت ادا کی جائے۔

یہاں تبلیغی جماعت اور قرآن کے سلسلے میں ایک بات ذہن میں آرہی ہے کہ یہ درس قرآن کی مخالفت کرتے ہیں فضائل اعمال کی تعلیم میں قرآنی آیات والے حصے نہیں سناتے اور تراویح میں قرآن سنانے میں بھی رنگ میں بھنگ ڈالتے ہیں .. پتا نہیں یہ محض سوء اتفاق ہے یا کسی مخصوص سوچ اور محنت کا نتیجہ ؟؟؟

قسط: 26

نبیوں کا طریقہ ، نبیوں والا کام کیا ہے؟

قرآن و احادیث پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کا کام یا طریقہ صرف دعوت و تبلیغ تک محدود نہیں تھا۔

نبیوں والے کام

سوال: اگر صرف دعوت و تبلیغ تک محدود نہیں تھا تو .. کیا تھا پھر انبیاء کا طریقہ ؟

جواب: وہ دعوت و تبلیغ جس میں کوئی مداہنت نہ ہو جس سے مفسدین آمادہ دشمنی و پیکار و قتل ہو جائیں جو باطل کے لئے سوہان روح ہو جو جابروں کی نیندیں حرام کر دے جس کی وجہ سے وطن کو چھوڑنا پڑے۔ نیز

تعلیم و تزکیہ	جہاد و قتال
حکومت و سلطنت	قضاء و افتاء
امامت و خطابت	یتیموں بیواوں اور غریبوں کی خبر گیری

ایک بہترین اور مثالی معاشرے کی تعمیر وغیرہ وغیرہ

قرآن بتاتا ہے کہ نبیوں والے کام کیا ہیں۔

آیئے قرآن مجید سے معلوم کرتے ہیں کہ نبیوں کا طریقہ اور نبیوں والا کام کیا ہے؟

1. ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم آياتک ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم .. البقرة 129
2. افكلما جآءكم رسول بما لا تهوى أنفسكم استكبرتم ففريقا كذبتم وفريقا تقتلون .. البقرة 87
3. إنا أرسلناك بالحق بشيرا ونذيرا .. البقرة 119
4. وقتل داود جالوت .. البقرة 251
5. إذ تصعدون ولا تلوون على أحد والرسول يدعوكم في أخراكم .. آل عمران 153

6. قل قد جآءكم رسل من قبلي بالبينات وبالذي قلتم فلم قتلتموهم إن كنتم صادقين * فإن كذبوك فقد كذب رسل من قبلك .. آل عمران 183 و 184
7. وكأين من نبي قاتل معه ربيون كثير .. آل عمران 146
8. رسلا مبشرين و منذرين لئلا يكون للناس على الله حجة بعد الرسل .. النساء 165
9. ياأهل الكتاب قد جآءكم رسولنا يبين لكم كثيرا مما كنتم تخفون من الكتاب ويعفوا عن كثير .. المائدة 15
10. يقوم ادخلوا الأرض المقدسة التي كتب الله لكم ولا ترتدوا على أدباركم .. المآئدة 21
11. إنا أنزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون .... المائدة 44
12. ياأيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك .. المائدة 67
13. وكذلك جعلنا لكل نبي عدوا شياطين الإنس والجن .. الأنعام 112
14. الذين يتبعون الرسول النبي الأمي الذي يجدونه مكتوبا عندهم قي التوراة والإنجيل يأمرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث ويضع عنهم إصرهم والأغلال التي كانت عليهم .. الأعراف 157
15. ياأيها الذين آمنوا استجيبوا لله وللرسول إذا دعاكم لما يحييكم .. الانفال 24
16. واعلموا أنما غنمتم من شيء فأن لله خمسه وللرسول .... الانفال 41
17. برآءة من الله ورسوله إلى الذين عاهدتم من المشركين .. برآءة 1
18. و أذان من الله ورسوله إلى الناس يوم الحج الأكبر أن الله بريء من المشركين ورسوله .. برآءة 3
19. هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون .. برآءة 33
20. ياأيها النبي حرض المؤمنين علي القتال .. برآءة يا التوبة 65
21. ما كان لنبي أن يكون له أسري حتى يثخن في الأرض .. برآءة يا التوبة 67
22. ياأيها النبي قل لمن في أيديكم من الأسرى ... التوبة 69
23. ياأيها النبي جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم .. التوبة 73
24. لكن الرسول والذين آمنوا معه جاهدوا بأموالهم وأنفسهم .. برآءة يا التوبة 88
25. ولقد بعثنا في كل أمة رسولا أن اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت .. النحل 36
26. وكان يأمر أهله بالصلوة والزكوة .. مريم 55
27. وما أرسلنا من قبلك من رسول إلا نوحي إليه أنه لا اله الا أنا فاعبدون .. الأنبياء 25
28. وإذا دعوا إلى الله و رسوله ليحكم بينهم إذا فريق منهم معرضون .. النور 48
29. ارجع إليهم فلنأتينهم بجنود لا قبل لهم بها ولنخرجنهم منها أذلة وهم صاغرون .. النمل 37
30. ياأيها النبي إنا أرسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا * و داعيا إلى الله بإذنه وسراجا منيرا .. الأحزاب 45 و 46
31. وما أرسلنا في قرية من نذير إلا قال مترفوها إنا بما أرسلتم به كافرون .. سبأ 34
32. ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين * إنهم لهم المصورون * وإن جندنا لهم الغالبون .. الصافات 170
33. وما لكم لا تؤمنون بالله والرسول يدعوكم لتؤمنوا بربكم وقد أخذ ميثاقكم إن كنتم مؤمنين .. الحديد 8
34. لقد أرسلنا رسلنا بالبينات وأنزلنا معهم الكتاب والميزان ليقوم الناس بالقسط .. الحديد 25
35. ياأيها المزمل * قم الليل إلا قليلاً ... الآيات من سورة المزمل
36. قل هذه سبيلى ادعوا الى الله على بصيرة ... يوسف 108
37. ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي أحسن ... النحل 125

بہت سی آیات کو اختصار کی وجہ سے نہیں لکھا .. ان آیات میں اہم باتیں آگئی ہیں ان شاء اللہ .. مذکورہ آیات سے معلوم کر لیجئے کہ انبیاء کا طریقہ یا نبیوں والا کام کیا ہے .. ہم اختصار کے ساتھ اشارتا ذکر کر رہے ہیں۔

تلاوت آیات ، تعلیم ، تزکیہ ، بشارت سنانا ، ڈرانا ، حکمت بصیرت خوبصورت بول اور علم کے ساتھ دعوت حق دینا اور احسن طریقے سے جدال (شبہات کا جواب دینا تاکہ لوگ " دیکھ کر چلیں ") میدان جنگ میں لشکر کو سنبھالنا ، لڑنے کے لئے مومنوں کو ابھارنا ، خود لڑنا ، قتل کرنا ، مال غنیمت لینا ، قیدی بنانا، کفار و منافقین سے جہاد اور ان پر سختی ، شیاطین و مجرمین سے دشمنی کرنا ، سخت تکلیفوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا ، اللہ کے راستے میں قتل ہو جانا ، لوگوں پر اللہ کا پیغام پہنچا کر اتمامِ حجت کرنا ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا ، پاکیزہ چیزوں کو حلال اور خبیث چیزوں کو حرام قرار دینا ، امت پر سے مشقتوں کو ہٹانا ، خاص طور پر اللہ تعالی کے ان احکام کو آشکارا کرنا جنہیں مفاد پرست لوگ چھپاتے ہیں ، اللہ کے دین کو دیگر ادیان پر غالب کرنا ، اللہ کے دشمنوں کی خوب خون ریزی کرنا ، اللہ کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرنے کی سخت دھمکیاں دینا مشرکین سے اظہارِ براءت ، دشمنوں سے صلح و جنگ کے معاملات طے کرنا ، اللہ تعالی کی کتاب کے مطابق فیصلے کرنا ، انصاف قائم کرنا وغیرہ وغیرہ .. یہ تمام باتیں نبیوں کے طریقے اور کام میں داخل ہیں پر اللہ تعالیٰ ہدایت دے تو کام بنے .. اگر اختصار سے کہوں تو اللہ کے نبی کا طریقہ یا راستہ کیا ہے ؟ کتاب و سنت .. کسی فقہ کی کتاب کو اٹھایئے کتاب الطہارۃ سے لے کر کتاب المیراث تک اور کسی حدیث کی کتاب کو اٹھایئے اول سے لے کر آخر تک .. یہ سب اللہ کے نبی کا طریقہ ہے .. لیکن ہمارے مہربانوں نے اس کھلے میدان کو اتنا تنگ کر دیا کہ اس میں سوائے بستر کے اور کوئی چیز سما ہی نہیں سکتی .. چند لٹے پٹے خود ساختہ کاموں کا نام تبلیغ رکھ دیا اور اس پر نبیوں والا کام کا لیبل لگا دیا۔

کیا تبلیغی حضرات اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے کرتے ہیں ؟ حالانکہ اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے انبیاء کا طریقہ یا نبیوں والا کام ہے ؟؟؟ انا انزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون ... وان احكم بينهم بما انزل الله ... واذا دعوا إلى الله و رسوله ليحكم بينهم إذا فريق منهم معرضون ...

کیا یہ جہاد و قتال کرتے ہیں جو کہ انبیاء کا طریقہ ہے ؟ وكاين من نبي قاتل معه ربيون كثير .. فقاتل فى سبيل الله لا تكلف الا نفسك .. وقتل داود جالوت ... ارجع إليهم فلنأتينهم بجنود لا قبل لهم بها ولنخرجنهم منها أذلة وهم صاغرون ..

کیا ان کی اکثریت طاغوت کے معنی جانتی ہے ؟ انکار یا اجتناب تو کسی چیز کے جاننے کے بعد کا مرحلہ ہے. .. حالانکہ انبیاء کا طریقہ تو یہ ہے ولقد بعثنا في كل أمة رسولا أن اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت .. کیا ان کی ایک کثیر تعداد طاغوت کے ہاں ملازمت نہیں کرتی ؟ کیا کبھی انہوں نے ان کو روکا ہے ؟ خود بندہ کے لئے دوران اسارت سب سے زیادہ سخت یہی ثابت ہوئے ؟ قاتلهم الله ..

کیا یہ مجرمین اور شیاطین الانس والجن سے دشمنی کرتے ہیں جو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے ؟ .. وكذلك جعلنا لكل نبي عدوا شياطين الإنس والجن .. وكذلك جعلنا لكل نبي عدوا من المجرمين .. فالتقطه آل فرعون ليكون لهم عدوا و حزنا ..

کیا یہ لڑنے پر ابھارتے ہیں .. ياايها النبي حرض المؤمنين علي القتال ؟؟

اس طرح اوپر کی آیات کو دیکھتے جائیں اور پھر اس کا موازنہ موجودہ نام نہاد تبلیغی جماعت کے عمل سے کرتے جائیں ... آپ کے لئے ان شاء اللہ بالکل صاف ہو جائے گا کہ یہ لوگ اپنے دعوے میں کتنے سچے ہیں؟

اب آئیں یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ انبیاء کی دعوت کیسی ہوتی ہے .. تو سنیں .. انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت مداہنت سے پاک دعوت ہوتی ہے .. انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت طاغوت کے انکار سے شروع ہوتی ہے .. انبیاء کرام علیہم السلام علم و بصیرت سے اچھے سے اچھے انداز میں پوری ذمہ داری اور دردمندی کے ساتھ اپنی دعوت پیش کرتے ہیں .. سنجیدگی سے پیش کئے گئے شبہات کا بہترین مدلل جواب دیتے ہیں تاکہ لوگ " دیکھ کر چلیں " .. طاغوت کو اس دعوت میں اپنی موت نظر آتی ہے چنانچہ وہ اپنی تمام تر رعونت کے ساتھ مخالفت اور دشمنی پر کمربستہ ہو جاتا ہے اور دعوت اور داعی کی ہر ممکن کوشش سے خاتمے کے لئے تگ و دو شروع کر دیتا ہے .. وہ حق کے مقابلے میں ہر اخلاقی حد سے گزر جاتا ہے .. وہ ایک لمحے کے لئے بھی حق کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا .. یہی ہے جو ہمیں قرآن بتاتا ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے قصوں میں .. لیکن یہاں دیکھیں تو افسوس ناک صورت حال ہے .. اس دعوت سے طاغوت کو کوئی خطرہ نہیں بلکہ طاغوت روزانہ سینکڑوں جماعتوں کو ویزے دیتا ہے .. اپنے زیر تسلط علاقوں میں پوری فراخدلی سے لاکھوں کے اجتماعات برداشت کرتا ہے .. اپنے چرچ ان کے ہاتھوں بیچ کر انہیں مراکز فراہم کرتا ہے .. صرف لندن شہر میں کئی سال پہلے کے ایک ذمہ دار کے مطابق سولہ چرچ تبلیغی جماعت کے ہاتھوں فروخت کئے گئے .. آخر کچھ تو دال میں کالا ہے .. دعوت ادھوری وہ بھی مداہنت کے ساتھ طاغوت کے لئے قابل قبول یا کم از کم قابل برداشت .. کیا یہی انبیاء کرام علیہم السلام کی محنت اور دعوت ہے ؟ کیا یہی نبیوں کا کام ہے ؟؟؟

کمال تو یہ ہے کہ وہ ادھوری دعوت بھی علم کے ساتھ نہیں جہالت کے ساتھ دیتے ہیں حالانکہ نبوی طریقہ تو بصیرت کے ساتھ دعوت دینے کا ہے قل هذه سبيلى ادعوا الى الله على بصيرة .. ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي أحسن .. اللہ تعالی سمجھنے کی توفیق دے۔

الغرض! اگر انبیاء کے طریقے کو انتہائی محدود کرکے صرف دعوت میں منحصر کر دیا جائے تب بھی بات نہیں بنتی کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت مداہنت سے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ علم و بصیرت کے ساتھ ہوا کرتی تھی اس میں طاغوت کا انکار ہوا کرتا تھا اور اس میں سنجیدگی سے پیش کئے گئے شبہات کا متین علمی جواب بھی ہوا کرتا تھا ... جبکہ یہاں علم کی بجائے جہالت ہے .. مداہنت ہے بریلویوں کے پاس جا کر ان کی خرافات پر خاموشی اختیار کر کے بلکہ شمولیت اختیار کرکے ان کے جواز کا تاثر دیتے ہیں .. صرف بریلوی ہی نہیں یہ بہت سے دیگر مواقع پر بھی مداہنت کا ثبوت بہم پہنچاتے رہتے ہیں .. انبیاء کرام علیہم السلام شبہات کا جواب دیا کرتے تھے جبکہ یہ اپنے اوپر وارد ہونے والے اعتراضات سے ہمیشہ پہلو تہی کرتے ہیں .. انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کے برعکس چند خودساختہ اصول بنائے ہیں مثلاً یہ راستہ دیکھ کر چلنے کا نہیں چل کر دیکھنے کا ہے .. آجاو قادیانیو شیعو بریلویو! ہمارے تبلیغی بھائیوں نے بڑا خوبصورت اصول بنایا ہے اسے سیکھ لو تمہاری جان چھوٹ جائے گی .. آرام سے رہوگے .. ہر قسم کی گمراہی پھیلانے کے لئے آسان پیکج .. نیز تبلیغی جماعت میں ہر قسم کی گمراہی پھیلانے کی سہولت موجود ہے کیونکہ ذہنوں پر تو تالے لگا دئے گئے کیونکہ یہ راستہ دیکھ کر چلنے کا تو ہے نہیں .. بس تم کہتے رہو کوئی دیکھے گا نہیں .. یہ اندھوں کی دنیا ہے .. اس طرح ایک اور گمراہ کن اصول یہ ہے۔

قائل کرنا نہیں مائل کرنا ہے .. کیا انبیاء کرام علیہم السلام کی شخصیتوں میں بلا کی کشش نہیں ہوا کرتی تھی کیا وہ قائل کرنے کی بجائے مائل کرنے میں ناکام تھے ؟ بہرحال یہاں آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے .. کس کس بات کو رویا جائے .. انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت میں طاغوت کا انکار ہوا کرتا تھا اور یہ تا صبح قیامت طاغوت کا انکار نہیں کریں گے ۔

اس لئے کہنے دیجئے کہ انبیاء کے طریقے نبیوں والے کام کے نام پر بہت بڑا جھوٹ بولا جارہا ہے .. بہت بڑا دھوکہ دیا جا رہا ہے۔

ہاں ایک بات بھول گیا وہ یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کفار و فجار کو دعوت دیا کرتے تھے جب کہ ان کے اصول میں یہ ہے کہ ان لوگوں کو دعوت نہیں دینی .. صرف اسی پر بس نہیں بلکہ یہ گشت میں نکلتے ہیں اور کسی کو مسلمان سمجھ کر بات شروع کر دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ بھائی میں ہندو ہوں یا شیعہ ہوں تو یہ معافی مانگ لیتے ہیں کہ غلطی ہو گئی ہم نے پہچانا نہیں .. لو بھائی سنبھالو اب .. یہ ہے انبیاء کی دعوت .. انا للہ وانا الیہ راجعون

ان تمام خامیوں کے باوجود کرم فرماؤں نے تو چند چیزوں کے تمام حقوق اپنے نام محفوظ کر لئے ہیں جن میں اللہ کا راستہ ، دین کا کام ، نبیوں کا کام بطور خاص قابلِ ذکر ہیں .. کسی اور فرد یا جماعت نے اگر ان چیزوں کو استعمال کرنے کی کوشش کی تو قانونی چارہ جوئی کا حق محفوظ ہے۔

قسط: 27

تبلیغی جماعت کا علمی اعتراضات سے فرار

کتاب و سنت کے طلبہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جا بجا مشرکین یہود و نصاریٰ اور منافقین کے متعدد شبہات کا جواب دیا ہے .. حالانکہ ان میں بعض شبہات نامعقول بھی ہیں .. مثلاً : مشرکین کا یہ شبہ کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ کریں گے .. یہ شبہ ایک ایسی قوم کی طرف سے نامعقول ہی تھا جو اللہ تعالیٰ کو خالق مالک اور قادر مطلق مانتی تھی .. لیکن چونکہ یہ شبہ باوجود نامعقول ہونے کے بعض لوگوں کی گمراہی کا سبب بن سکتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں متعدد دفعہ اس کا جواب دیا .. اس طرح مشرکین کے دیگر کمزور اعتراضات کے بھی جوابات دئے .. تاکہ جس نے زندہ (ہدایت پر) رہنا ہے تو اس کے پاس دلیل کی روشنی رہے .. اور جس نے گمراہی کا راستہ اختیار کرکے تباہ ہونا ہے تو اس کے پاس کوئی بہانہ نہ رہے بلکہ اس پر حجت تام ہوچکی ہو۔

اگر علمی تنقید سے صرف نظر کی روش اختیار کی جائے تو اس سے دین کا حلیہ بگڑ جاتا ہے .. ہر قسم کی خرابیوں کے لئے راستہ چوپٹ کھل جاتا ہے .. جب کوئی روک ٹوک والا نہیں ہوتا تو جاہلوں کی من مانی شروع ہو جاتی ہے۔

کئے گئے تمام شبہات کا جواب ضروری ہوتا ہے .. ہاں ہر ایرے غیرے کے ہر اعتراض کا جواب ضروری نہیں ہوتا .. اس کی تشریح یہ ہے کہ فرض کریں آپ کے کسی کام پر پچاس اعتراضات ہو رہے ہیں اور کئی سو لوگ ان سوالات کو دہرا رہے ہیں .. تو آپ کو ان پچاس اعتراضات کا جواب دینا پڑے گا .. ہاں یہ ضروری نہیں کہ آپ ہر ایرے غیرے کو جواب دیں ۔

بد قسمتی سے تبلیغی جماعت نے اسے اپنا اصول بنا لیا ہے کہ اعتراضات کی طرف التفات نہ کرو اپنا کام کئے جاؤ .. مخالفین کو بولنے دو .. بلکہ ان کی ایک انتہائی معزز شخصیت کا فرمان ہے کہ " بکنے دے جو سمجھ میں آوے کرے " .. سچ ہے قلم کا پھسلنا قدم کے پھسلنے سے زیادہ خطرناک ہے .. سچ ہے : عالم کے پھسلنے سے ایک دنیا پھسلتی ہے .. اب عملاً یہی ہو رہا ہے کہ تبلیغی حضرات علماء کی اصلاح کو بکواس سمجھتے ہیں .. اور اسے " گوز شتر " سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے جیسا کہ ان کو بڑوں کی طرف سے یہی ذہن دیا گیا ہے .. جب کوئی عالم کسی مسلمان کی اصلاح کرتا ہے قرآن و سنت کی روشنی میں اسے سمجھاتا ہے

تو عموماً یہی دیکھا گیا ہے کہ وہ شکریے کے ساتھ اس اصلاح کو قبول کر لیتا ہے .. کم از کم یہ تو ہوتا ہی ہے کہ وہ معارضہ و مناقشہ نہیں کرتا .. لیکن ان حضرات کی اصلاح اب جوئے شیر لانے کے مترادف بن گئی ہے .. یہ ایک مختصر سی تمہید کے بعد مناظرے پر اتر آتے ہیں ... اور وہ یہ کہ " ہمیں علماء کرام کے سامنے نہیں بولنا چاہئے لیکن " اور پھر لیکن کے بعد اپنی تقریر شروع کر دیتے ہیں .. علماء کرام کی اصلاح کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے۔

بات دوسری طرف نکل گئی .. بات یہ ہو رہی تھی کہ : اسلام دلیل کا مذہب ہے .. واقعی اعتراضات سے گریز دلیل کے نہ ہونے کی علامت ہے .. دلیل ہدایت ہے .. دلیل کا نہ ہونا جہالت اور گمراہی ہے .. اسلام باقی ادیان کو یہی طعنہ دیتا ہے کہ تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں .. اگر تم سچے ہو تو دلیل لاؤ .. دلیل کے نہ ہونے کو اسلام بہت بری نظر سے دیکھتا ہے .. یہ اسلام کا مزاج ہے اس پر کچھ سطروں کے بعد دلائل پیش کئے جارہے ہیں ان شاء اللہ .. لیکن یہاں " احباب " کے چند اصولوں کا ذکر کرتے ہیں جو دلائل سے گریز کے فلسفے پر مبنی ہیں .. احباب کے اصول یہ ہیں۔

پہلے دل لے لو پھر دن لے لو .. ان کے اور عیسائی مبلغین کے اصول میں صرف ایک ی کا فرق ہے .. ان کا اصول ہے : پہلے دل لے لو پھر دین لے لو .. اور بدقسمتی سے یہاں بھی بہت سوں کے ساتھ یہی معاملہ ہو جاتا ہے کہ پہلے اکرام کے نام پر مختلف کھانے کھلا کر اور کچھ عزت دے کر ان کا دل لے لیا جاتا ہے اور پھر اس کا دین لے لیا جاتا ہے جہاد کا منکر بنا کر .. غلو میں مبتلا کر کے ... نھی عن المنکر چھڑوا کر .. دین کے دیگر کاموں کی اہمیت کم کروا کر .. خود ساختہ شرائط خود ساختہ تاویلات اور مثالوں کا شکار کروا کر .. اور دیگر درجنوں بیماریوں میں مبتلا کروا کر .. یوں عملاً ان کا اصول یوں بن جاتا ہے : پہلے دل لے لو پھر دن لے لو پھر دین لے لو۔

ان کا دوسرا اصول: قائل کرنا نہیں مائل کرنا ہے

تیسرا اصول : یہ راستہ دیکھ کر چلنے کا نہیں چل کر دیکھنے کا ہے

چوتھا اصول : پہلے چار مہینے لگاؤ پھر اعتراض کرو

یہ تمام اصول دلائل سے گریز کے اصول پر مبنی ہیں .. ان تمام اصولوں کی ماں یہ اصول ہے کہ جاہل رکھ کر چلاؤ .. اب ان اصولوں کا تھوڑا سا جائزہ لیتے ہیں .. پہلا اصول : پہلے دل لے لو پھر دن لے لو .. اگر آپ جائز شرعی دعوت لے کر کھڑے ہوئے ہیں اور علم و بصیرت اور دلسوزی و ہمدردی کے ساتھ آپ نے حق کو واضح کر دیا ہے اور پھر بھی کوئی شخص نہیں مان رہا ہے تعصب اور عناد کی وجہ سے .. تو اب بات ختم .. اب دین کو ذلیل کرکے .. ان کی خوشامد اور چاپلوسی کرکے .. ان کے ساتھ بعض ناجائز کاموں میں شرکت کرکے ان کے دل لینے کی کوئی اجازت نہیں ہے .. اب ان کے دل لینے کا مرحلہ نہیں

بلکہ بعض صورتوں میں ان کی جان لینے کا مرحلہ ہوتا ہے .. اور اگر آپ نے ان غیر شرعی طریقوں سے اس کا دل لے کر اسے وصول کر بھی لیا .. تو بھی آپ نے کوئی دین کا کام نہیں کیا .. گناہ کا کام کیا ہے .. آپ کو صرف یہ دیکھنا ہے کہ آپ کی دعوت اور دعوت کا طریقہ شریعت کے مطابق ہے کہ نہیں .. اگر آپ شریعت کے مطابق ہیں تو اب آپ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کہ لوگ قبول کر رہے ہیں کہ نہیں .. مجمع بن رہا ہے کہ نہیں .. اگر درست طریقے سے کوئی دین کی طرف آتا ہے تو آجائے ورنہ پوری دنیا جہنم میں چلی جائے آپ کو کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے .. یہی راز ہے کہ قیامت کے دن ایسے انبیاء کرام بھی آئیں گے جن کے ساتھ کوئی امتی نہیں ہوگا .. بعض ایسے ہوں گے جن کے ساتھ ایک امتی ہوگا .. بعض بہت تھوڑے امتیوں کے ساتھ آئیں گے . ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یہ سب کامیاب داعی تھے .. بات یہ نہیں تھی کہ انہیں دل لینے کا فن نہیں آتا تھا ایسا سمجھنا کفر ہے .. بات یہ تھی کہ وہ شرعی اصولوں کے توڑنے کے قائل نہیں تھے .. ان کا اصول یہ تھا جو ہم نے اوپر عرض کر دیا کہ درست طریقے سے کوئی آئے تو ٹھیک ورنہ نہیں۔

اگر کوئی شخص آپ کی درست دعوت کو قبول نہیں کر رہا .. اس وجہ سے نہیں کہ وہ معاند ہے بلکہ اس وجہ سے کہ اسے کچھ اشکالات ہیں جن کا وہ حل چاہتا ہے .. تو ان اشکالات کا حل کرنا آپ کی ذمہ داری ہے .. اب آپ کا کام دل لینا نہیں اشکالات حل کرنا ہے .. یہی انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے .. یہی انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت ہے .. مخاطب کو اشکالات ہوں تو اشکالات کے جوابات دینا ، معاند ہو تو دعوت پہنچانے کے بعد خود کو اور دین کو اس کے سامنے ذلیل کرنے سے بچانا اور اس کے دل لینے کے درپے نہ ہونا ... یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ "احباب " نے جہاں دین میں اور بہت سی باتیں داخل کی ہیں وہاں انہوں نے یہ کہانی بھی گھڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو سو دفعہ دعوت دی .. ایک دفعہ سخت سردی اور بارش کی رات میں آپ اسے دعوت دینے اس کے گھر تشریف لے گئے .. دروازہ کھٹکھٹایا .. ابوجہل نے کہا کہ جو شخص اس سخت سردی اور بارش کی رات میں میرے گھر آرہا ہے .. اس کی جو بھی حاجت ہوگی میں پوری کروں گا .. لیکن پھر بھی مسلمان نہیں ہوا .. یہ سب باتیں بےاصل ہیں۔

اب ان کے دوسرے اصول پر ایک نظر ڈالتے ہیں کہ قائل کرنا نہیں مائل کرنا ہے .. میرے بھائی ! اسلام کا اصول ہے : قائل کرکے مائل کرنا ہے .. اگر صرف مائل کرنا ہی اصول ہے تو کیا انبیاء کرام علیہم السلام والعیاذ باللہ مائل کرنے میں ناکام تھے .. انہیں دل لینے اور مائل کرنے کا فن نہیں آتا تھا ؟؟؟ .. نہیں میرے بھائی ! وہ شرعی اصولوں کے توڑنے کے قائل نہیں تھے .. وہ صرف مائل کرنے کے قائل نہیں تھے .. وہ بہت اعلی صلاحیتوں کے مالک تھے .. اگر ان کا طریقہ صرف مائل کرنے کا ہوتا تو کسی نبی کی امت میں کوئی کافر نہ ہوتا سب کے سب مسلمان ہوتے .. صرف مجمع اکٹھا کرنا مقصد ہوتا تو وہ ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

اب ان کے تیسرے اصول کو دیکھیں کہ یہ راستہ دیکھ کر چلنے کا نہیں چل کر دیکھنے کا ہے .. تو یہ بالکل واضح بات ہے کہ یہ گمراہی کی بات ہے .. اسلام دیکھ کر چلنے کا قائل ہے .. اسلام روشنی ہے جس میں لوگ دیکھ کر چلتے ہیں .. انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ بھی دیکھ کر چلنے کا ہے۔

اب ہم ان کے چوتھے اصول کو دیکھتے ہیں کہ پہلے چار مہینے لگاؤ پھر اعتراض کرو .. یہ بات تو ہر کوئی کہہ سکتا ہے .. پہلے چار مہینے بریلوی بنو پھر اعتراض کرو .. پہلے چار مہینے شیعہ بنو پھر اعتراض کرو .. پہلے چار مہینے عیسائیت کو اختیار کرو پھر اعتراض کرو .. صرف یہی نہیں بلکہ آپ کے ان تمام اصولوں کو یہ سب اپنا سکتے ہیں .. آپ کی یہ میڈ ان رائیونڈ مصنوعات سب کے لئے ہیں .. بس وہ ان اصولوں کے بنانے اور سنانے میں شاید آپ سے کچھ پیچھے رہ گئے .. خیر ! بات جو بھی ہے پروڈکٹس بہت اعلیٰ ہیں سب لے سکتے ہیں۔

آخر میں ایک اور نکتے پر غور فرمائیں .. وہ یہ کہ ان اصولوں کی زد جہاد پر کیسے پڑتی ہے .. جب آپ کا اصول یہ ٹھہرا کہ دل لینا ہے اور مائل کرنا ہے تو کیا آپ جہاد کرسکتے ہیں ؟؟؟؟؟؟؟؟ .. ذرا سوچئے .. اور یہ دیکھئے کہ کس طرح اخفی من دبیب النمل جہاد کے خلاف مضبوط ذہن سازی کی جاتی ہے .. اللہ تعالی اس امت کی حفاظت فرمائے .. مضمون کا کچھ حصہ رہ گیا اسے اگلی قسط کیلئے اٹھا رکھتے ہیں۔

قسط: 28

یہ قسط گزشتہ قسط کی تکمیل ہے

اسلام دلیل کا دین ہے .. دلیل دیتا ہے .. دلیل مانگتا ہے .. دلیل سے قائل کرنے کا کہتا ہے ... دیگر ادیان کو کہتا ہے کہ تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں .. جبکہ " احباب " نے دیدہ و دانستہ اس کے خلاف اصول بنائے ہیں .. کہ .. پہلے دل لے لو پھر دن لے لو ... قائل کرنا نہیں مائل کرنا ہے ... یہ راستہ دیکھ کر چلنے کا نہیں چل کر دیکھنے کا ہے ... پہلے چار مہینے لگاؤ پھر اعتراض کرو ... ان اصولوں سے بہت سی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں .. دین بچوں کا کھیل بن جاتا ہے .. جہاد اور نہی عن المنکر پر ان کی زد پڑتی ہے۔

آیئے یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام دلیل کو کیا اہمیت دیتا ہے ۔

1. قل هاتوا برهانكم أن كنتم صادقين .. البقرة 111
2. و حيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره لئلا يكون للناس عليكم حجة .. البقرة 150
3. الله ولي الذين آمنوا يخرجهم من الظلمت إلى النور ، والذين كفروا أولياءهم الطاغوت يخرجونهم من النور إلى الظلمت .. البقرة 257
4. سنلقي في قلوب الذين كفروا الرعب بما اشركوا بالله ما لم ينزل به سلطاناً .. آل عمران 151
5. ياأيها الذين آمنوا لاتتخذوا الكافرين أولياء من دون المؤمنين،اتريدون أن تجعلوا لله عليكم سلطاناً مبيناً..النساء 144
6. ما لهم به من علم إلا اتباع الظن .. النساء 157
7. رسلا مبشرين و منذرين لئلا يكون للناس على الله حجة بعد الرسل .. النساء 165
8. ياأيها الناس قد جآءكم برهان من ربكم وأنزلنا إليكم نورا مبيناً .. النساء 174
9. قل إني على بينة من ربي وكذبتم به .. الأنعام 57
10. وكيف أخاف ما أشركتم ولا تخافون أنكم أشركتم بالله ما لم ينزل به عليكم سلطاناً .. الأنعام 81
11. وإن تطع أكثر من في الأرض يضلوك عن سبيل الله ، إن يتبعون إلا الظن وإن هم إلا يخرصون .. الأنعام 116
12. أو من كان ميتاً فأحييناه وجعلنا له نورا يمشي به فى الناس كمن مثله في الظلمات ليس بخارج منها .. الأنعام 122
13. قل هل عندكم من علم فتخرجوه لنا، إن تتبعون إلا الظن وإن أنتم إلا تخرصون ¤ قل فلله الحجة البالغة، فلو شاء لهداكم اجمعين .. الأنعام 148 و 149
14. قل إنما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغي بغير الحق وان تشركوا بالله ما لم ينزل به سلطاناً وان تقولوا على الله ما لا تعلمون .. الأعراف 33
15. اتجادلونني في أسمآء سميتموها أنتم وآبآءكم ما نزل الله بها من سلطان .. الأعراف 71
16. ليهلك من هلك عن بينة ويحيى من حي عن بينة .. الانفال 43
17. وما يتبع أكثرهم إلا ظنا ، إن الظن لا يغني من الحق شيئاً .. يونس 36

18. إن يتبعون إلا الظن وإن هم إلا يخرصون .. يونس 66
19. قالوا اتخذ الله ولدا سبحانه هو الغني له ما في السموات وما في الأرض ، إن عندكم من سلطان بهذا ، اتقولون على الله ما لا تعلمون .. يونس 68
20. افمن كان على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه ..... هود 17
21. قال يقوم أرأيتم إن كنت على بينة من ربي .. هود 28 .. هود 63 .. هود 88
22. ولقد أرسلنا موسى بآياتنا وسلطان مبين .. هود 96
23. الر كتاب أنزلناه إليك لتخرج الناس من الظلمت إلى النور بإذن ربهم إلى صراط العزيز الحميد .. إبراهيم 1
24. هؤلاء قومنا اتخذوا من دونه آلهة ، لولا يأتون عليهم بسلطان بين .. الكهف 15
25. أو لم تأتهم بينة ما في الصحف الأولى .. طه 33
26. و يعبدون من دون الله ما لم ينزل به سلطاناً وما ليس لهم به علم ، .. الحج 71
27. قل هاتوا برهانكم .. الأنبياء 24
28. ومن يدع مع الله إلها آخر لا برهان له به فإنما حسابه عند ربه ، إنه لا يفلح الكافرون .. المؤمنون 117
29. أاله مع الله ، قل هاتوا برهانكم إن كنتم صادقين .. النمل 64
30. ونزعنا من كل أمة شهيدا فقلنا هاتوا برهانكم .. القصص 75
31. أم آتيناهم كتابا فهم على بينة منه .. فاطر 40
32. الذين يجادلون في آيات الله بغير سلطان أتاهم ، كبر مقتا عند الله وعند الذين آمنوا .. غافر 35
33. الذين يجادلون في آيات الله بغير سلطان أتاهم ، إن في صدورهم إلا كبر ما هم ببالغيه .. غافر 56
34. افمن شرح الله صدره للإسلام فهو على نور من ربه .. الزمر 22
35. وكذلك اوحينا إليك روحا من أمرنا، ما كنت تدري ما الكتاب ولا الإيمان ولكن جعلناه نورا نهدي به من نشاء من عبادنا .. الشورى 52
36. أفمن كان على بينة من ربه كمن زين له سوء عمله واتبعوا أهواءهم .. محمد 14
37. أم لهم سلم يستمعون فيه ، فليأت مستمعهم بسلطان مبين .. الطور 38
38. إن هي إلا أسماء سميتموها أنتم وآبآءكم ما أنزل الله بها من سلطان ، إن يتبعون إلا الظن وما تهوى الأنفس ، ولقد جآءهم من ربهم الهدى .. النجم 23
39. وما لهم به من علم إن يتبعون إلا الظن وإن الظن لا يغني من الحق شيئا .. النجم 28
40. هو الذى ينزل على عبده آيات بينات ليخرجكم من الظلمت إلى النور .. الحديد 9
41. ياأيها الذين آمنوا اتقوا الله وآمنوا برسوله يؤتكم كفلين من رحمته ويجعل لكم نورا تمشون به .. الحديد 28

یہ چند آیتیں آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیں .. آیتیں اور بھی بہت ہیں .. لیکن اتنی کافی ہیں ان شاء اللہ .. اس سے اہلِ علم کو خوب اندازہ ہو جائے گا ان شاء اللہ کہ اسلام میں دلیل اور روشنی کی کیا قیمت ہے .. اور یہ کہ دلیل سے گریز کن کا شیوہ ہے .. اللہ تعالی ہمیں حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

ان آیات سے آپ بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ " احباب " کے اصول خود ساختہ اور بےبنیاد ہیں غلط ہیں .. کیونکہ قائل کئے بغیر مائل کرنا اندھیروں میں چلانا ہے .. اعتراض کے ہوتے ہوئے اور حل ہوئے بغیر کسی کام میں لگنا یا لگانا اندھیروں میں بھٹکنا اور بھٹکانا ہے .. دیکھ کر چلنا چاہئے یہی اسلام کا درس ہے .. چل کر دیکھنا اندھیروں میں چلنا ہے .. اور اسلام تو آیا ہی اس لئے تھا کہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔

قارئین کرام کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ ، مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اور دیگر کئی حضرات نے تبلیغی جماعت پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات دے تو دئے ہیں پھر یہ بحث کیوں؟

اس کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی جماعت کی موجودہ شکل موجودہ افکار و نظریات کا دفاع نہیں کیا .. یہی ہمارا ان حضرات کے بارے میں حسن ظن ہے .. کیونکہ موجودہ جماعت اور افکار و نظریات .. جو ہم نے اب تک کی قسطوں میں ذکر کئے ہیں .. کا دفاع کوئی مسلمان نہیں کرسکتا .. تاہم ان حضرات کے جوابات کا کسی قدر تفصیلی جائزہ لینے کا بھی ارادہ ہے ان شاء اللہ .. آپ انتظار فرمائیں ہم بھی انتظار کر رہے ہیں .. بحث ادب کے دائرے میں اور علمی اصولوں کے ساتھ ہوگی ان شاء اللہ

اعتراضات و اشکالات حضرت شیخ الحدیث اور مفتی صاحب رحمہا اللہ کے بعد بھی ہو رہے ہیں .. ان حضرات نے جواب دینے کی اگرچہ اپنی کوشش کی لیکن تبلیغی جماعت کا اصول اعتراضات کی طرف توجہ نہ دینے کا ہے .. کوئی بدعات میں شرکت اور تایید پر اعتراض کرے .. یا جہاد و مجاہدین کے خلاف کھلم کھلا محاذ آرائی پر ٹوکے .. یا غیر شرعی عقائد و نظریات پر انگلی اٹھائے .. کسی کی بات پر بھی کان نہ دھرو .. بس اپنا کام کرتے رہو .. یہ ہیں ان کے اصول .. جس سے دین کی عظمت و وقعت دلوں سے رخصت ہو گئی .. علماء کرام کی نصیحتوں اور اصلاح کا کوئی وزن نہ رہا .. کوئی تبلیغی جماعت سے اپنی اصلاح کروائے تو ٹھیک ورنہ تبلیغی جماعت کسی کی اصلاح کی محتاج نہیں .. بس اس طرزِ عمل کی تردید میں یہ دو قسطیں لکھ لیں ۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس مختصر سی کوشش کو قبول فرما کر اسے نافع بنائے .. آمین

قسط: 29

کلمے والی محنت

یہ ان اصطلاحات میں سے ہے جن کا " احباب " بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں .. جن کے جملہ حقوق موجودہ تبلیغی جماعت کے نام محفوظ ہیں .. جو باتیں " نبیوں والا کام " والی قسط میں ذکر کی گئی تھیں وہ باتیں یہاں بھی سمجھ لیں .. کیونکہ نبیوں والا کام کلمے والی محنت ہے .. اور کلمے کی محنت نبیوں والا کام ہے .. لیکن احباب نے تمام فضائل سمیٹنے کے لئے بہت زیادہ اصطلاحات ایجاد کیں اور ان کا بے تحاشا استعمال کیا .. ان اصطلاحات میں سے ایک کثیر الاستعمال اصطلاح .. کلمے کی محنت .. بھی ہے .. لہٰذا خاص ان الفاظ کی مناسبت سے بھی کچھ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے .. فاقول وباللہ التوفیق

کلمہ دین کی بنیاد ہے اور اس بنیاد میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام مشترک ہیں۔

- ينزل الملائكة بالروح من أمره على من يشاء من عباده أن انذروا انه لا إله إلا أنا فاتقون (النحل 2)
- وما أرسلنا من قبلك من رسول إلا نوحي إليه أنه لا اله الا أنا فاعبدون .. (الأنبياء 25)

کلمے کی ابتدا انکار سے ہوتی ہے .. لا .. نہیں .. الہ..کوئی خدا ..تمام خداؤں کی نفی ..تمام خداؤں کا انکار ..جی ہاں! نفی اور انکار پہلے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات بعد میں کرتے ہیں .. الا اللہ

معلوم ہوا کہ ہماری بنیاد میں انکار شامل ہے .. تمام خداوں کا انکار پہلے ہے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات بعد میں .. کفر بالطاغوت پہلے ہے ایمان باللہ بعد میں .. اسی کو اللہ تعالی نے آیت الکرسی کے متصل بعد والی آیت میں بھی بیان فرمایا ہے۔

فمن يكفر بالطاغوت و يوءمن بالله فقد استمسک بالعروه الوثقى

جب تم تمام خداؤں کا انکار کروگے تو ان کے ماننے والے تم سے لڑیں گے .. لازمی بات ہے .. چونکہ ہر نبی کلمے کو لے کر آیا تھا اس لئے ہر نبی سے دشمنیاں ہوئیں۔

وكذلك جعلنا لكل نبي عدوا شياطين الإنس والجن .. (الأنعام)

وكذلك جعلنا لكل نبي عدوا من المجرمين

اس لئے جس منہج میں کفر بالطاغوت نہ ہو .. انکار نہ ہو .. عداوتیں نہ ہوں .. وہ کلمے کی محنت ہے اور نہ انبیاء کا طریقہ ..بات ہورہی تھی کلمے کی محنت کی .. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ ... الحدیث .. متفق علیہ**

معلوم ہوا کہ کلمے والی محنت قتال ہے .. کم از کم اتنا تو ضرور ہے کہ قتال بھی کلمے کی محنت کا جزء ہے .. یہی وجہ ہے کہ قتال انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ رہا ہے .. **وکاین من نبي قاتل معه ربيون كثير .. المائدة**

مزید آیات کے لئے پچھلی قسطوں کو ملاحظہ فرمائیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : **لا تزال لا الہ الا اللہ تنفع من قالها وترد عنهم العذاب والنقمة ما لم يستخفوا بحقها ، قالوا يا رسول الله ! وما الاستخفاف بحقها ؟ قال : يظهر العمل بمعاصي الله فلا ينكر ولا يغير** .. فضائل تبلیغ مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ

معلوم ہوا کہ نہی عن المنکر کلمے کی محنت کا جزء ہے .. اور سب سے بڑا منکر کفر ہے .. پس جس محنت میں منکرات کی روک تھام نہ ہو .. بلکہ منکرات میں شمولیت ہو .. وہ کسی بھی طرح کلمے والی محنت نہیں .. طاغوت کا انکار .. قتال .. نہی عن المنکر .. کلمے والی محنت کے لازمی اجزاء ہیں ۔

اللہ تعالی ایمان کے ساتھ خاتمہ فرمائے۔

قسط: 30

غیرت کے موقعوں کو ضائع کرنے کی کوشش کرنا ...(حصہ اول)

یہ " احباب " کا خاص طریقہ واردات ہے .. یہ ان کی ایک نورانی چال اور جال ہے .. جس سے وہ شاہین بچوں کے پر کاٹ کر انہیں اڑنے اور جھپٹنے پلٹنے اور پلٹ کر جھپٹنے سے روکتے ہیں۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب اہلِ کفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنا کر یا کسی اور طریقے سے گستاخی کر دیتے ہیں .. یا قرآن کریم کی توہین کر دیتے ہیں .. تو اس کے نتیجے میں دنیا بھر کے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ جاتی ہے .. ایسے میں کچھ نوجوانوں کے دلوں میں جذبہ جہاد مچلنے لگتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ مجاہدین کے ساتھ مل کر کفر کے لئے عذاب بن جائیں .. مجاہدین کو امید پیدا ہو جاتی ہے کہ کچھ نوجوان ان کی طرف آئیں گے .. " احباب " کو خدشہ ہو جاتا ہے کہ کہیں کچھ لوگ ان حالات سے متاثر ہوکر میدانوں کا رخ نہ کر لیں .. چنانچہ احباب بلا تاخیر میدان میں کود پڑتے ہیں اور ان کے بیانات کچھ یوں ہوتے ہیں۔

""آج ہم کس بات پر ان کافروں سے شکوہ کر رہے ہیں .. ہمیں کیوں غصہ آرہا ہے .. کیا ہم نے ان تک کلمہ پہنچایا ہے؟؟ کیا ہم نے ان پر محنت کی ہے؟(آپ کے ذہن میں ہونا چاہئے کہ احباب کا اصول ہے کہ کافروں کو دعوت نہیں دینی) کیا انہوں نے ہمیں تمام دنیاوی مصنوعات و ایجادات نہیں پہنچائیں؟ کیا یہ لوگ قیامت کے دن ہمارا گریبان نہیں پکڑیں گے کہ یا اللہ ! ہم نے ان لوگوں کو سب کچھ پہنچایا تھا .. ان لوگوں نے ہم تک کلمہ نہیں پہنچایا "" وغیرہ وغیرہ

اور کہتے ہیں

سب سے بڑے گستاخ تو ہم خود ہیں .. کیا ہم نے کلمے والی محنت کو نہیں چھوڑا؟ .. کیا ہم نے نبیوں والے کام کو نہیں چھوڑا؟ کیا ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو اپنی زندگی سے نہیں نکالا؟ .. کیا ہمارا گھر سنت کے مطابق ہے؟ .. کیا ہماری دکان ہماری تجارت سنت کے مطابق ہے؟ کیا ہمارے بازار سنت کے مطابق ہیں؟ کیا ہمارے معاملات نبی کے طریقے کے مطابق ہیں؟ .. تو سب سے بڑے گستاخ تو ہم خود ہیں .. وہ تو ہیں ہی کافر .. ہم نے کلمہ پڑھ کر بھی نبی کی سنت کو اپنی زندگی سے نکال دیا .. بازاروں اور دکانوں سے نکال دیا .. معاملات اور معاشرت سے نکال دیا .. تعلیم و تربیت سے نکال دیا .. اب بتاؤ ہم

بڑے مجرم ہیں یا وہ؟ .. (مجمع کہتا ہے: ہم ہیں .. یا سکوت اختیار کر کے تسلیم کرلیتا ہے کہ آپ کی باتیں درست ہیں ہم ہی مجرم ہیں) .. یہ سب ہماری کوتاہیاں ہیں .. ہم نے ان کو کلمہ نہیں پہنچایا .. ہم راتوں کو ان کے لئے نہیں روئے .. ہم نے اللہ سے ان کے لئے نہیں مانگا """

اور اگر کہیں کوئی کلمہ گو طاغوت مسلمانوں کے خلاف کافروں کو اڈے دیتا ہے اور اس پر مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ جاتی ہے .. اور " احباب " کو یہ " خدشہ " ہو جاتا ہے کہ خدا نخواستہ ان حالات کی وجہ سے کچھ لوگ وہاں کا رخ نہ کر لیں تو ان کی نورانی چال کچھ یوں ہوتی ہے۔

""لوگ کہتے ہیں کہ حکومت نے امریکا کو اڈے دے دئے .. ہمارے فلاں بڑے نے فرمایا کہ تم نے کتنے اڈے دئے ہیں ان کو ؟ .. کیا تمہارے سر کے بال انگریزی نہیں ہیں؟ .. یہ تم نے اپنے سر میں ان کو اڈہ دیا .. کیا تمہارے گھر میں ٹی وی نہیں ہے؟ کیا تم نے اپنے گھر میں ٹی وی رکھ کر کافروں کو اڈہ نہیں دیا؟؟ .. کیا تم نے اپنی دکان میں غیر اسلامی معاملات کرکے کافروں کو اڈہ نہیں دیا؟ .. تم نے اپنے جسم میں ان کو اڈے دئے .. اپنے گھر میں ان کو اڈے دئے .. اپنی دکان میں ان کو اڈے دئے .. اور انگلی دوسروں پر اٹھا رہے ہیں کہ انہوں نے اڈے کیوں دئے؟ .. یہ حکمران کہاں سے آئے ہیں کوئی آسمان سے تو نہیں اترے .. ہمارے ہی معاشرے کے افراد ہیں .. اگر ہم کلمے کی محنت کرتے .. راتوں کو اٹھ اٹھ کر رو رو کر اللہ سے ان کے لئے مانگتے تو آج یہ نوبت پیش نہ آتی ""

جب کسی جگہ کفار مسلمانوں پر وحشیانہ بمباری کر لیتے ہیں یا اور کسی طریقے سے ظلم کرتے ہیں .. اور کچھ مسلمانوں کے جاگنے اور میدان جہاد کی طرف جانے کا " خدشہ " پیدا ہو جاتا ہے .. تو " احباب " اسی جال ، چال اور جذبے کے ساتھ میدان میں کود پڑتے ہیں .. اور پھر ان کی گل پاشیاں کچھ یوں ہوتی ہیں۔

""دیکھو سود سے باز آجاؤ .. ورنہ یہ پیسے بم بن کر تمہارے اوپر گریں گے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے (اور کچھ بے غیرت تو وزیرستان کا نام بھی لے لیتے ہیں) .. یہ جو آج افغانستان و فلسطین وغیرہ میں ہو رہا ہے .. یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے .. ان کو اپنے اعمال نے پکڑ لیا ہے ""

الغرض یہ غیرت کے ہر موقعے پر میدان میں آکر بڑے خوبصورت طریقے سے ، نورانی چال اور جال سے غیر محسوس طور پر مسلمانوں سے غیرت کو نکال دیتے ہیں .. اور مجرموں کے لئے جو نفرت دلوں میں پائی جاتی ہے .. اسے اس خوبصورت طریقے سے نکال دیتے ہیں کہ خود مجرم انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں .. وہ مسلمانوں کو بزرگانہ طور پر باور کرا دیتے ہیں کہ .. نہیں ، تم ہی مجرم ہو .. تم نے محنت نہیں کی .. راتوں کو اٹھ کر روئے نہیں .. نہ صرف یہ کہ نفرت کو دلوں سے نکال دیتے

ہیں .. بلکہ بعض بزرگ تو مجرمین کے لئے پائی جانے والی اس نفرت کو شفقت اور رحم کے جذبے سے بدل دیتے ہیں .. بزرگی کا کمال۔

چودہ سو سال تک امت کا طریقہ ایسے مواقع پر خود اٹھنے اور دوسروں کو اٹھانے کا رہا ہے .. جبکہ " احباب " کا طریقہ خود بیٹھنے اور دوسروں کو بٹھانے کا ہے .. چودہ سو سال تک امت کا طریقہ ایسے مواقع پر مجرمین سے انتقام لینے کا جذبہ دلوں میں بیدار کرنے کا ہے .. جبکہ " احباب " کا طریقہ دلوں سے مجرموں کی نفرت نکال کر ان کے لئے نرم گوشہ پیدا کرنے کا ہے ۔

احباب کی جو گل پاشیاں ہم نے اوپر ذکر کی ہیں ان کا جواب جاننے کے لئے اگلی قسط کا انتظار فرمائیں .. وما توفیقی الا باللہ .. اگلی قسط میں جواب عرض کیا جائے گا ان شاء اللہ

قسط: 31

غیرت کے موقعوں کو ضائع کرنے کی کوشش کرنا ...(حصہ دوم)

پچھلی قسط میں عرض کیا گیا تھا کہ جب کبھی کوئی ایسا گرم مرحلہ آتا ہے کہ .. مسلمان نوجوانوں کے بیدار ہونے .. اور میدان جہاد کا رخ کرنے کا امکان پیدا ہو جاتا ہے .. تو وہاں " احباب " پھرتی دکھا کر ان مواقع کو ضائع کرنے کی کوشش کرتے ہیں .. مختلف باتیں پھیلاتے ہیں .. نورانی چالوں اور جالوں سے جہاد کا راستہ روکنے کی کوشش کرتے ہیں .. اس سلسلے میں " احباب " کی چند گل افشانیوں کا بھی ذکر ہوا تھا .. اور ان تمام باتوں کا ایک مختصر جواب بھی عرض کیا گیا تھا کہ .. یہ طریقہ امت کے اب تک کے تعامل کے بالکل خلاف ہے .. امت کا تعامل اب تک یہ رہا ہے کہ .. ایسے مواقع پر مسلمانوں کو غیرت دلائی جائے .. اور ان کو آمادہ انتقام کیا جائے .. احباب بستر و اکرام دیگر امور کی طرح اس معاملے میں بھی امت سے الگ کھڑے نظر آ رہے ہیں..آج کی اس قسط میں ان کی گل افشانیوں کا قدرے تفصیلی جائزہ لیا جائے گا..ان شاء اللہ..واللہ ھو الموفق

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب اہلِ کفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنا کر یا کسی اور طریقے سے گستاخی کر دیتے ہیں .. یا قرآن کریم کی توہین کر دیتے ہیں .. اور اس کے نتیجے میں دنیا بھر کے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ جاتی ہے .. اور ایسے میں کچھ نوجوانوں کے دلوں میں جذبہ جہاد مچلنے لگتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ مجاہدین کے ساتھ مل کر کفر کے لئے عذاب بن جائیں .. مجاہدین کو امید پیدا ہو جاتی ہے کہ کچھ نوجوان ان کی طرف آئیں گے .. " احباب " کو خدشہ ہو جاتا ہے کہ کہیں کہیں کچھ لوگ ان حالات سے متاثر ہوکر میدانوں کا رخ نہ کر لیں .. تو " احباب " بلا تاخیر میدان میں کود پڑتے ہیں اور ان کے بیانات کچھ یوں ہوتے ہیں۔

""آج ہم کس بات پر ان کافروں سے شکوہ کر رہے ہیں.. ہمیں کیوں غصہ آرہا ہے .. کیا ہم نے ان تک کلمہ پہنچایا ہے؟؟ کیا ہم نے ان پر محنت کی ہے؟؟ .. کیا انہوں نے ہمیں تمام دنیاوی مصنوعات و ایجادات نہیں پہنچائیں؟؟ کیا یہ لوگ قیامت کے دن ہمارا گریبان نہیں پکڑیں گے کہ یا اللہ ! ہم نے ان لوگوں کو سب کچھ پہنچایا تھا .. ان لوگوں نے ہم تک کلمہ نہیں پہنچایا "" وغیرہ وغیرہ

اور کہتے ہیں

"" سب سے بڑے گستاخ تو ہم خود ہیں .. کیا ہم نے کلمے والی محنت کو نہیں چھوڑا ؟؟ کیا ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو اپنی زندگی سے نہیں نکالا ؟ کیا ہمارا گھر سنت کے مطابق ہے ؟ کیا ہماری دکان ہماری تجارت سنت کے مطابق ہے ؟ کیا ہمارے بازار سنت کے مطابق ہیں ؟ کیا ہمارے معاملات نبی کے طریقے کے مطابق ہیں ؟ تو سب سے بڑے گستاخ تو ہم خود ہیں .. وہ تو ہیں ہی کافر .. ہم نے کلمہ پڑھ کر بھی نبی کی سنت کو اپنی زندگی سے نکال دیا .. بازاروں اور دکانوں سے نکال دیا .. معاملات اور معاشرت سے نکال دیا .. تعلیم و تربیت سے نکال دیا .. اب بتاؤ ہم بڑے مجرم ہیں یا وہ (مجمع کہتا ہے : ہم ہیں .. یا سکوت اختیار کر کے تسلیم کرلیتا ہے کہ آپ کی باتیں درست ہیں ہم ہی مجرم ہیں) .. یہ سب ہماری کوتاہیاں ہیں ہم نے ان کو کلمہ نہیں پہنچایا .. ہم راتوں کو ان کے لئے نہیں روئے .. ہم نے اللہ سے ان کے لئے نہیں مانگا ""

محترم " احباب " ! مانتے ہیں کہ مسلمانوں کی دینی حالت آج کل بہت خراب ہے .. تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے معاملات ، معاشرت اور عبادات سب کی حالت بہت دگرگوں ہے .. لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اب کافروں کو کھلی چھوٹ دے دی جائے .. کہ وہ جو چاہیں کریں .. اب ہم کسی گستاخی رسول یا گستاخی قرآن پر حرکت میں نہیں آئیں گے.. نہیں نہیں ..اللہ کی قسم! اگر ایسا ہو گیا تو پھر ہمیں اس زمین پر جینے کا کوئی حق نہیں .. نہ ایمان بنانے کے لئے اور نہ گشت کرنے کے لئے اور نہ راتوں کو اٹھ کر کافروں کے لئے رونے کے لئے .. مسلمان کے پاس آخری چیز غیرت باقی رہنی چاہئے .. مسلمان جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم کی توہین کے بارے میں سنے تو اس کا غیرت میں آنا بہت اچھا لگتا ہے چاہے وہ شرابی کبابی اور دیگر گناہوں میں مبتلا کیوں نہ ہو .. تمام تر کمزوریوں کے باوجود ہمیں ایسے موقعوں پر آگ بگولا ہونا چاہئے .. اور اگر ہم ایسے مواقع پر یہ کہنے لگیں کہ نہیں نہیں پہلے اپنے آپ کو درست کرو پھر کافروں کے بارے میں کچھ سوچو یا کرو .. تو اللہ کی قسم! ہم میں کوئی خیر نہیں .. کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ عبادات ، معاملات اور معاشرت کے ہاتھ سے جانے کے بعد آخری چیز " غیرت " بھی ہمارے ہاتھ سے جاتی رہی .. باقی پھر بچا کیا ؟ .. اگر غیرت نہیں تو ایمان کہاں ؟ .. مجھے بتاؤ تو سہی غیرت کے بغیر مسلمان کے زندہ ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

محترم " احباب " ! آپ کے ان فرمودات کا مطلب تو یہ ہوا کہ .. پہلے اپنے آپ کو درست کرو پھر اپنے نبی یا قرآن کا انتقام لو .. یہ تو تقریباً وہی بات ہوئی کہ .. پہلے ایمان بناؤ پھر جہاد کرو .. تو اس کا جواب بھی وہی ہے جو اس سے پہلے ہم مفصل عرض کرچکے ہیں .. قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس قسط کے ساتھ اس قسط کو بھی ایک دفعہ پھر ملاحظہ فرمائیں.. کیا محترم احباب ! آپ یہ بھی کہہ دیں گے کہ پہلے خود کو درست کرو پھر حج پر جاؤ؟ .. پہلے خود کو درست کرو پھر نماز پڑھو ؟

محترم " احباب " ! کیا آپ کی یہ باتیں کلمہ حق ارید بھا الباطل کی بہترین مثال نہیں ؟ .... کیا یہ معقول ہے کہ کوئی آدمی کسی گناہ کو اس وجہ سے کر لے کہ چونکہ میں اس سے پہلے دیگر گناہوں میں مبتلا ہوں اس لئے اب یہ گناہ بھی مجھے کرنا چاہئے ؟؟ .. نہیں بھائی ! شریعت کا اصول بالکل واضح ہے کہ گناہ نہ کرو .. اگر کسی ایک گناہ میں مبتلا ہو تو اس کی وجہ سے دوسرا گناہ جائز نہیں ، اور نہ ہی ہلکا ہے .. اگر کوئی پانچ گناہوں میں مبتلا ہے تو اس کی وجہ سے چھٹا گناہ جائز ہو سکتا ہے نہ ہلکا .. اگر کوئی آٹھ دس گناہوں میں مبتلا ہے تو اس کا مطلب یہ ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ اب وہ رہی سہی کسر بھی نکال دے ... اب اگر ہمارے معاملات معاشرت اور عبادات خراب ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم اپنی آخری پونجی، زندگی کی آخری رمق .. غیرت .. کا بھی جنازہ نکال دیں۔

محترم " احباب " ! جب تک اللہ تعالیٰ کی یہ زمین آباد ہے گناہ ہوتے رہیں گے .. اور اگر سب لوگ نیک بن جائیں تو اللہ تعالی ایسے لوگوں کو پیدا فرمائیں گے جو گناہ کریں گے .. نادم ہو کر استغفار کریں گے توبہ کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائیں گے .. خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حدود کا اجراء ہوا ہے .. اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے جتنی دوری ہوتی گئی گناہ زیادہ ہوتے گئے .. ہر زمانے کے اہلِ علم نے اپنے اپنے زمانے کے فساد کا شکوہ کیا ہے کہ مسلمانوں کا سب کچھ تباہ ہو گیا .. امراء اور رعایا دین سے دور ہو رہے ہیں .. علماء و صلحاء میں بھی دین محض ایک رسم کی صورت اختیار کر گیا ہے روح نکل گئی ہے .. مختلف فتنے سر اٹھا رہے ہیں لگتا یہ ہے کہ قیامت بہت قریب آ گئی ہے وغیرہ وغیرہ .. لیکن بایں ہمہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم کی توہین ہوئی تو ان علماء کرام نے انہی مسلمانوں کو آواز دی .. اپنے ان معاشروں کو جھنجھوڑا جن سے وہ شاکی ہوا کرتے تھے .. تب انہوں نے یہ فلسفے نہیں جھاڑے جو ہمارے " احباب " جھاڑ رہے ہیں .. ان علماء کرام اور امراء و سلاطین نے اس وقت اُٹھنے اور اُٹھانے کا کام کیا نہ کہ بیٹھنے اور بٹھانے کا۔

محترم " احباب " ! آپ بےشک معاشرے کی اصلاح کریں مگر نہ اس طرح کہ مجرمین کی نفرت دلوں سے رخصت ہو جائے .. غیرت کا جنازہ نکل جائے .. آپ بےشک کمزوریوں پر تنقید کریں مگر نہ اس طرح کہ مسلمانوں کی کمزوریوں اور ترک عمل کو گستاخی کہا جائے اور ان کے ترک عمل اور عملی کمزوریوں کا واقعی گستاخی کے ساتھ تقابل کر کے غیرت کے جذبات کو ٹھنڈا کیا جائے .. اس عمل سے بہت بدبو آتی ہے کہ .. کہیں غیروں کے ایجنڈے پر تو کام نہیں ہو رہا کہ حساس مواقع پر مسلمانوں کو نہ صرف ٹھنڈا کیا جائے بلکہ ان کے ذہن میں یہ بٹھا دیا جائے کہ ان حالات کے تم ذمہ دار ہو۔

محترم " احباب " ! ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ کا تو اصول ہی کافروں کو دعوت نہ دینے کا ہے .. پھر اس راگ کا کیا مطلب کہ "کیا ہم نے ان تک کلمہ پہنچایا ہے؟.. وہ ہمارا گریبان پکڑیں گے.."... اور وہ بھی ایسے حساس موقع پر ؟؟

باقی باتوں کے جواب کے لئے آئندہ قسط کا انتظار فرمائیں

قسط: 32

غیرت کے موقعوں کو ضائع کرنے کی کوشش کرتا ... (حصہ سوم)

جب کوئی کلمہ گو طاغوت مسلمانوں کے خلاف کافروں کو اڈے دیتا ہے اور اس پر مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ جاتی ہے .. اور " احباب " کو یہ " خدشہ " پیدا ہو جاتا ہے کہ خدا نخواستہ ان حالات کی وجہ سے کچھ لوگ وہاں کا رخ نہ کر لیں تو ان کی نورانی چال کچھ یوں ہوتی ہے۔

""لوگ کہتے ہیں کہ حکومت نے امریکا کو اڈے دے دئے .. ہمارے فلاں بڑے نے فرمایا کہ تم نے کتنے اڈے دئے ہیں ان کو ؟ .. کیا تمہارے سر کے بال انگریزی نہیں ہیں ؟ .. کیا تمہارے گھر میں ٹی وی نہیں ہے ؟ .. کیا تم نے اپنے گھر میں ٹی وی رکھ کر کافروں کو اڈہ نہیں دیا ؟ .. کیا تم نے اپنی دکان میں غیر اسلامی معاملات کرکے کافروں کو اڈہ نہیں دیا ؟ تم نے اپنے جسم میں ان کو اڈے دئے .. اپنی دکان میں ان کو اڈے دئے .. اور انگلی دوسروں پر اٹھا رہے ہیں کہ انہوں نے اڈے کیوں دئے .. یہ حکمران کہاں سے آئے ہیں کوئی آسمان سے تو نہیں اترے .. ہمارے ہی معاشرے کے افراد ہیں .. اگر ہم کلمے کی محنت کرتے .. راتوں کو اٹھ اٹھ کر رو رو کر اللہ سے ان کے لئے مانگتے تو آج یہ نوبت نہ آتی ""

محترم " احباب " ! آپ کی یہ بات بالکل درست ہے کہ مسلمانوں کی دینی حالت آج کل بہت خراب ہے .. لیکن ان کی کمزوریوں کا کافروں کے اتحادیوں کی بدمعاشیوں کے ساتھ تقابل ہرگز درست نہیں .. بلکہ نرم سے نرم الفاظ میں ... یہ آپ لوگوں کی افسوس ناک اور سمجھ میں نہ آنے والی حرکت ہے .. کیا کافروں سے اتحاد سے بڑھ کر بھی کوئی بدمعاشی ہو سکتی ہے .. اور کیا آپ کے ان فرمودات سے ان طواغیت کے لئے کام آسان سے آسان تر نہیں ہوتا جائے گا ؟؟ .. کیا دلوں سے اس گناہ کی شناعت نہیں نکلے گی .. کیا یہی انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے ؟ .. انگریزوں کے طریقے پر بال رکھنا گناہ ضرور ہے لیکن یہ کافروں کو اڈہ دینا نہیں ہے .. اور یہ تشبیہ بہت ہی گمراہ کن تشبیہ ہے .. یہ طاغوت کی نفرت اور کفر کی شناعت کو دلوں سے نکالتی ہے .. یہ مظلوموں کی مظلومیت کو طویل سے طویل تر اور ظالموں کے لئے ظلم کو آسان سے آسان تر کرتی ہے ..

غیر اسلامی معاملات بلا شبہ گناہ ہیں مگر براہ کرم ان کا کافروں کے ساتھ اتحاد کے ساتھ تقابل کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح نہ کیا جائے .. اگر آپ ایسا کریں گے تو اس سے بدبو آنی شروع ہو جائے گی .. اور جب بدبو آنی شروع ہو جائے گی تو لوگوں میں اس کے اسباب کے کھوج لگانے کا تجسّس پیدا ہو جائے گا .. پھر ہوتے ہوتے بات بہت دور چلی جائے گی۔

ہم مانتے ہیں کہ مسلمانوں کا معاشرہ آج کل بگڑا ہوا ہے .. اور اس کی اصلاح کی کوشش بھی بہت ضروری ہے .. لیکن جیسے بھی ہیں ہم نے انہی مسلمانوں سے کام چلانا ہے .. انہی مسلمانوں کو ہم نے جہاد کے لئے ابھارنا ہے .. تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ناموس صحابہ کے لئے کھڑا کرنا ہے .. بلکہ

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اور آپ کا یہ فلسفہ بھی بجائے خود غلط ہے کہ اگر ہم کلمے کی محنت کرتے تو آج یہ نوبت نہ آتی .. اگر ہم ان پر محنت کرتے تو آج ہمیں یہ دن نہ دیکھنے پڑتے .. آپ تو کب سے ان کے قورمے اور کباب کھا رہے ہیں .. پھر کوئی تبدیلی کیوں نہیں آئی .. کرپشن اور فحاشی سمیت سب کچھ رو بہ ترقی ہے .. بات یہ ہے کہ فتنے آتے رہیں گے دعوت کے ہوتے ہوئے بھی فتنے ہوں گے .. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں ارتداد ، منع زکوٰۃ ، جبر و قدر ، رفض و خروج اور بعض دیگر فتنے آئے .. لیکن دنیا جانتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا طریقہ علاج کیا تھا .. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کسی نے بھی یہ فلسفہ نہیں جھاڑا کہ ہم نے محنت نہیں کی اور ہم راتوں کو روئے نہیں .. چلو قتال کو موقوف کر کے راتوں کو رونا شروع کر دیتے ہیں .. اگر آپ ہر مہینے بھی اجتماع کرنے لگ جائیں تب بھی فتنے آئیں گے .. اگر ہر شخص چار مہینے والا بن جائے تب بھی ہوں گے .. یہی پرانے احباب اور پرانی حبیبات فتنے اٹھائیں گے .. اور دنیا جانتی ہے کہ فتنوں کا علاج قرآن کریم نے قتال کو قرار دیا ہے۔

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة و يكون الدين كله لله .. اس لئے مذکورہ فتنے کا علاج بھی قتال ہی ہے .. بلکہ ہر قوت والے فتنے کا علاج وہی ہے جو فتنہ ابوجہل کا تھا .. جو شرک مکہ کا تھا .. ولن يصلح آخر هذه الأمة الا بما صلح به اولها

جب کسی جگہ کفار مسلمانوں پر وحشیانہ بمباری کر لیتے ہیں یا اور کسی طریقے سے ظلم کرتے ہیں .. اور کچھ مسلمانوں کے جاگنے اور میدان جہاد کی طرف جانے کا " خدشہ " پیدا ہو جاتا ہے .. تو " احباب " اسی جال، چال اور جذبے کے ساتھ میدان میں کود پڑتے ہیں اور پھر ان کی گل پاشیاں کچھ یوں ہوتی ہیں۔

""دیکھو سود سے باز آجاؤ.. ورنہ یہ پیسے بم بن کر تمہارے اوپر گریں گے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے .. یہ جو آج افغانستان و فلسطین وغیرہ میں ہو رہا ہے .. یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے .. ان کو اپنے اعمال نے پکڑ لیا ہے ""

افغانستان ، عراق ، شام ،وزیرستان، سوات اور مسلمانوں کی دیگر ہنستی بستی آبادیوں کو بھسم کرنے والو ! یہ ہیں تمہارے حقیقی " احباب " .. ان کا خوب خیال رکھو .. جو دینی طبقہ تمہارے خلاف کھڑا ہو سکتا تھا اسے ان لوگوں نے قابو کر لیا ہے .. اب تم جہاں چاہو ٹینکوں اور طیاروں سمیت جاؤ .. جو چاہو کرو .. تمہیں کوئی روکنے والا نہیں ہوگا .. لوگ یہی کہیں گے کہ ان کو اپنے اعمال کی سزا مل رہی ہے .. آپ کے مارے ہوؤں کو لوگ اللہ کے مارے ہوئے سمجھیں گے .. اب قرآن کی صدا ... **وما لكم لا تقاتلون** ... سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں

محترم " احباب " ! آپ کا اصول یہ ہے کہ خامیوں کو نہ دیکھو خوبیوں کو دیکھو .. تو یہ اصول یہاں غائب ہو جاتا ہے .. یا آپ لوگ بھول جاتے ہیں .. ؟؟

دیکھ بھائی ! سیدھی سی بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مظلوموں اور کمزوروں کی مدد کا حکم دیا ہے یہ دیکھے بغیر کہ ان کے مظلوم و مقہور ہونے کی وجہ کیا ہے .. اللہ تعالی فرماتے ہیں: **وما لكم لا تقاتلون في سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان** ..... الآیہ ... اس آیت میں یا کسی اور آیت میں یا حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ پہلے دیکھو .. اگر ان پر ان کے اعمال کی وجہ سے عذاب آیا ہو تو ان کی مدد نہ کرو .. اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ گناہ گار تو بالکل نہیں تھے .. ٹھیک ٹھاک لوگ تھے .. جماعت میں وقت بھی لگایا کرتے تھے .. چونکہ وہ گناہ گار نہیں تھے .. اس لئے کافروں نے ان پر ظلم کیا ہے .. جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو پھر ان کی مدد کرو۔

ایک ہے اللہ تعالیٰ کی تقدیر ، قضاء و قدر ،، اور ایک ہے اللہ تعالیٰ کا امر .. بندہ اللہ تعالیٰ کے امر کا پابند ہے .. تقدیر کا نہ اسے علم ہے اور نہ وہ اس کا پابند ہے .. احباب کرام کمال یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو تو چھوڑ دیتے ہیں جس کے

وہ پابند ہیں اور جس کا انہیں علم ہے اور جس کے لئے وہ پیدا کئے گئے ہیں .. اور ان کاموں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جن کا نہ انہیں علم ہے نہ ان کے بارے میں پوچھا جائے گا نہ وہ ان کی پیدائش کا مقصد ہیں .. اب جہاں بھی تمہیں مسلمانوں پر کافروں کا ظلم نظر آئے تو وہاں تمہارے لئے اللہ کا حکم یہ ہے کہ مظلوموں کی مدد کرو .. اسی حکم کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا .. اسی کے تم پابند ہو .. باقی رہی یہ بات کہ کون سے حالات کس قوم کے لئے کیا ہیں .. تو نہ تو تمہارے پاس اس بارے میں کوئی حتمی علم ہے اور نہ یہ تمہارا کام ہے اور نہ ہی تم سے اس بارے میں پوچھا جائے گا .. یہ اللہ تعالی کا کام ہے کہ کس قوم کا امتحان لے کتنا لے کن حالات کے ذریعے سے لے .. وہ حالات اس قوم کے حق میں اچھے ہیں یا برے ... یعنی عذاب ... ان باتوں سے آپ کا کوئی تعلق نہیں .. آپ کے لئے حکم ہے مظلوم کی مدد .. وہ کر .. اللہ کے کام کو اللہ کے لئے چھوڑ .. آپ کے رویے سے لگتا تو یہ ہے کہ احد و احزاب و حنین کے حالات اگر آپ کے سامنے ہوتے تو بھی شاید یہی فلسفہ بیان ہوتا .. والعیاذ باللہ .. ہمارے ہاں تو قندھار غزنی میران شاہ وغیرہ بہت سے علاقوں پنجاب و ہندوستان و یورپ وغیرہ سے دینی حالت میں بہت اچھے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے کاموں میں خاموشی ہی متعین ہے ۔

احباب کرام ! ایسی باتیں کرتے ہوئے کیا تمہیں شرم محسوس نہیں ہوتی ؟ ڈر نہیں لگتا ؟ کیا تم فرشتے ہو ؟؟ .. کیا جھوٹی حدیثیں بیان کرنا سود سے چھوٹا گناہ ہے ؟؟ .. خود ساختہ مسائل اور دین کے مقابلے میں خود ساختہ عقلی مثالیں قتل سے کم ہیں ؟ یار کبھی اپنے گریبان میں بھی جھانکا ہے تم نے ؟

چلو اگر بالغوں کو عذاب نے پکڑا ہے .. ولدان ... چھوٹے بچوں ... کی خاطر تو کچھ کرو .. لیکن لگتا ہے تم نے کچھ کرنا نہیں ہے .. کیونکہ تمہیں فی الحال امت کے غم سے فرصت نہیں۔

قسط:33

درس قرآن سے فرار کیوں؟

احبابِ کرام کے کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ .. ہمارے علم کے مطابق .. ان کے کسی مرکز میں درس قرآن نہیں ہوتا .. ومن ابتغى الهدى في غيره أضله الله .. بلکہ بیسیوں جگہوں سے یہ شکایتیں آئی ہیں کہ درس قرآن سے روکا جاتا ہے .. لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون .. طریقہ واردات وہی گمراہ کن عقلی مثالیں .. مثلاً کہا جاتا ہے کہ: آج کل امت کی مثال اس مریض کی ہے جس کا معدہ کافی کمزور ہو .. اور قرآن تو بہت طاقتور غذا ہے .. اسے امت کے کمزور معدے برداشت نہیں کر سکیں گے .. آپ ذرا غور کریں .. اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے ؟ .. یہی نا ! کہ .. قرآن امت کی موت کا سبب بن سکتا ہے ... فتبا لهم ثم تبا .. قاتلهم الله أنى يؤفكون .. بعض حضرات اس گمراہی کو مختصراً یوں کہتے ہیں کہ : قرآن تو بڑا گوشت ہے .. امت کے کمزور معدوں کے لئے ہماری محنت کی مثال دودھ فیرنی اور کیلے کی ہے .. استغفراللہ .. نقل کفر کفر نباشد

ارے بھائی ! قرآن شفاء ہے شفاء .. دنیا کے ہر مریض کے لئے شفاء .. چاہے اس کا معدہ بدمست ہاتھی جیسا ہو یا کمزور کیڑے جیسا .. اب کوئی قرآن سے اپنا علاج نہ کرے تو اس میں قرآن کا کوئی قصور نہیں .. قرآن کفر اور شرک سمیت ہر مرض کا علاج کرتا ہے .. عرب کے شرک کا علاج قرآن سے کیا گیا .. اب تک قرآن نے ہر فتنے کے علاج کے لئے کافی علاج مہیا کیا ہے۔

یہ حضرات درس قرآن کر بھی کیسے سکتے ہیں .. آیات الولاء والبراء اور آیات الجہاد والقتال کا کیا کریں گے .. اب تک بتیس قسطوں میں ذکر کردہ آیات اور ان جیسی دیگر آیات کا کیا کریں گے ؟ .. ہر دفعہ تاویل کریں تو بھی گاڑی نہیں چل سکتی .. نہ کریں تو بھی ناؤ کے ڈوب جانے کا خطرہ .. دکان کے بند یا کمزور ہونے کا خدشہ .. اس لئے .. درس قرآن ہی سے جان چھڑاؤ .. قرآن بڑا گوشت ہے۔

آخر میں ایک سادہ سے سوال پر غور کریں .. کہ .. کوئی ایسی جماعت حق پر ہوسکتی ہے جو قرآن سے ڈرتی ہو؟

دار الافتاء سے گریز کیوں؟

احبابِ کرام کے کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فتووں مفتیوں اور دارالافتاء سے بہت چھڑتے ہیں .. ہمارے علم کے مطابق .. ان کے کسی سینٹر (مرکز) میں دارالافتاء نہیں ہے .. میں نے کئی حضرات سے اس کی وجہ پوچھی ... آپ بھی تجربہ کرکے دیکھ لیں .. ارشاد عنایت فرمایا کہ : اس سے توڑ پیدا ہوتا ہے .. جی ہاں ! واقعی دارالافتاء سے توڑ پیدا ہوتا ہے .. کیونکہ دارالافتاء سے بریلویوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت ملنا مشکل ہے .. جوڑ کیسے آئے گا .. دارالافتاء سے سوال کے مطابق کسی کے کفر تو کسی کے فسق کا فتوی صادر ہوگا اور کسی کے پیچھے نماز کے جائز نہ ہونے کا .. یہ تمام باتیں احباب کرام کے فلسفہ جوڑ کے خلاف ہیں .. اور اگر دارالافتاء سے سوال کیا گیا کہ : غیر عالم کا وعظ کہنا یا بیان کرنا کیسا ہے جبکہ نیچے علماء بیٹھے ہوں اور اس کا سننا جائز ہے کہ نہیں تو .....؟ .. اس لئے دارالافتاء نہ ہو تو اچھا ہے اس سے توڑ پیدا ہوتا ہے۔

قسط: 34

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو سو دفعہ دعوت دی تھی؟

اَحباب خوب زور و شور سے یہ بیان کرتے رہتے ہیں .. بلکہ اب تو سو سے تین ہزار تک پہنچ گئے ہیں .. اللہ خیر کرے .. پتا نہیں آگے کہاں تک جانے کا ارادہ ہے .. اور اسی سلسلے میں ایک کہانی بھی گھڑ رکھی ہے .. کہ سخت سردی کی ایک رات میں جبکہ سخت اندھیرا تھا اور بارش بھی ہو رہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کو دعوت دینے تشریف لے گئے .. دروازہ کھٹکھٹایا .. ابوجہل نے قسم کھا کر کہا کہ جو شخص اس وقت میرے دروازے پر آیا ہے میں اس کی ہر ضرورت پوری کروں گا . .. لیکن ایمان پھر بھی نہ لایا ... الخ ... یہ سب کچھ میڈ ان رائیونڈ ہے .. حدیث اور سیرت کی مستند کتابوں میں اس کا کہیں اتا پتا نہیں ... قاتل اللہ واضعہ ..

یہ بات قرآن ، انصاف اور عقل کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ نقصان دہ بھی ہے۔

قرآن کے خلاف:

- إن الذين كفروا سواء عليهم أأنذرتهم أم لم تنذرهم لا يؤمنون ¤ البقرة 6
- إن الذين حقت عليهم كلمة ربك لا يؤمنون ¤ يونس 86

یہ اور ان جیسی دیگر آیات مفسرین کی ایک جماعت کے مطابق کچھ متعین کفار کے بارے میں جیسے ابوجہل ابولہب ولید وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں .. ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ بھی ہو یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

عقل کے خلاف:

کوئی نرم سے نرم انسان بھی اپنے دین کے خلاف تیسری دفعہ بات نہیں سن سکتا .. پھر ابوجہل جیسا متکبر فرعون سویں دفعہ یا تین ہزارویں دفعہ سنے گا ..؟؟؟ .. کچھ ٹھکانہ ہے اس جھوٹ اور بیوقوفی کا ..؟؟؟ .. جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

کوئی کام نہیں تھا سوائے ابوجہل کو دعوت دینے کے .. اور ابوجہل کا کوئی کام نہیں تھا سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سننے کے۔

انصاف کے خلاف:

یہ تو تھا نہیں کہ ابوجہل نے خود کو اس کام کے لئے فارغ کیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے گا مجھے دعوت دے گا میں سنوں گا اس لئے مجھے تیار بیٹھنا چاہئے ... بلکہ ظاہر ہے کہ ... ابوجہل کبھی گھر پر ہوگا کبھی نہیں .. کبھی سو رہا ہوگا کبھی قضاء حاجت میں مشغول .. کبھی نہانے میں تو کبھی کسی اور کام میں مشغول ... کتنی دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتظار کرنا پڑا ہوگا ... اب آپ غور کریں کہ ان سو دفعہ یا تین ہزار دفعہ میں کتنا وقت خرچ ہوا ہوگا .. اس وقت کو کہیں اور لگا لیتے تو کیا دس بارہ آدمی مسلمان نہ ہو جاتے؟؟؟

نقصان دہ :

ایک تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے .. من كذب على متعمدا فليتبوء مقعده من النار ..

دوسرے ابوجہل کو بہت وسیع الصدر اور حلیم و بردبار انسان کے طور پر پیش کرنا ہے جس نے اپنے دین (شرک) کے خلاف سو یا تین ہزار دفعہ دعوت کو سننے کا ریکارڈ قائم کیا۔

تیسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک فاقد الحواس اور معاملے کو نہ سمجھنے والے انسان کے طور پر پیش کرنا ہے .. اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف کے ساتھ ساتھ دین کی توہین کا پہلو بھی واضح ہے۔

چوتھے اس سے کفار کے لئے حد سے زیادہ ہمدردی پیدا ہوتی ہے کہ جب ابوجہل جیسے شخص کو سو یا تین ہزار دفعہ دعوت دی گئی تو آج کے کافر تو اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہر ایک کو الگ الگ سینکڑوں دفعہ دعوت دی جائے .. جس کا نتیجہ مجاہدین کے ساتھ بغض کی صورت میں نکلتا ہے .. اور شاید اس بات کو ان عوام میں چلتا کرنے کا مقصد یہی ہو۔

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو کتنی دفعہ دعوت دی؟؟؟

جواب: اکیلے ابوجہل کو ایک دفعہ بھی نہیں .. ہاں جب قریش کو دعوت دی تو اس مجمع میں یہ ملعون بھی تھا .. ابوطالب کو بستر مرگ پر جب دعوت دی تو اس وقت سرہانے یہ فرعون بھی بیٹھا تھا .. دعوت بہرحال ابوطالب کو دی جا رہی تھی .. سن یہ ملعون بھی رہا تھا .. بہرحال الگ اس فرعون کو دعوت دینا ثابت نہیں۔

البتہ ابوجہل کو ڈانٹ پلانا ثابت ہے:

عَنْ ابْنِ عَبّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَجَاءَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هَذَا فَانْصَرَفَ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَبَرَهُ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا بِهَا نَادٍ أَكْثَرُ مِنِّي فَأَنْزَلَ اللَّهُ (فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ) فَقَالَ ابْنُ عَبّاسٍ فَوَاللَّهِ لَوْ دَعَا نَادِيَهُ لَأَخَذَتْهُ زَبَانِيَةُ اللَّهِ .. الترمذي في تفسير قول الله عز وجل ... فليدع ناديه

یہ تو تھا انفرادی طور پر اس فرعون کو ڈانٹا .. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتماعی طور پر بھی قریش کے پورے پارلیمنٹ کو ڈانٹا ہے نہ صرف ڈانٹا ہے بلکہ قتل بلکہ ذبح کی دھمکی بھی دی ہے .. غالب گمان یہ ہے کہ اس گمراہ پارلیمنٹ میں اس واقعے کے دوران ابوجہل بھی تھا .. کیونکہ کفر کی اس مجلس کی سربراہی عام طور پر یہی کیا کرتا تھا۔

لیجئے حدیث:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا أَكْثَرَ مَا رَأَيْتَ قُرَيْشًا أَصَابَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ فِيمَا كَانَتْ تُظْهِرُ مِنْ عَدَاوَتِهِ قَالَ حَضَرْتُهُمْ وَقَدْ اجْتَمَعَ أَشْرَافُهُمْ يَوْمًا فِي الْحِجْرِ فَذَكَرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا مَا رَأَيْنَا مِثْلَ مَا صَبَرْنَا عَلَيْهِ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ قَطُّ سَفَّهَ أَحْلَامَنَا وَشَتَمَ آبَاءَنَا وَعَابَ دِينَنَا وَفَرَّقَ جَمَاعَتَنَا وَسَبَّ آلِهَتَنَا لَقَدْ صَبَرْنَا مِنْهُ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ أَوْ كَمَا قَالُوا قَالَ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ يَمْشِي حَتَّى اسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ مَرَّ بِهِمْ طَائِفًا بِالْبَيْتِ فَلَمَّا أَنْ مَرَّ بِهِمْ غَمَزُوهُ بِبَعْضِ مَا يَقُولُ قَالَ فَعَرَفْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ مَضَى فَلَمَّا مَرَّ بِهِمْ الثَّانِيَةَ غَمَزُوهُ بِمِثْلِهَا فَعَرَفْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ مَضَى ثُمَّ مَرَّ بِهِمْ الثَّالِثَةَ فَغَمَزُوهُ بِمِثْلِهَا فَقَالَ تَسْمَعُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ فَأَخَذَتْ الْقَوْمَ كَلِمَتُهُ حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا كَأَنَّمَا عَلَى رَأْسِهِ طَائِرٌ وَاقِعٌ حَتَّى إِنَّ أَشَدَّهُمْ فِيهِ وَصَاةً قَبْلَ ذَلِكَ لَيَرْفَؤُهُ بِأَحْسَنِ مَا يَجِدُ مِنْ الْقَوْلِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَقُولُ انْصَرِفْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ انْصَرِفْ رَاشِدًا فَوَاللَّهِ مَا كُنْتَ جَهُولًا قَالَ فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ الْغَدُ اجْتَمَعُوا فِي الْحِجْرِ وَأَنَا مَعَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ذَكَرْتُمْ مَا بَلَغَ مِنْكُمْ وَمَا بَلَغَكُمْ عَنْهُ حَتَّى إِذَا بَادَأَكُمْ بِمَا تَكْرَهُونَ تَرَكْتُمُوهُ فَبَيْنَمَا هُمْ فِي ذَلِكَ إِذْ طَلَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَثَبُوا إِلَيْهِ وَثْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَأَحَاطُوا بِهِ يَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ كَذَا وَكَذَا لِمَا كَانَ يَبْلُغُهُمْ عَنْهُ مِنْ عَيْبِ آلِهَتِهِمْ وَدِينِهِمْ قَالَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ أَنَا الَّذِي أَقُولُ ذَلِكَ قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ أَخَذَ بِمَجْمَعِ رِدَائِهِ قَالَ وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ دُونَهُ يَقُولُ وَهُوَ يَبْكِي (أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ) ثُمَّ انْصَرَفُوا عَنْهُ فَإِنَّ ذَلِكَ لَأَشَدُّ مَا رَأَيْتُ قُرَيْشًا بَلَغَتْ مِنْهُ قَطُّ .. (أخرجه أحمد من حديث عبد الله بن عمرو وأخرجه البخاري باختصار في تفسير قول الله تعالى أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله ، وفي فضائل الصحابة باب لو كنت متخذا خليلا)

واضح رہے کہ ذبح کرنے کی یہ دھمکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی دور میں دی جسے چند سالوں بعد سچ کر دکھایا

ہاں! ابوجہل کو بددعا دینا ثابت ہے۔

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَى جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ فَجَاءَ بِهِ فَنَظَرَ حَتَّى سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِي شَيْئًا لَوْ كَانَ لِي مَنَعَةٌ قَالَ فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ قَالَ وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذَلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمَّى اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ يَحْفَظْ قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعَى فِي الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ) البخاري في الوضوء. . باب إذا ألقي على ظهر المصلى قذر أو جيفة لم تفسد عليه صلاته)

نیز بحث مذکور کے دوران یہ سوالات بھی تو ہونے چاہئیں۔

عتبہ کو کتنی دفعہ دعوت دی ؟؟؟

ولید کو کتنی دفعہ دعوت دی ؟؟؟

ابی بن خلف کو کتنی دفعہ دعوت دی ؟؟؟

کعب بن اشرف کو کتنی دفعہ دعوت دی ؟؟؟

اگر ابوجہل قوم کا بڑا تھا تو یہ لوگ بھی ایسے ہی تھے .. بلکہ بعض لوگ تو ابوجہل سے بھی زیادہ بڑے تھے .. چلیں کم از کم ڈیڑھ ہزار دفعہ تو ان کا بھی حق بنتا تھا۔

اللہ تعالی ہمیں حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قسط:35

کیا دعوت اس امت کے ساتھ خاص ہے؟

تبلیغی حضرات نے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پھنسانے کے لئے کئی باتیں عام کی ہیں ... ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ... " اصل میں یہ دعوت انبیاء علیہم السلام کا کام ہے اسے پہلے انبیاء ہی کیا کرتے تھے لیکن چونکہ ہمارے نبی کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا .. اس لئے ختم نبوت کے طفیل یہ کام اس امت کے سپرد کیا گیا "اور یہ بات کچھ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ جاہل کارکنوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ بس یہی کام ہی انبیاء والا کام ہے .. اس کے ساتھ ساتھ جہاد کے تمام تر فضائل اٹھا کر یہاں فٹ کئے جاتے ہیں .. جس سے ان کا ذہن خراب ہو جاتا ہے اور سمجھتے ہیں کہ بس یہی ایک کام ہے۔

اب آتے ہیں اس بات کی طرف کہ : کیا واقعی دعوت ، امر بالمعروف والنہی عن المنکر اس امت کے ساتھ خاص ہے ؟

جواب یہ ہے کہ: نہیں ، یہ پچھلی امتوں پر بھی حسب احوال ضروری تھا .. ترک کرنے پر عذاب بھی آیا ہے۔

دلائل:

1. لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُواْ يَعْتَدُونَ كَانُواْ ... لاَ يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُواْ يَفْعَلُونَ (سورة المائدة الاية رقم 78 ، 79)
2. فَلَوْلاَ كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ أُوْلُواْ بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الأَرْضِ إِلاَّ قَلِيلاً مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُواْ مَا أُتْرِفُواْ فِيهِ وَكَانُواْ مُجْرِمِينَ (سورة هود الاية رقم 116)
3. يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُوْلَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ (سورة آل عمران الاية رقم 114)
4. فَلَمَّا نَسُواْ مَا ذُكِّرُواْ بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُواْ بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُواْ يَفْسُقُونَ (سورة الأعراف الاية رقم 165)
5. أول ما دخل النقص على بني إسرائيل، كان الرجل يلقى أخاه فيقول: يا هذا اتق الله ودع ما تصنع؛ فإنه لا يحل لك. ثم يلقاه من الغد فلا يمنعه ذلك من أن يكون أكيله وشريبه وقعيده، فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم ببعض. ثم قال: لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (رواه أبوداود والترمذي في باب التفسير)

6. عن جابر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أوحى الله إلى ملك من الملائكة أن اقلب مدينة كذا وكذا عل أهلها، قال إن فيها عبدك فلانا لم يعصك طرفة عين، قال اقلبها عليه وعليهم، فإن وجهه لم يتمعر في ساعة قط. قال الهيثمي في المجمع: رواه الطبراني في الأوسط من رواية عبيد بن إسحق العطار عن عمار بن سيف وكلاهما ضعيف ووثق عمار بن سيف ابن المبارك وجماعة ورضي أبو حاتم عبيد بن إسحاق. والحديث بمجموع طرقه يرتقي إلى درجة الحسن

دلائل کا خلاصہ :

دعوت یا امر بالمعروف والنہی عن المنکر کا کام نہ صرف پچھلی امتوں میں تھا بلکہ اپنے شرائط کے مطابق ضروری تھا جس کے ترک پر عذاب آئے ہیں۔

مذکورہ دلائل کے علاوہ مؤمن آل فرعون ، حبیب نجار اور آسیہ امرأۃ فرعون کے قصے بھی مستقل دلائل ہیں۔

بلکہ سورۃ آل عمران کی آیت 110

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّهِ

کے تحت تفاسیر ملاحظہ فرمائیں .. وہاں آپ کو

یہ سوال ملے گا کہ : جب امر بالمعروف والنہی عن المنکر کا کام پچھلی امتوں میں تھا تو اس امت کی کیا تخصیص ؟؟؟ یعنی مفسرین کے ہاں یہ واضح بات ہے کہ یہ کام پچھلی امتوں میں بھی تھا .. جواب دیتے ہیں کہ اس امت کی دعوت عام بھی ہے اور تام بھی .. تام اس طرح کہ اس کے پیچھے جہاد کی قوت ہے .. دیکھئے بیان القرآن اور معارف القرآن اور دیگر تفاسیر

قسط:36

کچھ تبلیغی گشت سے متعلق

تبلیغی گشت میں سب سے پہلے گشت کی اہمیت بیان کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تمام انبیاء گشت کیا کرتے تھے

جواب: انبیاء کرام علیہم السلام کی گشت کیسے ہوتی تھی؟ .. آپ کی طرح؟؟؟ ہرگز نہیں .. ہرگز نہیں .. ہرگز نہیں .. هاتوا برهانكم أن كنتم صادقين .. کوئی ایک حدیث دکھاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کسی صحابی یا تابعی نے بترتیب رائیونڈی تبلیغی گشت کی ہو .. نہیں دکھا سکو گے .. جب دکھا نہیں سکتے تو مروجہ گشت سے پہلے یہ کہنا کہ گشت انبیاء کی سنت ہے جھوٹ ہے جب تک یہ وضاحت نہ ہو کہ ہماری یہ گشت بعد کی ایجاد ہے ترتیب ہیئت طرز سب کچھ نیا ہے .. اگر یہ وضاحت نہیں ہوگی تو یہی تلبیس ہے .. کیونکہ لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اسی طرح کی گشت کیا کرتے تھے .. تو یہی ترتیب لوگوں کے ذہنوں میں گشت انبیاء ہوگی جو کہ واضح دھوکہ ہے چاہے دانستہ دیا گیا ہو یا نادانستہ ۔

یہاں ایک اصول بھی سمجھ لیں کہ بات کا وہی مفہوم معتبر ہوتا ہے جو مخاطبین لیتے ہیں نہ وہ جو کسی متکلم کے ذہن شریف کے نہاں خانے میں تشریف فرما ہوتا ہے .. اسی اصول کے تحت کسی بات کو سچ یا جھوٹ ، صحیح یا غلط کہیں گے .. اب اگر کوئی تبلیغی برسرِ منبر شب جمعہ یا اجتماع میں کہے کہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے سفر کئے اور وضاحت نہ کرے تو اس کی یہ بات جھوٹ ہوگی کیونکہ مخاطبین مروجہ تبلیغی سفر سمجھیں گے جو کہ واقعہ کے خلاف ہے .. لہذا یہ مقرر .. من كذب على متعمدا فليتبوء مقعده من النار .. میں داخل ہوگا .. تبلیغی ماحول میں " سفر " کا مفہوم مخصوص تبلیغی سفر کا متعین ہے مخاطب یہی مطلب سمجھتے ہیں لہذا نبوی جہادی اسفار کے واقعات کو بلا وضاحت نقل کرنا جھوٹ اور تلبیس ہے .. نسأل الله العافية .. اور ایسی جرات وہ کر سکتے ہیں جو حقیقی تقویٰ سے دور ہوں .. بالکل اسی طرح اگر کوئی کہے گا کہ : گشت انبیاء کی سنت ہے تو لوگ اسی موجودہ ترتیب کو سنت سمجھ کر مقاصد میں داخل کر دیں گے .. اور اسی کو بدعت کہتے ہیں اور یہی ہو رہا ہے .. لوگوں نے ذرائع اور وسائل کو مقاصد کا درجہ دے دیا ہے .. اور اسی سلسلے میں عجیب و غریب کہانیاں بھی سامنے آ رہی ہیں۔

ایک دفعہ ایک مسجد میں عصر سے کچھ پہلے دو صاحب آئے .. بندہ بھی وہاں موجود تھا .. ایک سفید ریش تبلیغی اور ایک اس کے ساتھ نوجوان مولوی .. کہا : آج ہمارا بیرونی گشت ہے اس مسجد کا انتخاب ہوا ہے .. چلو جی .. عصر کے بعد بیان ہوا .. بیان میں وہی پھٹی پرانی باتیں بلا سند و بلا حوالہ کہانیاں .. اور .. انبیاء کی سنت .. چالیس دن عذاب کا اٹھ جاتا وغیرہ وغیرہ .. بیان کے بعد گشت میں جانے کا مطالبہ ہوا .. محلے والوں نے کہا : امیر صاحب ! گشت کی ضرورت نہیں کیونکہ مزید کسی بندے کے آنے کی توقع نہیں .. محلے کے گنے چنے افراد یہاں سب موجود ہیں .. کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا .. لیکن امیر صاحب مصر رہے کہ نہیں .. کوئی آئے نہ آئے گشت بذات خود بھی تو ایک عبادت ہے .. ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ گشت کسی بھی حال میں نہ چھوڑو .. جب تبلیغی حضرات " ہمارے بزرگ فرماتے ہیں " فرما دیتے ہیں تو ان کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے ؟؟؟ .. سو ایک ٹیم گشت کے لئے گئی .. مولوی صاحب کو " بیٹھ کر بات " کے لئے بٹھا دیا .. کچھ دیر بعد صرف ہم دو رہ گئے .. میں نے عرض کیا : یہ گشت ذریعہ ہے یا مقصد ؟ .. اگر مقصد ہے تو ثبوت ؟ اگر ذریعہ ہے تو جھوٹ ، کیونکہ معاملہ تو اس کے ساتھ مقصد کا کیا جا رہا ہے جیسا کہ ابھی ہوا اور بکثرت ہوتا ہے .. مولوی صاحب خوش بخت تھے .. بات سمجھ میں آ گئی مان گئے .. غصے ہو گئے اور چلے گئے .. امیر صاحب ٹیم کو لے کر آگئے تو مولوی صاحب ندارد .. خیر باقی کام ویسے بھی امیر صاحب نے کرنا تھا سو انہوں نے سنبھالا ..

ہمارے ایک ساتھی نے اپنے والد صاحب (پرانے تبلیغی) کا واقعہ سنایا کہ وہ تو اپنے محلے کی گشت میں یہی کرتے ہیں .. ان کو پتا ہوتا ہے کہ کسی نے نہیں آنا لیکن گشت کو ضروری سمجھتے ہیں تاکہ معمول نہ چھوٹے .. سبحان اللہ .. بلکہ وہ تو یہ بھی کرتے ہیں کہ اپنے ہی بیٹوں بھتیجوں (اور وہ گشت میں ساتھ ہوتے ہیں) کے گھروں بلکہ خود اپنے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں کہ کوئی مرد ہے؟ اندر سے جواب آتا ہے کہ نہیں تو فرماتے ہیں کہ آجائے تو کہنا تبلیغ والے مسجد میں بلا رہے تھے .. سبحان اللہ .. اسی محلے کے کئی حفاظ و علماء مجھے یہ واقعہ کئی دفعہ بیان نہ کرتے تو میں کبھی اس کو نہ لکھتا .. نوبت بایں جا رسید ..

یقولون: جس محلے میں گشت ہوتی ہے اس محلے سے چالیس دن عذاب اٹھا لیا جاتا ہے۔

اقول: بے بنیاد بات ہے بالکل ایسے ہی جیسے شرح العقائد کی یہ حدیث: إن العالم والمتعلم إذا مرا على قرية فإن الله يرفع العذاب عن مقبرة تلك القرية أربعين يوما .. بعض چالیس دن رحمت کا کہتے ہیں وہ بھی بے بنیاد ہے۔

یقولون: بدھ کے دن لوگ زیادہ مسلمان ہوتے ہیں کیونکہ اس دن گشت ہوتی ہے .. محنت ایک جگہ ہوتی ہے اس کا اثر دوسری جگہ پڑتا ہے۔

اقول: محنت ایک جگہ ہو اثر دوسری جگہ ہو.. یہ جہاں قانون فطرت کے خلاف ہے وہاں اس کی کوئی اصل قرآن و سنت سے بھی نہیں ملتی .. ہاں ایک اچھا پھندا ضرور ہے کولہو کے بیلوں کو پھنسائے رکھنے کا .. کہ کہیں کوئی شخص اس بے مقصد عمل سے تھک جانے کا نام نہ لے۔

اگر آپ کی گشتوں کا اثر یورپ پر پڑتا ہے تو صرف بدھ کو نہیں روزانہ آپ کو گشت کرنا چاہئے اور دن رات کرنا چاہئے کیونکہ امت کا غم بھی اور نقد اَثر بھی .. اور کیا چاہئے ؟؟؟یوں کئی مہینوں میں پورا یورپ مسلمان ہو جائے گا .. قصہ ختم خدا کے لئے کبھی تو اپنی گشت سے کوئی اثر کسی امریکی بیڑے جہاز یا ٹینک کے تباہ کرنے یا کسی صدر وزیر یا جرنیل کے مارنے کا بھی دکھا دو .. یا تمہاری طرح تمہارے اثر بھی جہاد نہیں چاہتے ؟؟؟

یقولون: ارادے سے ایک نیکی ملتی ہے۔

اقول: بے شک! لیکن تمہارا اصرار لوگوں سے نیکی کے نام پر جھوٹ بلواتا ہے .. نوجوان لڑکے بیان کی طوالت سے تنگ آ کر اور مجلس کو جلدی برخواست کرنے کے چکر میں اور امیر صاحبان کے اصرار سے زچ ہو کر ارادے لکھواتے ہیں حالانکہ دل میں یہی ہوتا ہے کہ نہیں جانا .. اب آپ خود سوچیں کہ ایک آدمی نہ جانے کا سو فیصد ارادہ رکھتا ہے اور بات کو دفع کرنے کے لئے ارادہ لکھواتا ہے تو اس پر نیکی ملے گی؟

لطیفہ: مروت قوم (ایک پشتون قبیلے کا نام ہے) کا قصہ ہے .. ان کے بعض دیہاتی لوگ سادگی اور لطیفوں میں بہت مشہور ہیں .. وہاں تبلیغی جماعت گئی مطالبے کے دوران امیر صاحبان اصرار کر رہے تھے۔

ایک بدی (بڑے میاں) نے کھڑے ہو کر کہا : میرا نام لکھو تین دن کے لئے ..

تبلیغی: نقد؟

اب وہ ارادے کا لفظ بھول گیا تو کہنے لگا : نا ماڑاااااااا آ چے نام ولیکی کنہ بیا جی نااآآ (نہیں یار وہ جو نام لکھواتے ہیں نا اور پھر جاتے نہیں) .. اب وہ سیدھا سادہ آدمی تھا تو اس نے بلا تکلف ارادے کی درست حقیقت بتا دی .. اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ اس سے نیکی ملتی ہے یا ....؟؟؟

گشت سے متعلق باقی باتیں اگلی قسط میں ان شاء اللہ .. وما توفیقی الا باللہ

قسط: 37

کچھ تبلیغی گشت سے متعلق ... حصہ دوم

گشت کے اعلان سے تو آپ واقف ہیں ہی .. پوری کی پوری کامیابی پورے پورے دین میں .. یہ دین میرے اندر آپ کے اندر پوری دنیا میں کیسے آئے گا اس کے لئے ایک زبردست محنت کی ضرورت ہے .. ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ : ساری انسانیت جنت میں جانے والی بن جائے ، ہدایت ہواؤں کی طرح عام ہو جائے وغیرہ وغیرہ .. اور کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ پوری انسانیت جنت میں جانے والی بن جائے ؟ جواب ہے کہ نہیں .. اس کے بارے میں تفصیلی بات گزر چکی ہے .. لہٰذا یہاں پھر نہیں دہرائیں گے .. آگے چلتے ہیں۔

پورا کا پورا دین .. یہ ایک جھوٹ ہے اس لئے کہ آج تک تبلیغی جماعت عملاً چند ہی باتوں میں محصور ہے .. بلکہ دین کے بعض احکام کی مخالف ہے جیسے جہاد فی سبیل اللہ ، بغض فی اللہ ، انکار طاغوت ، نہی عن المنکر ، تکفیر اور تفسیق (واضح رہے کہ کافر کو کافر کہنا اور اس کے ساتھ حسب موقع کافر والا معاملہ کرنا اسی طرح فاسق کو فاسق کہنا اور اس کے مناسب حال معاملہ شرعی احکام ہیں جس کے ساتھ بیسیوں مسائل متعلق ہیں بشرطیکہ یہ اصول کے مطابق ہو)

چند باتوں میں محصور ہوکر اور نظام اسلام سے منہ موڑ کر اور کچھ کی مخالفت کرکے پورے پورے دین کی بات کرنا انتہائی حیران کن ہے .. لیکن یہ زمانہ کچھ ایسا ہے کہ بھیڑ جمع کر لو پھر جو چاہو کہو .. کوئی کچھ بھی نہیں کہے گا .. خلاصہ یہ ہے کہ ان کے اعلان اور عمل میں بلا کا تضاد ہے۔

ہیئات کا التزام: شرعا ایسی کوئی پابندی نہیں کہ فلاں وقت کے بیان کو کھڑے ہو کر کیا جائے اور فلاں بیان کو بیٹھ کر کیا جائے ... شریعت کسی کو اجازت نہیں دیتی کہ اپنی طرف سے ایسی کوئی پابندی عائد کرے .. شریعت نے معاملے کو آزاد چھوڑا ہے کہ جیسے آسانی اور مناسب ہو کر لو سوائے خطبہ جمعہ و عیدین کے .. سو معاملے کو اسی طرح آزاد رکھنا ضروری ہے .. کسی ہیئت کا التزام بدعت ہے .. التزام کا مطلب ہے اسے ضروری سمجھنا یا ضروری جیسا معاملہ کرنا .. اب موجودہ ہیئات کو

ضروری سمجھا جاتا ہے .. ضروری نہ بھی سمجھا جاتا ہو تو کم از کم .. یہ تو ہے ہی کہ ضروری جیسا معاملہ کیا جاتا ہے .. آپ دارالافتاؤں سے اس صورت حال سے متعلق معلوم کر لیں .. ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی ۔

کافروں کو دعوت نہ دینا: یہ حضرات جو نبیوں والا کام ، کلمے کی محنت ، دین کو ساری دنیا میں عام کرنے کی فکر لے کر پوری دنیا میں گھومنے کے چکر میں ہوتے ہیں .. گشت میں نکلتے ہیں تو کافروں کو دعوت نہیں دیتے .. صرف یہی نہیں کہ دعوت نہیں دیتے بلکہ " غلطی " سے دعوت دینے پر معذرت کر لیتے ہیں .. وہ کیسے ؟ .. وہ ایسے کہ یہ حضرات گشت میں نکل کر کسی کو دعوت دینا شروع کر دیتے ہیں تو وہ آگے سے کہتا ہے کہ بھائی صاحب میں ہندو ہوں یا کرسچن ہوں تو معذرت کر لیتے ہیں کہ ناراض نہ ہونا ہم نے پہچانا نہیں۔

جس کو کلمے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اسے کلمے کی دعوت نہیں دیتے بلکہ نہ دینے کا اصول ہے اور ہے پھر بھی یہ کلمے کی محنت اور نبیوں والا کام جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اب آپ ذرا ان حضرات کی ان باتوں کو یاد کریں۔

- ساری انسانیت جنت میں جانے والی بن جائے
- ایک کافر بھی بغیر کلمے کے مرے گا تو ہم سے پوچھا جائے گا
- کلمے والی محنت
- نبیوں والا کام
- قصور ہمارا ہے ہم نے ان تک کلمہ نہیں پہنچایا ... سوچتے رہئے

ناطقہ سر بگریبان ہے کہ اسے کیا کہئے۔

بہت زیادہ اصرار کرنا : کافروں کے ساتھ تو یہ معاملہ کرتے ہیں جو ابھی بیان ہوا لیکن مسلمانوں کے ساتھ ان کا معاملہ عجیب ہوتا ہے .. لوگوں کو کھیتوں سے دکانوں سے اور دیگر کاموں سے زبردستی لاتے ہیں اور ان کا کوئی واقعی عذر بھی نہیں سنتے .. ایسے میں گفتنی ناگفتنی ہر قسم کے واقعات بھی پیش آتے رہتے ہیں .. ایسی زبردستی شرعا جائز نہیں .. ہم " قسط 18" والی پوسٹ میں عرض کر چکے ہیں کہ ..مسجد نبوی میں آزادی تھی ..کسی خاص حلقے میں بیٹھنے کی پابندی نہیں تھی ..سو! جب مسجد

میں موجود لوگوں کو آپ اصرار کرکے اپنے حلقے میں بٹھا نہیں سکتے تو باہر کے لوگوں کے ساتھ ایسا کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے ؟؟؟ .. بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں تو ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ مجلس نبوی میں بیٹھے ہیں کوئی ضرورت پیش آئی اٹھ کر چلے گئے اور کسی نے اس پر نکیر نہیں کی۔

آج اتنا کافی ہے گشت سے متعلق باقی باتیں اگلی قسط میں ان شاء اللہ

قسط: 38

تبلیغی گشت سے متعلق ... حصہ سوم

گشت میں جانے سے پہلے مسجد کے باہر اجتماعی دعا کا التزام ... اس میں کئی باتوں کا التزام کیا جاتا ہے۔

- دعا کا اہتمام
- مسجد سے باہر ہونے کا التزام
- دعا کو اجتماعی طور پر کرنے کا التزام

اگر بریلوی طرزِ استدلال سے کام نہ لیا جائے تو قواعد کی رو سے ... مذکورہ اجزاء و التزامات سے مرکب ... یہ عمل بدعت قرار پاتا ہے .... واللہ سبحانہ وتعالی أعلم وعلمه أتم وأحكم

بےطلبوں کے پاس جانا طلب والوں کے پاس جانے سے بہتر ہے ؟

جواب: طلب والے اہم ہیں .. مقدم ہیں ... طلب والوں سے اعراض اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بھی بن سکتا ہے ... سورۃ عبس کی تعلیم یہی ہے .. ملاحظہ فرمائیں سورۃ عبس کی ابتدائی آیات

عَبَسَ وَتَوَلَّى * أن جَاءهُ الْأَعْمَى* وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّى * أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنفَعَهُ الذِّكْرَى* أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَى* فَأَنتَ لَهُ تَصَدَّى* وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّى *وَأَمَّا مَن جَاءكَ يَسْعَى* وَهُوَ يَخْشَى* فَأَنتَ عَنْهُ تَلَهَّى* كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ* فَمَن شَاء ذَكَرَهُ *

ان آیات کے شان نزول اور تفسیر کے لئے ملاحظہ فرمائیں تفسیر عثمانی کی یہ عبارت:

"آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بعض سرداران قریش کو مذہب اسلام کے متعلق کچھ سمجھا رہے تھے، اتنے میں ایک نابینا مسلمان (جن کو ابن ام مکتوم کہتے ہیں) حاضر خدمت ہوئے اور اپنی طرف متوجہ کرنے لگے کہ فلاں آیت کیونکر ہے یا رسول اللہ ! مجھے اس میں سے کچھ سکھایئے جو اللہ نے آپ کو سکھلایا ہے۔ حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کا بے

وقت کا پوچھنا گراں گزرا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خیال ہوا ہوگا کہ میں ایک بڑے مہم کام میں مشغول ہوں۔ قریش کے یہ بڑے بڑے سردار اگر ٹھیک سمجھ کر اسلام لے آئیں تو بہت لوگوں کے مسلمان ہونے کی توقع ہے۔ ابن ام مکتوم بہرحال مسلمان ہے اس کو سمجھنے اور تعلیم حاصل کرنے کے ہزار مواقع حاصل ہیں، اس کو دکھائی نہیں دیتا کہ میرے پاس ایسے با اثر اور بارسوخ لوگ بیٹھے ہیں جن کو اگر ہدایت ہوجائے تو ہزاروں اشخاص ہدایت پر آسکتے ہیں، میں ان کو سمجھا رہا ہوں، یہ اپنی کہتا چلا جاتا ہے۔ اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ اگر ان لوگوں کی طرف ہٹ کر گوشہ التفات اس کی طرف کروں گا تو ان لوگوں پر کس قدر شاق ہوگا۔ شاید پھر وہ میری بات سننا بھی پسند نہ کریں۔ غرض آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منقبض ہوئے اور انقباض کے آثار چہرے پر ظاہر ہونے لگے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ روایات میں ہے کہ اس کے بعد جب وہ نابینا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں آتے، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہت تعظیم و تکریم سے پیش آتے اور فرماتے مرحبابمن عاتبنی فیہ ربی ۔"

نیز ملاحظہ فرمائیں تفسیر عثمانی کی یہ عبارت:

"یعنی متکبر اغنیاء اگر قرآن کو نہ پڑھیں اور اس نصیحت پر کان نہ دھریں تو اپنا ہی برا کریں گے۔ قرآن کو ان کی کچھ پروا نہیں۔ نہ آپ کو اس درجہ ان کے درپے ہونے کی ضرورت ہے۔ ایک عام نصیحت تھی سو کردی گئی جو اپنا فائدہ چاہے اس کو پرکھے اور سمجھے۔ "

سورہ عبس کی ان آیات سے ثابت ہوا کہ طلب والوں کو ترجیح دینا اہم ہے ... طلب والوں سے اعراض اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے

سوال: مذکورہ آیات سے یہ تو ثابت ہوا کہ طلب والوں کے مقابلے میں بےطلبوں کو ترجیح نہیں دینی چاہئے ... درس یا افتاء کی خدمت چھوڑ کر بےطلبوں کے پیچھے نہیں بھاگنا چاہئے ... لیکن یہ تو ان لوگوں کے لئے ہے جن کے ہاں لوگ طلب لے کر آتے ہوں ... جن کے پاس کوئی طلب لے کر نہیں آتا ... ان کے لئے بےطلبوں کے پیچھے پڑنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: دعوت دینے والے لوگ خواہ کیسے ہوں دعوت کا کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا جائز نہیں جس سے خود دعوت اور دین کی تحقیر ہوتی ہو ... دعوت کی شان یہ ہونا چاہئے

كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ *فَمَن شَاء ذَكَرَهُ

یہی انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے ... اگر انبیاء کرام علیہم السلام کا مقصد یہ ہوتا کہ : بھیڑ کو جمع کر لو چاہے جیسے بھی ہو ... تو یاد رکھیں: کسی نبی کی امت میں کوئی کافر نہ ہوتا .. انبیاء کرام علیہم السلام بلا کی کشش رکھتے تھے ... اعلیٰ اخلاق .. بہترین انداز بیان .... دلائل کی قوت ... وہ کون سی چیز تھی جو ان حضرات کے پاس نہیں تھی ... لیکن یہ حضرات اصولوں کے پابند تھے۔

کوئی شخص منہ موڑ رہا ہو تکبر دکھا رہا ہو اور آپ چاپلوسانہ انداز میں دعوت دے کر اسے جنت میں لے جانے کی کوشش میں ہوں ... یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ نہیں .. اس سے اور کچھ نہیں ہوگا ... دین کو نقصان ہی ہوگا چاہے تم سمجھو یا نہ۔

ان آیات پر غور فرمائیں اور دعوت کے اصول سیکھیں

1. أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَى * فَأَنتَ لَهُ تَصَدَّى * وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّى .. سورة عبس
2. قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِّنْ عِندِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنتُمْ لَهَا كَارِهُونَ) سورة هود الاية رقم 28)
3. وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُل لَّسْتُ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ (سورة الأنعام الاية رقم 66)
4. يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لاَ يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُواْ آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُواْ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِن بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُواْ وَمَن يُرِدِ اللّهُ فِتْنَتَهُ فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللّهِ شَيْئًا أُوْلَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللّهُ أَن يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (سورة المائدة الاية رقم 41)
5. قَدْ جَاءكُم بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا أَنَاْ عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ (سورة الأنعام الاية رقم 104)
6. قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءكُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنَاْ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ) سورة يونس الاية رقم 108)
7. لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ (سورة الغاشية الاية رقم 22)
8. وَلَوْ شَاء اللّهُ مَا أَشْرَكُواْ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ (سورة الأنعام الاية رقم 107)
9. وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ (سورة النمل الاية رقم 81)
10. وَمَن كَفَرَ فَلَا يَحْزُنكَ كُفْرُهُ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (سورة لقمان الاية رقم 23)
11. إِنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدَى فَلِنَفْسِهِ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ (سورة الزمر الاية رقم 41)
12. وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاء اللَّهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ (سورة الشورى الاية رقم 6)
13. نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ (سورة ق الاية رقم 45)

14. فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا (سورة الكهف الاية رقم 6)
15. لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ (سورة الشعراء الاية رقم 3)

اس سے پہلے بھی مختلف قسطوں میں ہم اصول و آداب دعوت سے متعلق آیات و احادیث ذکر کر چکے ہیں ... اہلِ علم گزشتہ اقساط کی مراجعت فرمائیں۔

بات گشت سے متعلق چل رہی تھی ... گشت میں بعض دفعہ مجبور کرنے اور تھکا دینے کا طریقہ بھی اختیار کیا جاتا ہے .. یہ بھی درست نہیں ... ان ہی آیات کی روشنی میں ... نیز یہ حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ لَوَدِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ قَالَ أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذَلِكَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُمِلَّكُمْ وَإِنِّي أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا .. (رواه البخاري في العلم)

گاڑی میں مختلف لوگ سفر کر رہے ہوتے ہیں ... کوئی پرچہ دینے جا رہا ہے وقت کم ہے ... کوئی ہسپتال جا رہا ہے وہاں اس کا کوئی عزیز زیرِ علاج ہے ... کوئی کسی اور پریشانی میں مبتلا ہے ... یہ لوگ ایسے حالات میں کوئی دعوت نہیں سن سکتے ... گاڑی میں اپنے من گھڑت فضائل مسائل اور کارگزاریوں سے پریشان لوگوں کی سمع خراشی دین کی خدمت نہیں دین سے متنفر کرنے والی بات ہے ... اللہ تعالی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ... آمین

ہاں مناسب موقع دیکھ کر ، مناسب انداز سے اصول کی رعایت کے ساتھ لوگوں کو دین کی طرف متوجہ کرنا بلا شبہ بہت اچھا عمل ہے ... اللہ تعالی ہمیں حق کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

قسط : 39

کافروں کو دعوت دینے سے روکنا

ہم پہلے فتاویٰ عثمانی ج 4 ص 457 سے اس سلسلے میں ایک سوال و جواب نقل کرتے ہیں اور پھر حسب توفیق اس پر گفتگو کرتے ہیں ان شاء اللہ ۔ سوال کی عبارت کافی طویل ہے اس لئے ہم صرف اس کا خلاصہ نقل کریں گے ... البتہ جواب حرف بحرف نقل کیا جائے گا۔۔۔ان شاء اللہ

سوال: جماعتوں کی رخصتی کے وقت ذمہ دار حضرات ہدایات فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو دعوت دی جائے غیر مسلموں کو دین اسلام کی دعوت دینے سے روکا جاتا ہے ... خدشہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی صحیح راہنمائی والا نہیں ملے گا تو دوبارہ مرتد ہو جائیں گے .. ایک خدشہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ غیر مسلموں کو ان کے ممالک میں ..... داخلہ بند کر دیا جائے گا .. کیا اس اندیشے سے غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت نہ دینا شرعاً جائز ہے ؟

جواب: غیر مسلموں کو دعوت اسلام دینے سے کلی طور پر روکنا یا رکنے کا اہتمام کرنا بندہ کی رائے میں درست نہیں ہے البتہ ہر جماعت کا اپنا دائرہ کار ہوتا ہے تبلیغی جماعت نے اپنا دائرہ مسلمانوں کی حد تک رکھا ہوا ہے اس حد تک کچھ حرج نہیں ہے لیکن یہ عذر صحیح نہیں کہ کوئی مسلمان ہوگا تو اس کی راہنمائی صحیح نہ ہو سکے گی ، کیونکہ تنہا کفر سے بچ جانا ہی بڑی نعمت ہے چاہے عمل میں کوتاہی رہے۔

سوال اور جواب آپ نے پڑھ لئے اب اس پر ہماری گزارشات بھی گوش گزار فرما لیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے ----- جو اگرچہ موضوع سے غیر متعلق ہے لیکن ضروری ہے ---- کہ ہم قرآنی الفاظ و اصطلاحات کے استعمال کے قائل ہیں اور اسی کی طرف دعوت دیتے ہیں .. ہم کافروں کو غیر مسلم نہیں کہتے بلکہ کافر .. کفار .. مشرک .. یہود و نصاریٰ وغیرہ کہتے ہیں .. بلا وجہ قرآنی تعبیرات کو چھوڑنے اور خود ساختہ بلکہ ملحد ساختہ تعبیرات کو اختیار

کرنے کی کوئی معقول وجہ ہمیں نظر نہیں آتی .. کیا ہمیں اجازت ہے کہ ہم مسلمان کو " غیر کافر " کہہ دیں ؟؟؟ .. ہمارا حسن ظن یہ ہے کہ جواب میں غیر مسلم کا لفظ توجہ نہ ہونے کی وجہ سے استعمال ہوا ہے .. لیکن ویسے ایک عام بات یہ ہے کہ کافر اور مشرک کی جگہ لفظ غیر مسلم کے استعمال سے ذہنی شکست اور مرعوبیت کی بو آتی ہے .. **نسأل الله العافيه** ..

دوسری بات: یہ ہے کہ احباب کا کافروں کو دعوت دینے سے روکنا بہت عجیب حیران کن بات ہے

کیا یہ وہی جماعت نہیں جو روزانہ لاکھوں دفعہ یہ کہتی ہے کہ یہ دین میرے اندر آپ کے اندر اور پورے عالم کے جنات اور انسانوں کے اندر کیسے آ جائے اس کے لئے زبردست محنت کی ضرورت ہے؟؟

کیا یہ وہی جماعت نہیں جو کہتی ہے کہ ہماری محنت اس لئے ہے کہ قیامت تک آنے والے تمام انسان جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جائیں (اور اللہ اور اس کے رسول جھوٹے ثابت ہوں والعیاذ باللہ)؟؟

کیا یہ وہی جماعت نہیں جو " کلمے کی محنت " لے کر اٹھی ہے؟ .. پھر جس کو کلمے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اسی سے کلمے کو روکتی ہے۔

کیا یہ وہی جماعت نہیں جو کہتی ہے کہ کوئی بغیر کلمے کے مرے گا تو ہم سے پوچھا جائے گا؟؟

کیا یہ وہی جماعت نہیں جو اپنے کام کو نبیوں کا کام بلکہ نبوت کا کام کہتی ہے ؟؟

کیا یہ وہی جماعت نہیں جو اس طرح کے دیگر درجنوں مبالغہ آمیز دعوے رکھتی ہے ؟؟؟

کیا اس مدعی جماعت کو اس طرح کا جواب دیا جائے گا ؟؟؟ بعض اہلِ علم نے کیا ہی بہترین جواب دیا ہے کہ تبلیغی جماعت تاریخ کی سب سے بڑی کذاب جماعت ہے ... اگر تبلیغی جماعت کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو وہ جواب کچھ زیادہ تعجب خیز نہیں ۔

یہاں ایک اور نکتے پر تھوڑا سا غور کرتے ہیں کہ کافروں کو دعوت نہ دینے کا بلکہ دعوت دینے سے روکنے کا یہ اصول کافی پرانا ہے .. یہ کوئی وقتی اصول نہیں بلکہ اس اصول کو برتتے ہوئے کئی تبلیغی نسلیں کھپ گئیں قبروں میں جا سوئیں ... کیا یہ **تحريم ما أحل الله** نہیں ؟؟؟ یہ سوال میں اہلِ علم کے لئے چھوڑتا ہوں وہ اس پر غور کریں اور جو درست بات ہو وہ امت

کے سامنے رکھیں ..دعوت سے روکنے کے لئے جو عذر یا خدشات تراشے جاتے ہیں وہ عذرِ گناہ بد تر از گناہ کے سوا کچھ نہیں... کیونکہ یہ دعوت نہ دینے بلکہ دعوت دینے سے روکنے کا اصول صرف ان کے ممالک تک محدود نہیں ہر جگہ کے لئے ہے ...ممکن ہے کچھ افراد نے انفرادی طور پر دعوت دی ہو پر وہ موضوع بحث نہیں ، موضوع بحث جماعت کا رویہ اور اصول ہے۔

قتال سے پہلے دعوت

آپ کے ذہن میں ہونا چاہئے کہ آپ جب کسی تبلیغی کے سامنے جہاد پر گفتگو کرتے ہیں تو وہ فوراً یہ کہتا ہے کہ : قتال سے پہلے دعوت ہے ..... جی ہاں ! یہی ایک جملہ وہ کہے گا کیونکہ اس سے وہ اپنے زعم میں اپنے خود ساختہ کام کو فریضہ جہاد پر فوقیت دینے کی کامیاب کوشش کر رہا ہوتا ہے .. کوئی اس سے پوچھے کہ بھائی ! جب تم اس دعوت کے قائل ہی نہیں تو یہ درد سری کیوں ؟؟؟

وہ دعوت تو سرے سے آپ کی لغت ہی میں نہیں جس کے پیچھے قتال ہو .. فقہاء نے اگر ذکر کیا ہے تو اس دعوت کا کیا ہے جس کے پیچھے قتال ہو نہ کہ تمہاری اس خود ساختہ دعوت کا .. اب وہ قتال والی دعوت تو رہی تمہاری یہ بغیر قتال والی دعوت بھی کافروں کو نہیں دی جاتی اور اس کے باوجود جملہ فضائل کے جملہ حقوق بھی تمہارے نام محفوظ ہیں .. سبحان اللہ

حضرت کے جواب کو سمجھنے سے ہم قاصر ہیں ----- شاید یہ ہماری کوتاہ فہمی کا قصور ہے ----- کہ ایک چیز کے بارے میں ایک ہی سوال کے جواب میں " درست نہیں " اور " کچھ حرج نہیں " کی درمیان کون سی نسبت ہے ؟؟؟ اور اس طرح یہ بھی ہماری سمجھ سے بالا ہی ہے کہ " ہر جماعت کا اپنا ایک دائرہ کار ہوتا ہے " .. ہم اس کے مطلب اور ماخذ کو سمجھنے سے قاصر ہیں ۔

بہرحال! سوال یہ نہیں کہ کون کیا کر رہا ہے ؟؟؟ سوال یہ ہے کہ اس اصول کا کیا حکم ہے ؟؟؟

تو یہ ہیں میرے بھائیو ! ساری دنیا کو جنت میں لے جانے کی فکر کرنے والوں کے اصول ... اب میں آپ کو سوچنے کے لئے چھوڑ دیتا ہوں کہ ایسا وہ کیوں کرتے ہیں .. کوئی بات ذہن میں آئے تو ہمیں بھی بتا دیں۔

کیا تبلیغی جماعت کو جھوٹ بولنے کی اجازت ہے ؟

اب اسی استفتاء کا ایک اور سوال اور اس کا جواب بھی دونوں لفظ بہ لفظ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: " یورپی ممالک و دنیا کے دیگر غیر مسلم ممالک جانے کے لئے ویزے کی ضرورت پڑتی ہے ، جماعت والوں سے جس ملک کے لئے انہیں بھیجا جاتا ہے ، سفارت خانے والے اس ملک کو جانے کی وجہ دریافت کرتے ہیں ، جس پر جماعت کے ساتھی بڑوں کے مشورے سے یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم آپ کے ملک سیر و سیاحت کے لئے جا رہے ہیں ، حالانکہ ان کا مقصد وہاں پر مقیم غافل مسلمانوں سے ملنا ہوتا ہے، اپنے کام اور غرض کے خلاف سفارت خانے والوں کو جواب دینا شرعاً کیسا ہے ؟ "

جواب: " اس میں یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ غیر مسلم ممالک میں گھومنا تو پڑتا ہی ہے اور گھومنا Tourism کی وسیع تعریف میں شامل ہو سکتا ہے"

سوال و جواب آپ نے پڑھ لئے اب ایک چھوٹی سی گزارش ہماری بھی سن لیں۔

یہ جو سفارت خانے والے جماعت والوں سے پوچھتے ہیں تو کیا وہ اس لئے پوچھ رہے ہوتے ہیں کہ انہوں نے پہلی دفعہ ٹوورازم کی جماعت کو دیکھا ہوتا ہے ؟ وہ سفارت خانے کے اندر رہتے ہوئے بھی مروجہ تبلیغی جماعت اور اس کے کام سے ناواقف ہوتے ہیں ؟ تبلیغی جماعت صرف سیر و سیاحت کے لئے جاتی ہے یا کچھ اور لوگ بھی ؟ اور سفارت خانے والے ان میں فرق نہیں کر سکتے ؟؟؟ کیا سفارت خانے والوں کو اتنا بھی نہیں پتا ہونا کہ آٹھ دس آدمیوں کی یہ مخصوص جماعت ، مخصوص ہیئت اور لباس حتی کہ مخصوص سامان والے کیا کرنے جا رہے ہیں ؟؟؟ یقیناً وہ یہ سب کچھ اچھی طرح جانتے ہیں کیونکہ ان کے ہاں تبلیغی جماعتوں کی چلت پھرت لگی رہتی ہے اور وہ سر تا پا ان کو اچھی طرح جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے اس سوال کے جواب میں یہ سچ بول رہے ہیں یا جھوٹ .. لیکن وہ چیک کرتے ہیں کہ دیکھیں تو سہی یہ کتنے سچے اور کتنے بہادر ہیں .. یہ اپنے مقصد کے اظہار میں کتنے جری ہیں .. اور ویزے کے حصول کے لئے کیا کرتے ہیں .. ویسے سفارت خانہ درحقیقت ایک جاسوسی مرکز ہوتا ہے جس میں تربیت یافتہ لوگوں کو رکھا جاتا ہے جن کا کام ہی یہ ہونا ہے کہ وہ اپنے ملک میں آنے جانے والوں اور ان کے مقاصد پر کڑی نظر رکھیں۔

قسط: 40

کیا جاہل بیان کر سکتا ہے؟

احبابِ کرام کا سب سے بڑا کارنامہ جو چودہ صدیوں میں قدریہ، جبریہ، خوارج ،روافض، نواصب ،جہمیہ، مرجئہ ،معتزلہ سمیت کوئی نہ کر سکا یہی ہے کہ جاہلوں سے بیان کرواتے ہیں .. صرف چھوٹی چھوٹی مساجد میں دس بیس آدمیوں کے سامنے نہیں ، منبروں پر مراکز میں ہزاروں افراد کے سامنے جس میں بعض اوقات سینکڑوں علماء بھی ہوتے ہیں ، بلکہ اجتماعات میں لاکھوں افراد کے سامنے جس میں ہزاروں علماء بھی ہوتے ہیں۔

جی ہاں ! یہ ہے تبلیغی جماعت کا وہ کارنامہ جسے آج تک کوئی گمراہ فرقہ بھی نہ کر سکا .. خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے .. تبلیغی جماعت کی دیکھا دیکھی اب کچھ سیاسی پارٹیوں نے بھی یہی شروع کر دیا ہے بلکہ وہ تو دو چار قدم آگے بڑھ گئی ہیں انہوں نے کافروں تک کو سٹیجوں پر بلانا شروع کر دیا ہے .. لیکن خالص دینی اجتماعات میں اس سنت سیئہ کے بانی احبابِ کرام ہی ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ (متفق عليه)

جو لوگ تھوڑی بہت سمجھ اور سلیم فطرت رکھتے وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ دین میں اس کی اجازت نہیں ہو سکتی کہ جاہل بیان کرتا پھرے .. لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم کچھ دلائل عرض کر دیتے ہیں۔

- قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَاْ وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللّهِ وَمَا أَنَاْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورة يوسف الاية رقم 108)
- ادْعُ إِلِى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (سورة النحل الاية رقم 125)

ان دونوں آیات میں دعوت کو علم کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے .. لیکن یہ احبابِ کرام ہیں جو اس شرط کو نظر انداز کر کے جہالت سمیت منبر پر تشریف فرما ہو جاتے ہیں اور مولویوں کو نیچے بٹھا دیتے ہیں ۔

مذکورہ دو آیتوں میں پہلی آیت کی تفسیر میں کچھ اہلِ علم مفسرین کی عبارتیں پیش کی جا رہی ہیں تاکہ اہلِ علم استفادہ کر سکیں ۔

کنز الدقائق اور منار کے مصنف ابوالبرکات حافظ الدین النسفی رحمہ اللہ اپنی مختصر اور مفید تفسیر مدارک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿قُلْ هَذِه سَبِيلِي﴾ هَذِه السَبِيلُ الَّتِي هي الدَعْوَةُ إلى الإيمانِ والتَوْحِيدِ سَبِيلِي، والسَبِيلُ والطَرِيقُ: يُذَكَّرانِ ويُؤَنَّثانِ ثُمَّ فَسَّرَ سَبِيلَهُ بِقَوْلِه ﴿أدْعُو إلى الله عَلى بَصِيرَةٍ﴾ أيْ: أدْعُو إلى دِينِه مَعَ حُجَّةٍ واضِحَةٍ غَيْرِ عَمْياءَ ﴿أنا﴾ تَأكِيدٌ لِلْمُسْتَتِرِ في أدْعُو ﴿وَمَنِ اتَّبَعَنِي﴾ عَطْفٌ عَلَيْهِ أيْ: أدْعُو إلى سَبِيلِ الله أنا ويَدْعُو إلَيْهِ مَنِ اتَّبَعَنِي أوْ أنا مُبْتَدَأٌ و"عَلى بَصِيرَةٍ" خَبَرٌ مُقَدَّمٌ "وَمَنِ اتَّبَعَنِي" عَطْفٌ عَلى "أنا" يُخْبِرُ ابْتِداءً بِأنَّهُ ومَنِ اتَّبَعَهُ عَلى حُجَّةٍ وبُرْهانٍ لا عَلى هَوًى

اس میں بصیرۃ کے معنی پر غور فرمائیں حجة واضحة غير عمياء .. یہ صرف علم نہیں مضبوط علم کو چاہتا ہے ۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قالَ المُفَسِّرُونَ: قُلْ يا مُحَمَّدُ لَهم: هَذِه الدَّعْوَةُ الَّتِي أدْعُو إلَيْها، والطَّرِيقَةُ الَّتِي أنا عَلَيْها سَبِيلِي وسُنَّتِي ومِنهاجِي، وسُمِّيَ الدِّينُ سَبِيلًا لِأنَّهُ الطَّرِيقُ الَّذِي يُؤَدِّي إلى الثَّوابِ، ومِثْلُهُ قَوْلُهُ تَعالى: ﴿ادْعُ إلى سَبِيلِ رَبِّكَ﴾ (النَّحْلِ: ١٢٥)

واعْلَمْ أنَّ السَّبِيلَ في أصْلِ اللُّغَةِ الطَّرِيقُ، وشَبَّهُوا المُعْتَقَداتِ بِها لَمّا أنَّ الإنْسانَ يَمُرُّ عَلَيْها إلى الجَنَّةِ. ﴿أدْعُو إلى اللَّهِ عَلى بَصِيرَةٍ﴾ وحُجَّةٍ وبُرْهانٍ، أنا ومَنِ اتَّبَعَنِي إلى سِيرَتِي وطَرِيقَتِي وسِيرَةِ أتْباعِي الدَّعْوَةِ إلى اللَّهِ؛ لِأنَّ كُلَّ مَن ذَكَرَ الحُجَّةَ وأجابَ عَنِ الشُّبْهَةِ؛ فَقَدْ دَعا بِمِقْدارِ وُسْعِهِ إلى اللَّهِ.

وهَذا يَدُلُّ عَلى أنَّ الدُّعاءَ إلى اللَّهِ تَعالى إنَّما يَحْسُنُ ويَجُوزُ مَعَ هَذا الشَّرْطِ وهو أنْ يَكُونَ عَلى بَصِيرَةٍ مِمّا يَقُولُ وعَلى هُدًى ويَقِينٍ، فَإنْ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ فَهو مَحْضُ الغُرُورِ

علامہ رازی رحمہ اللہ نے بھی بصیرۃ کے معنی عطف تفسیری کے ذریعے حجت اور برہان کے کئے ہیں .. آخر میں امام رحمہ اللہ نے ایک ضروری تنبیہ فرمائی ہے ... فرماتے ہیں :

یہ آیت بتا رہی ہے کہ دعوت الی اللہ صرف اسی شرط کے ساتھ اچھی اور جائز ہے کہ اپنی بات کے بارے میں بصیرت (حجت اور برہان) اور ہدایت (یعنی شریعت کے مطابق نہ کہ بدعت) اور یقین پر ہو ... اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ محض دھوکہ ہی ہے ۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ .. امام رازی رحمہ اللہ علم کو دعوت کے لئے شرط ٹھہراتے ہیں اور جو دعوت علم کے بغیر ہو اسے دعوت تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ محض دھوکہ کہتے ہیں .. تو موجودہ چلت پھرت کے بارے میں امام رازی رحمہ اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ : یہ دعوت نہیں محض دھوکہ ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی میرا راستہ یہ ہی خالص توحید کا راستہ ہے میں تمام دنیا کو دعوت دیتا ہوں کہ سب خیالات و اوہام کو چھوڑ کر ایک خدا کی طرف آئیں، اس کی توحید، اس کی صفات و کمالات اور اس کے احکام وغیرہ کی صحیح معرفت صحیح راستہ سے حاصل کریں۔ میں اور میرے ساتھی اس سیدھے راستہ پر، حجت و برہان اور بصیرت و وجدان کی روشنی میں چل رہے ہیں۔ خدا نے مجھ کو ایک نور دیا جس سے سب ہمراہیوں کے دماغ روشن ہوگئے۔ یہاں کسی کی اندھی تقلید نہیں۔ خالص توحید کا راہرو ہر قدم پر اپنے باطن میں معرفت و بصیرت کی خاص روشنی اور عبودیت محضہ کی خاص لذت محسوس کر کے بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔ (وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) 12۔ یوسف :108)

اہلِ علم حضرات کے فائدے کے لئے علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ کی عبارت بھی پیش خدمت ہے :

وفِي الآيَةِ دَلالَةٌ عَلى أنَّ أصْحابَ النَّبِيءِ ﷺ والمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ آمَنُوا بِهِ مَأمُورُونَ بِأنْ يَدْعُوا إلى الإيمانِ بِما يَسْتَطِيعُونَ. وقَدْ قامُوا بِذَلِكَ بِوَسائِلِ بَثِّ القُرْآنِ وأرْكانِ الإسْلامِ والجِهادِ في سَبِيلِ اللَّهِ. وقَدْ كانَتِ الدَّعْوَةُ إلى الإسْلامِ في صَدْرِ زَمانِ البِعْثَةِ المُحَمَّدِيَّةِ واجِبًا عَلى الأعْيانِ لِقَوْلِ النَّبِيءِ ﷺ: «بَلِّغُوا عَنِّي ولَوْ آيَةً» أيْ بِقَدْرِ الاسْتِطاعَةِ. ثُمَّ لَمّا ظَهَرَ الإسْلامُ وبَلَغَتْ دَعْوَتُهُ الأسْماعَ صارَتِ الدَّعْوَةُ إلَيْهِ واجِبًا عَلى الكِفايَةِ كَما دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعالى ﴿ولْتَكُنْ مِنكم أُمَّةٌ يَدْعُونَ إلى الخَيْرِ﴾ (آل عمران: ١٠٤)

مذکورہ آیات کی تفسیر میں بہت سے مفسرین رحمھم اللہ نے صحابہ کے جہاد کا بھی ذکر کیا ہے جیسے علامہ بغوی علامہ ثعلبی وغیرہ جتنے بھی علماء کرام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرائط کا ذکر کیا ہے سب نے علم کو شرط لازم کے طور پر ذکر کیا ہے۔

کیا جاہل کا بیان سننا جائز ہے؟

جب یہ معلوم ہو گیا کہ جاہل کے لئے بیان کرنا جائز نہیں تو یہ خود بخود معلوم ہو گیا کہ ناجائز کو سننا ناجائز ہے

حضرت تھانوی رحمہ اللہ ولتکن منکم أمة کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آج کل جو اکثر جاہل یا کالجاہل وعظ کہتے ہیں اور بلا تحقیق روایات نقل کرتے ہیں وہ سخت گناہ گار ہوتے ہیں اور سامعین کو بھی ان کا وعظ سننا جائز نہیں۔

یہی ایک نکتہ ہے اگر اسے عام کیا گیا کہ جاہل کا بیان سننا جائز نہیں تو احبابِ کرام کی دکان ٹھپ ہو جائے گی۔

لیکن احباب کو تو صرف چند باتیں رٹا دی جاتی ہیں اور انہیں باتوں کا پابند بنایا جاتا ہے ان سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

جواب: یہ ایک ایسا دعویٰ ہے واقع الامر جس کی تکذیب کر رہا ہے ... چھ نمبر کیا دو نمبروں میں پابند کروگے تو بھی یہی کارنامے انجام پاتے رہیں گے ... آخر احباب نے جو کچھ کیا ہے چھ نمبروں ہی کے اندر تو کیا ہے ... ایمانیات سے متعلق موضوع احادیث من گھڑت مسائل اور خودساختہ فلسفے پہلے نمبر میں ایجاد ہوئے ... نماز سے متعلق من گھڑت احادیث دوسرے نمبر میں ایجاد ہوئیں .... وھلم جرا

یہ علامات قیامت میں سے ہے

جب کام نااہلوں کے سپرد ہوں تو قیامت کا انتظار کر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرْ السَّاعَةَ (البخاري في العلم)

جب دین نااہلوں کے سپرد ہو جائے تو یہ رونے کا مقام ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَا تَبْكُوا عَلَى الدِّينِ إِذَا وَلِيَهُ أَهْلُهُ وَلَكِنْ ابْكُوا عَلَيْهِ إِذَا وَلِيَهُ غَيْرُ أَهْلِهِ

(مسند احمد من حديث أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه)

آج کی اس بحث سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

- علم دعوت کے لئے شرط ہے .. اس کے بغیر شرعی دعوت کا وجود نہیں
- امام رازی رحمہ اللہ کے نزدیک بغیر علم کے دعوت محض دھوکہ ہے
- جاہل کا بیان کرنا اور اس کا سننا ناجائز ہے
- نااہلوں کو جب ذمہ داریاں سپرد کردی جائیں تو قیامت کا انتظار کرنا چاہئے
- جب دین نااہلوں کے سپرد ہو جائے تو اس وقت دین کو رونا چاہئے

نوٹ: جاہل کو کسی غیر علمی کام کی ذمہ داری سپرد کرنا ایک الگ مسئلہ ہے جو یہاں نہیں چھیڑا گیا .. یہاں دین کو بیان کرنے کی بات کی گئی ہے .. جاہلوں کو منبروں پر بٹھانے کی بات کی گئی ہے .. لہٰذا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اور دیگر مثالیں پیش نہ کی جائیں .. نہ تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ جاہل تھے اور نہ ہی ان کو حضرات اکابر کو دین سکھانے پر مامور کیا گیا تھا بلکہ وہ ایک جنگی مہم تھی جس کے لئے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بعض وجوہات کی بنا پر موزوں سمجھا گیا۔

قسط:41

تبلیغی جماعت اور موضوع احادیث (حصہ اول)

یوں تو تبلیغی جماعت جعلی احادیث اور خودساختہ مسائل کی ایک پاپولر مستند مارکیٹ ہے جس میں آئے روز نت نئی مصنوعات آتی رہتی ہیں یوں ان کا احصاء بسا دشوار ہے .. تاہم --- ما لا يدرك كله لا يترك كله --- چند جعلی احادیث کا ذیل میں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

نمک منڈی پشاور کے دارالقراء کے استاد حدیث مفتی صداقت علی صاحب وفقہ اللہ نے "کچھ معروف لیکن غیر مستند احادیث " کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی ہے اس سے احادیث کی فہرست پیش کی جا رہی ہے ... تفصیل کے شائقین حضرات اصل کی طرف رجوع فرمائیں ۔

1. نماز مؤمن کی معراج ہے (اس معنی میں درست ہے کہ نماز میں رب سے مناجات ہوتی ہے لیکن حدیث نہیں)
2. دین کے بارے میں تھوڑی دیر کا غور و فکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے (حدیث نہیں ہے اور ویسے بھی یہ بات درست نہیں ہے حضرت موسیٰ خان روحانی بازی صاحب رحمہ اللہ نے کسی جگہ اس پر یا اس جیسی کسی بات پر شدید تنقید کی ہے .. عبدالمعز)
3. مؤمن مسجد میں ایسے خوش ہوتا ہے جیسے پانی میں مچھلی اور منافق ایسے تنگ ہوتا ہے جیسے پرندہ پنجرے میں
4. میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں (ووٹ کے بھوکے اس کو خوب استعمال کرتے ہیں .. قاتلهم الله .. عبدالمعز)
5. اللہ تعالیٰ انسان سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں(پہلی قسط میں اس پر تفصیلی بات ہو چکی ہے)

6. ایک بڑھیا عورت گھڑی لے کر جا رہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گھڑی اس سے لے لی .. اس نے کہا بیٹا اس آدمی سے بچنا جو لوگوں کو اپنے آبائی دین سے پھیر کر نئے دین میں داخل کرتا ہے .. محمد نام ہے .. فرمایا : وہ تو میں ہی ہوں .. ایمان لے آئی
7. ایک عورت کی وجہ سے چار لوگ جہنم میں جائیں گے والد شوہر بیٹا بھائی
8. مسجد میں باتیں نیکیوں کو ایسے کھاتی ہیں جیسے آگ لکڑیوں کو
9. جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا
10. میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچان لیا جاؤں سو میں نے مخلوق کو پیدا کیا
11. میں (اللہ) نہ زمین میں سما سکتا ہوں نہ آسمان میں ہاں اپنے مؤمن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں
12. ایک تیری چاہت ہے ایک میری چاہت ہے ہوگا وہی جو میری چاہت ہے ..... الخ
13. لولاك ما خلقت الأفلاك
14. جس نبی کو نبوت دی گئی چالیس سال کے بعد ہی دی گئی (چالیس سال سے اوپر کے مولوي نما جاہل اس کو بطور ہتھیار استعمال کرتے رہتے ہیں کہتے ہیں کہ چالیس سال سے پہلے عقل کامل نہیں ہوتی .. تاکہ نوجوان علماء کی آواز دبی رہے اور ان کی اکابریت کا بھرم بھی .. عبدالمعز)
15. عقل کے سو حصے کئے گئے ننانوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء کئے گئے اور ایک حصہ باقی بندوں میں تقسیم کیا گیا
16. حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم میں کیڑے پڑ گئے تھے کوئی کیڑا گر جاتا تو آپ اٹھا کر اپنی جگہ رکھ دیتے کہ اس کا رزق میرے بدن میں رکھا گیا ہے (بیماری کا ذکر تو قرآن و حدیث میں ہے مگر کیڑوں کا ذکر خودساختہ اور شان نبوت کے خلاف ہے)
17. قوم نوح کی تباہی کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کھلونے بنانے کا حکم دیا .. بنا لئے .. کچھ عرصے بعد توڑنے کا حکم دیا .. توڑتے وقت دکھ پہنچا تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ تجھے کھلونوں کے توڑنے سے اتنی تکلیف ، اور میری مخلوق کے لئے بد دعا کی ؟ (دیکھیں کہ احباب کس طرح انبیاء کی توہین کرتے ہیں .. ع م ح)
18. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو سو دفعہ دعوت دی(اس پر گزشتہ قسط 34 میں تفصیل سے بات ہو چکی ہے)

19. ایک سخت سردی اور بارش کی رات میں ابوجہل کو دعوت دینے کے لئے تشریف لے جانا
20. سخت آندھی اور گرج چمک کی ایک رات میں ایک نامعلوم قافلے کو دعوت دینے کے لئے چلنا .. اور اس خوف سے صبح تک کا انتظار نہ کرنا کہ کہیں صبح سے پہلے پہلے وہ چلا نہ جائے
21. فرشتوں کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مشابہت میں ٹاٹ کا لباس پہننا
22. لا الہ الا اللہ کے پڑھے سے ستر ہزار زبانوں والے ایک پرندے کا پیدا ہونا .. پڑھنے والے کے لئے استغفار کرنا
23. اطلبوا العلم من المهد إلى اللحد
24. عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے
25. عالم کی نیند بھی عبادت ہے
26. جنت میں بھی لوگوں کو علماء کی ضرورت ہوگی
27. جس نے علماء کی زیارت کی گویااس نے میری زیارت کی اور جس نے علماء سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا
28. سب لوگ مردہ ہیں سوائے علماء کے
29. جہاں گشت ہو وہاں چالیس دن تک کے لئے عذاب اٹھا لیا جاتا ہے (گشت والی قسطوں میں اس پر بات ہو چکی ہے .. عبدالمعز)
30. عالم کا ساری رات سونا جاہل کی ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے
31. حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا أشهد کی جگہ اسهد پڑھنا
32. حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اذان نہ دینے کی وجہ سے فجر کا طلوع نہ ہونا
33. الصلاة خير من النوم کے جواب میں صدقت و بررت کہنا (جواب میں بھی یہی اذان کے کلمات دہرائیں)
34. قضاء عمری کی جعلی حدیث
35. استخارہ کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا اور مشورہ لینے والا کبھی نادم نہیں ہوتا (موضوع یا بہت ضعیف ہے .. واضح رہے کہ استخارہ خود سنت ہے .. بات مذکورہ الفاظ کی ہو رہی ہے)
36. ایک صحابی نے گھر میں بےبرکتی کی شکایت کی ..گھر پر پردہ لٹکانے کا حکم دیا .. بےبرکتی ختم ہو گئی ..فرمایا : بے نمازی کی نظر پڑتی تھی۔

37. جس نے کسی مؤمن کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا
38. مسلمان کے پس خوردہ میں شفا ہے (بعض لوگ پس خوردہ کو جھوٹا کہتے ہیں .. یہ نہیں کہنا چاہئے .. عبدالمعز)
39. ناخن کاٹنے کا مخصوص طریقہ
40. معانقہ میں تین مرتبہ گلے ملنا
41. دنیا آخرت کی کھیتی ہے
42. دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں
43. حب الوطن من الایمان .. وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے
44. لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں (بات ٹھیک ہے پر حدیث نہیں)
45. اتقوا مواضع التهم .. تہمتوں کی جگہوں سے بچو .. (اچھی نصیحت ہے لیکن حدیث نہیں)
46. لوگ سوئے ہوئے ہیں جب انہیں موت آئے گی تب بیدار ہوں گے
47. موتوا قبل أن تموتوا .. موت سے پہلے ہی مر جاؤ
48. الفقر فخري
49. لا تنظر إلى من قال وانظر إلى ما قال .. بات کرنے والے کو نہیں بات کو دیکھو (یہ بات بھی بہت حد تک درست ہے لیکن حدیث نہیں .. عبدالمعز)
50. حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دعوت کی .. پورا مدینہ چلا گیا .. ایک صحابی مسجد میں فکر مند بیٹھے رہے .. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیوں ؟ جواب دیا امت کی فکر میں بیٹھا تھا کہ کس طرح سب جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جائیں .. فرمایا : تمہاری یہ فکر عبدالرحمن کی ہزار دعوتوں سے بہتر ہے ۔

کچھ اضافہ

یہ تو تھیں چند احادیث جو ہم نے مذکورہ کتاب سے اٹھائیں ... چند کا ہم اضافہ کر دیتے ہیں تاکہ فائدہ زیادہ ہو جائے۔

51. گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام نے اس امت میں سے ہونے کی دعائیں کیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہو گئی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حق ہے مگر اس کو اس دعا کا نتیجہ قرار دینا درست نہیں)

52.اللهم فقر العلماء والمعلمين كي لا يذهب القرآن .. كي لا يذهب العلم ..اے اللہ علماء اور معلمین کو فقیر بنا تاکہ قرآن ضائع نہ ہو .. بعض دفعہ کہتے ہیں تاکہ علم ضائع نہ ہو .. یہ جعلی حدیث رائیونڈ کے منبر سے بار بار بیان ہوئی ہے۔

53.رجعنا من الجهاد الأصغر إلى الجهاد الأكبر .. یہ رائیونڈیوں کے لئے خاص سوغات ہے

54.جس کا پہلا کلام لا الہ الا اللہ ہو اور آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو اس سے کسی گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اگرچہ ہزار سال زندہ رہا ہو .. یہ حدیث مولانا زکریا صاحب نے فضائل ذکر میں نقل کی ہے اور افسوس کہ جان بوجھ کر نقل کی ہے کیونکہ خود لکھا ہے کہ : موضوع .. اور اس کے بعد جو بحث کی ہے وہ ناقابل قبول ہے اجزاء کے الگ الگ ثابت ہونے سے مجموعہ ثابت نہیں ہوتا..اور تلقین کی صحیح حدیثیں اگر نقل کرتے تو کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔

55.أعمالكم عمالكم .. تمہارے اعمال ہی تمہارے بادشاہ و امراء ہیں .. یعنی جیسے تمہارے اعمال ویسے تمہارے بادشاہ (جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ خلیفہ بنے تو کیا اس سے ایک دن پہلے اچانک سب کے اعمال درست ہو گئے تھے جس کی وجہ سے آپ خلیفہ بن گئے ؟ یہی سوال سلطان نور الدین زنگی ، اورنگزیب عالمگیر اور دیگر نیک بادشاہوں سے متعلق ہے .. بادشاہوں کی بدمعاشیوں سے نظریں ہٹانے کے لئے اس کا استعمال کیا جاتا ہے)

56.فضائل رمضان کی سب سے پہلی حدیث یعنی رمضان کا اول عشرہ رحمت اوسط مغفرت اور آخری جہنم سے آزادی .. کسی کو افطار کرایا تو جہنم سے آزادی اور روزے دار جتنا ثواب بھی ... اس میں نفل فرض کی طرح اور فرض ستر فرضوں کی طرح وغیرہ وغیرہ .. یہ حدیث محدثین کے نزدیک موضوع یا منکر ہے یعنی شدید ضعیف ہے جس کا فضائل میں بھی بیان کرنا درست نہیں .. شیخ زکریا صاحب رحمہ اللہ نے اس کی جو توجیہ کی ہے وہ بھی درست نہیں .. پہلی بات یہ ذکر کی ہے کہ فضائل میں اس قدر کلام قابلِ تحمل ہے .. یہ تساہل ہے اور احتیاط کے خلاف ہے .. دوسری بات یہ ارشاد فرمائی ہے کہ اس کے اکثر مضامین کی دوسری روایات مؤید ہیں .. یہ بھی درست توجیہ نہیں .. جو روایات مؤید ہیں اور صحیح یا حسن یا قابلِ تحمل ضعیف ہیں وہ ذکر کریں اس موضوع یا منکر کو ذکر نہ کریں۔

57.اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان میں کیا ہے تو وہ پورے سال کا رمضان ہونے کی تمنّا کرتے

58.حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں حفظ قرآن کی دعا ایک خاص طریقے سے چار رکعت نماز تین یا پانچ یا سات جمعرات تک کرنا .. علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے تلخیص مستدرک میں هذا الحديث شاذ منکر اور سیر أعلام النبلاء میں ولید بن مسلم کے ترجمے میں موضوع کا حکم لگایا ہے۔

59. بہتیرے قرآن کے پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے

60. الساکت عن الحق شیطان أخرس .. بات اگرچہ ٹھیک ہے لیکن حدیث نہیں ہے

61. حسنات الأبرار سیئات المقربین

62. بے نمازی کو پندرہ طریقوں سے عذاب والی طویل حدیث

63. ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے قرآن کا دل یس ہے جس نے اسے پڑھا اس نے گویا قرآن کو دس دفعہ پڑھا .. موضوع یا شدید ضعیف

64. اے علی! اس وقت تک نہ سونا جب تک پانچ کام نہ کر لو .. پورا قرآن پڑھنا .. چار ہزار درہم صدقہ .. کعبے کی زیارت .. جنت میں اپنا مقام محفوظ کرنا اور اپنے مخالفین کو راضی کرنا .. طویل حدیث ہے

65. ایک صحابی کا بوقت مرگ کلمہ نہ پڑھ سکنا .. جلائے جانے کے ڈر سے والدہ کے راضی ہونے کی وجہ سے کلمہ کا زبان پر جاری ہو جانا

زندگی رہی تو آئندہ قسط میں اسی بحث کو آگے بڑھائیں گے ان شاء اللہ

قسط: 42

تبلیغی جماعت اور موضوع احادیث (حصہ دوم)

65. نمرود اور مچھر کا قصہ ... کتب حدیث میں اس کا کہیں وجود نہیں
66. والدین کو شفقت کی نظر دیکھنے پر مقبول حج و عمرے کا ثواب ... والدین کے ساتھ احسان ایک عظیم عبادت ہے لیکن یہ حدیث بہت ہی ضعیف ، بعض علماء کے ہاں موضوع ہے ... بہرحال اس کو بیان کرنا جائز نہیں
67. میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ میری امت کا حساب کتاب میرے سپرد کر دے تاکہ وہ دیگر امتوں کے سامنے رسوا نہ ہوں ... اللہ تعالی نے فرمایا : میں ہی حساب لوں گا اور تم سے بھی چھپاؤں گا تاکہ وہ تمہارے سامنے بھی رسوا نہ ہوں۔
68. عرش کے پاس نور کا ایک ستون ہے جب کوئی بندہ لا اِلہ اِلا اللہ پڑھتا ہے تو وہ ہلنے لگتا ہے ... اللہ تعالی فرماتے ہیں ٹھہر جا وہ کہتا ہے کیسے ٹھہر جاؤں جبکہ فلاں کی مغفرت نہیں ہوئی ... اللہ تعالی مغفرت فرماتے ہیں تو وہ ٹھہر جاتا ہے
69. اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : " میں ان لوگوں کے ہاں ہوتا ہوں جن کے دل میری وجہ سے ٹوٹے ہوتے ہیں "
70. ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا باغ میں نماز پڑھنا ... ایک پرندے کا باغ سے نکلنا ... پرندے کی وجہ سے خیال کا بھٹک جانا ... یہ معلوم نہ ہونا کہ کتنی نماز پڑھی ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر باغ کا وقف کر دینا
71. عمامے کے ساتھ ایک نماز بغیر عمامے کی پچیس نمازوں (ایک روایت میں ستر نمازوں) کے برابر ہے
72. حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد شام جانا .. کچھ عرصے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں آ کر بیوفائی کا شکوہ کرنا .. واپس مدینے جانا .. حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی فرمائش پر اذان دینا .. مدینے کی عورتوں اور بچوں کا روتے ہوئے باہر آنا ... وغیرہ وغیرہ .. اس تمام تر تفصیل کے ساتھ یہ قصہ جھوٹا ہے
73. حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیٹی کے دفن کرنے کا قصہ سنانا
74. جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہر چیز کو ڈرا دیتے ہیں اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا اللہ تعالی اس کو ہر چیز سے ڈرا دیتا ہے
75. خيرُ الأمورِ أوساطُها.

لیس بحدیث

1. اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ہزار سال قبل سورۃ یس اور طہ کی تلاوت کرنا .... منکر ہے
2. إنَّ فاتحة الكتاب، وآية الكُرْسي، والآيتيْن من آل عمران: {شَهِدَ اللهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} [آل عمران: 18]، و{قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ * تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ} [آل عمران: 26، 27]، معلَّقاتٌ بالعرش، وما بينهنَّ وبين الله حجابٌ، فقُلْنَ: يا ربِّ، تُهْبِطُنا إلى أرضكَ وإلى مَن يعصيكَ؟ قال اللهُ: بي حلَفْتُ، لا يَقْرَؤُهُنَّ أحدٌ من عبادي دُبُرَ كلِّ صلاة إلَّا جعلْتُ الجَنَّةَ مأواهُ على ما كان فيه، وإلَّا أسكنْتُهُ حَظيرةَ القدسِ، وإلَّا قضيْتُ لهُ كلَّ يومٍ سبعينَ حاجةً، أدْناها المغفرةُ.

موضوع

1. انتقال کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام کا آ کر اطلاع دینا کہ عزرائیل آئے ہیں اجازت مانگ رہے ہیں اور آپ سے پہلے کسی سے اجازت نہیں لی ... اجازت دینا ... حضرت عزرائیل علیہ السلام کا حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ... اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اختیار کرنا ... الخ
2. بوقت انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مطالبہ کرنا کہ امت سے نزع کی تکلیف اٹھا دی جائے اور مجھے دی جائے
3. سر کے مسح کا مخصوص طریقہ کہ دونوں ہاتھوں کی چھوٹی تین انگلیوں کو ملا کر پیشانی کے بالوں پر رکھے اور پیچھے اس طرح لے جائے کہ ہتھیلی اور باقی دو انگلیاں سر کو مسح نہ کریں ..... الخ ... سیدھا اور سادہ طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو تمام انگلیوں اور ہتھیلیوں سمیت سر کے اگلے حصے پر رکھ کر پیچھے کی طرف لے جایا جائے۔
4. کسی چیز کو خریدتے وقت تین دفعہ پوچھنا سنت ہے ... ہمیں کسی حدیث کی کتاب میں اس کا کوئی ثبوت نہ ملا
5. مسجد میں کسی کو جنابت ہو جائے تو رومال بچھا کر نکلے ... صحیح بات یہ ہے کہ رومال بچھانے کے تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ... بس نکل جائے۔
6. عبادت سے جنت ملتی ہے خدمت سے خدا ملتا ہے ... اس جملے کو اگرچہ بطور حدیث بیان نہیں کیا جاتا ... لیکن یہ ایسی بات ہے جو بغیر توقیف کے بیان نہیں کی جا سکتی ... کون سی آیت یا حدیث ہے جس میں مذکورہ تقسیم ہو ؟ .. جس سے جنت ملتی ہے اسی سے خدا بھی ملتا ہے اور جس خدا ملتا ہے اسی سے جنت بھی ملتی ہے اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے .. اللہ تعالی ان لوگوں کو ہدایت دے۔

جھوٹی احادیث اور غلط مسائل سنانے والوں سے متعلق پیشیں گوئی اور ہدایت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ .. مسلم في المقدمة .. و أحمد

ترجمہ: " میری امت کے آخر میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو تمہیں وہ سنائیں گے جو تم اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں سنا ہوگا ... ایسے لوگوں سے بچ کر رہنا "

فضائل اعمال سے متعلق:

گزشتہ ایک قسط میں بندے نے فضائل اعمال کے سنانے سے متعلق کچھ گزارشات عرض کی تھیں کہ یہ کتاب دیگر کتابوں کے لئے مانع بن رہی ہے باعث املال بھی ہے اور جس طریقے سے " تعلیم " کے نام پر جاہل اس کی خودساختہ تشریحات کرتے ہیں وہ بھی ٹھیک نہیں ، نیز ان جاہلوں کا خیال ہے کہ فضائل اعمال ہی ضروری ہے ... ان عوارض کی وجہ سے فضائل اعمال کی " تعلیم " کے بارے میں بدعت ہونے کا خیال ظاہر کیا گیا تھا ... اور ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ اگر یہ عوارض نہ ہوں تو کوئی اشکال نہیں ... لیکن اب میری رائے بدل گئی ہے ... اور وہ اس لئے کہ اس سے پہلے میں نے فضائل اعمال پر گہری نظر نہیں ڈالی تھی اب جو کچھ احادیث پر نظر ڈالی تو رائے بدلنی پڑی ... فضائل اعمال میں موضوع ، متروک ، منکر احادیث و واقعات کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے ... اگر پوری کتاب کی تحقیق کی جائے تو حیران کن نتائج سامنے آ سکتے ہیں ... ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام تر تعصب سے بالاتر ہو کر اس کتاب کی تعریب اور تحقیق کی جائے ... کاش ہم کسی پر سکون منظم مکتبے میں ہوتے ... اب بھی میرا ارادہ ہے کہ اس کی تعریب اور تحقیق کروں ... اللہ تعالی سے توفیق کی دعا ہے ۔

خیر! عرض کر رہا تھا کہ پہلے اعتراض عوارض کی بناء پر تھا لیکن اب عوارض کے ساتھ ساتھ خود کتاب پر بھی اطمینان نہیں تو اس کا جواز کیونکر ہو سکتا ہے ۔

موضوع احادیث سنانے کی وعید :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ ... اکثر کتب حدیث ... متواتر

ترجمہ : " جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے "

بعض علماء نے جان بوجھ کر موضوع حدیث بیان کرنے کو کفر کہا ہے .. سوائے اس کے کہ اس کا موضوع ہونا بیان کیا جائے تاکہ لوگ اس سے بچیں ... اس کے شدید گناہ کبیرہ ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں .. بس اسی ایک صورت میں بیان کر سکتے ہیں کہ اس کا موضوع ہونا آشکارا کیا جائے اور لوگوں کو بتا دیا جائے کہ یہ حدیث نہیں ہے اس سے بچو ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر مضبوطی سے قائم رکھے اور ہر قسم کے تعصب سے بچائے۔

ختم شدہ